کالاش

وادئ کافرستان کا ڈرامائی سفرنامہ

مستنصر حسین تارڑ

کالاش

وادیٔ کافرستان کا ڈرامائی سفرنامہ

مُستنصر حسین تارڑ

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

891.4392 Tarar, Mustansar Hussain
Kalash: Wadi-e-Kafiristan Ka
Dramai Safar Nama/ Mustansar Hussain
Tarar.- Lahore : Sang-e-Meel
Publications, 2008.
352pp.
1. Urdu Dramatic Travelogue.
I. Title.

2008

نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN-10: 969-35-1418-1
ISBN-13: 978-969-35-1418-6

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

کالاش

قسط نمبر 1

کردار:

۱- ذیشان
۲- بشاراخان
۳- سلمان
۴- ارمان شاہ
۵- نواز
۶- بشیر
۷- اظہار
۸- گوگی پیر

(اسلام آباد ایئرپورٹ۔ ایک شاندار گاڑی رُکتی ہے' اس میں سے ذیشان' اس کی بڑی بہن ثریا' بہنوئی داؤد' باپ ظفر خان آتے ہیں۔ ان کے پیچھے ذیشان کے بچپن کے دوست مرزا کی گاڑی رکتی ہے۔ یہ سب لوگ اسے الوداع کہتے ہیں۔ ذیشان ٹرالی پر اپنا سامان رکھے اندر جاتا ہے۔ (سامان میں ایک رُک سیک' اس پر بندھا خیمہ اور ایک بیگ ہوگا) مانیٹر پر اپنی فلائٹ دیکھتا ہے۔ فلائٹ نمبر 601 ... چترال... ناؤ بورڈنگ... کاؤنٹر پر جاکر سامان بُک کراتا ہے اور بورڈنگ کارڈ حاصل کر کے سکیورٹی میں تلاشی دے کر لاؤنج میں جا بیٹھتا ہے۔ مختلف فلائٹس کے اعلان ہو رہے ہیں۔ ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔ یہاں فلائٹ کے مسافر دکھائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک غیر ملکی میاں بیوی ہیں۔ دو لاہوریئے بیٹھے ہیں جو پہلی بار چترال جا رہے ہیں۔ ایک بوڑھا شائد انجینئر ہے جو ایک پرائیویٹ فرم کی طرف سے ایک سڑک کی تعمیر کے سلسلے میں چترال جا رہا ہے۔ ان کے علاوہ چند نوجوان کچھ چترالی اور ٹورسٹ وغیرہ۔ ان میں بشارا خان کالاشی گائیڈ بھی ہے۔ یہ شخص بہت سادہ ہے۔ سچا ہے۔ کالاشیوں کی طرح لیکن اپنی طرف سے بہت چالاک بننے کی کوشش کرتا ہے۔ بشارا خان... ہر مسافر کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے۔ اس نے چترالی ٹوپی پر ایک رنگین پر لگایا ہوا ہے' جو کالاشیوں کی نشانی ہے۔ جواب میں ذیشان بھی مسکراتا ہے۔ تو بشارا اُڑتا ہوا اس کے پاس چلا جاتا ہے۔)

بشارا: صاحب آپ چترال کو جاتا ہے۔ (ذیشان مسکراتے ہوئے سر ہلاتا ہے۔) کیا اچھا بات ہے کہ ہم بھی چترال کو جاتا ہے صاحب... (ہاتھ آگے کرتا ہے' مِلانے کے لیے) نو پرابلم سر... نو پرابلم... یہ بیگ ہم اٹھائے گا... ہم آپ کے ساتھ جائے گا...

شان: آپ کیوں ہمارے ساتھ جائے گا... ؟ ہم نے آپ کو بلایا ہے؟

بشارا: نہیں بلایا تو بھی جائے گا... خدمت کرے گا صاحب... نو پرابلم...

شان: (لطف اندوز ہو رہا ہے) اچھا تو آپ ہماری کیا خدمت کرے گا؟...

بشارا: ہم آپ کا پورا ٹور بنائے گا۔ ہوٹل ٹیگب' ڈنر صاحب... سائٹ سی انگ... چترال فورٹ سَر... گرم چشمہ... شندور ٹاپ سر... جناب ہم آپ کو پولو کھلائے گا۔ نو پرابلم...

شان: ہم خود ہی چلا جائے گا۔ نو پرابلم... پرنس ثناءاللہ میرے دوست ہیں۔ وہ مجھے لینے کے لیے ایئرپورٹ آجائیں گے۔

بشارا: اچھا... پرنس ثناءاللہ... آپ کے دوست ہیں... نو پرابلم سر۔ لیکن یہ ہے میرا کارڈ (کارڈ دینے سے پہلے پڑھتا ہے) بشارا خان... ٹورسٹ گائیڈ... بمبوریت... کالاش ویلی۔ کیا اچھا بات ہو اگر آپ ہم سے سروس لے صاحب... نو پرابلم... ہم جاتا ہے صاحب... (چلا جاتا ہے اور انگریز جوڑے سے گفتگو کرنے لگتا ہے۔ دونوں لاہوریئے جو قریب ہی بیٹھے گفتگو سن رہے تھے' شان کے پاس آتے ہیں۔)

نواز: بھاجی آپ بھی چترال جا رہے ہیں؟ (شان سر ہلاتا ہے) پہلے کبھی گئے ہیں۔

شان: "جی نہیں۔ پہلی بار جا رہا ہوں۔

نواز: سنا ہے جی بہت ہی خطرناک سفر ہے۔ جہاز (ہاتھ کے اشارے سے) یوں یوں کر کے پہاڑوں کو مونڈھے مارتا ہوا اُڑتا ہے... اور سنا ہے جی کہ کئی بار تو.. بس ... ایسا غوطہ کھاتا ہے کہ بس... گھیں...

بشیرا: بھا نواز کوئی خیر کا کلمہ پڑھو یار... میرا تو پہلے ہی کلیجہ سوکھ رہا ہے۔ سنا ہے کہ راستے میں ہمارے لوہاری دروازے کی طرح ایک لوہاری ٹاپ ہے.. اور وہاں تو بس اللہ ہی اللہ ہے...

شان: یہ لوہاری ٹاپ نہیں لواری ٹاپ ہے.. درّہ ہے... آپ کس سلسلے میں چترال جا رہے ہیں؟

نواز: بس جی.. کسی نے بتایا تھا کہ خوراک شوراک اچھی ملتی ہے اِن پہاڑوں میں...

بشیرا: بھاجی میں بتاتا ہوں۔ بھانواز ذرا کھان پین کا شوقین ہے۔ کہتا تھا بشیر سب کچھ کھایا، پر پہاڑی بکرا نہیں کھایا... تو ہم جی ذرا اس سلسلے میں جا رہے ہیں۔

شان: آپ چترال... صرف پہاڑی بکرے کھانے کے لیے جا رہے ہیں؟

نواز: نہ کوئی حرج ہے؟

شان: نہیں۔ کوئی حرج نہیں پہاڑی بکرے کھانے ہیں... بڑے شوق سے جائیں۔

نواز: بس جی شوق کی بات ہے... (سسٹم پر فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہوتی ہے) یہ میڈم کیا کہہ رہی ہے بھاجی؟

شان: یہ میڈم کہہ رہی ہے کہ جو مسافر پہاڑی بکرے کھانے کے لیے چترال جا رہے ہیں. وہ براہِ کرم جہاز میں تشریف لے جائیں۔ اور خدا حافظ (اپنا بیگ اٹھا کر چلنے لگتا ہے۔ باقی مسافر بھی اُٹھتے ہیں۔ جہاز تک جاتے ہیں)

CUT

(مسافر جہاز کے اندر بیٹھ چکے ہیں۔ یہ چھوٹا فوکر فرینڈشپ جہاز ہے۔ یہاں کچھ مکالمے زمین پر ریکارڈ کرلیں اور پھر فلائٹ کے دوران انہیں مناسب مقامات پر پیچ کرلیں۔ شان کے برابر میں انجینئر صاحب ہیں۔ دوسری جانب دونوں لاہوریئے ہیں۔ نشست کے آگے بشارا خان ہے اور پچھلی نشست پر غیر ملکی جوڑا ہے۔ جہاز میں اناؤنسمنٹ ہوتی ہے۔ لاہوریوں کو سیٹ بیلٹ باندھنے میں پرابلم ہو رہی ہے۔ ذرا گھبرائے ہوئے ہیں۔ ایئر ہوسٹس آکر مدد کرتی ہے، تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ بشارا خان حسب عادت سب کی جانب دیکھ کر مسکراتا ہے۔ جہاز رَن وے پر دوڑتا ہے اور ٹیک آف کر جاتا ہے۔ سب لوگ اطمینان کا سانس لیتے ہیں... شان اپنی جیب میں سے ایک خط نکال کر دیکھتا ہے۔ جو پرنس ثناءاللہ کا ہے۔

شانی، جانِ من!

ڈارلنگ شان تم بڑے شاندار بندے ہو... انگلینڈ اور یورپ میں بھی پانچ برس گزارنے کے باوجود اب کتنی آسانی سے اسلام آباد میں اپنے آپ کو Adjust کر گئے ہو۔ لیکن یار میرا برا حال ہے... یہاں چترال میں زندگی بہت آہستہ اور

بہت ڈل ہے۔ سارا دن قلعے کے برآمدے میں بیٹھا دریائے چترال کو دیکھتا رہتا ہوں... کبھی کوئی کتاب پڑھنے لگتا ہوں اور کبھی اُونگھنے لگتا ہوں... کسی شے میں دل نہیں لگتا... وہ دن یاد آتے ہیں جب میں اور تم گرمیوں کی چھٹیوں میں یورپ کی سیر کو نکل جاتے تھے... لفٹیں لیکر سفر کرتے تھے اور ہمارے سامنے نیلی جھیلوں کے پانی ہوتے تھے۔

تمہیں فون پر بھی کہا ہے... اب باقاعدہ Written Application روانہ کر رہا ہوں جناب کی خدمت میں کہ چند روز کے لیے میرے پاس چترال آجاؤ... مجھ سے ملو۔ میرے رشتہ داروں سے ملو... چترال سے ملو۔ تمہیں بور نہیں ہونے دوں گا۔ پلیز آجاؤ... پلیز... تمہارا ثناءاللہ... چترال فورٹ... چترال

(شان تھوڑی دیر خط کو دیکھتا ہے اور پھر اُسے جیب میں رکھ کر باہر دیکھنے لگتا ہے۔ بشارا اپنی نشست سے اُٹھ کر اس کے پاس آکھڑا ہوتا ہے)

بشارا: Any Problem Sir۔

شان: جی نہیں... نو پرابلم... فرمایئے...

بشارا: ہم کیا فرمائے گا صاحب... ہم تو یہ فرمائے گا کہ ادھر نیچے وادیٔ دیر کا پہاڑ ہے۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں ہم لواری ٹاپ سے گزرے گا صاحب... اور جب ہم لواری ٹاپ سے گزرے گا صاحب تو جہاز بڑا مزا کرے گا صاحب...

شان: جہاز مزا کرے گا؟

بشارا: جی صاحب.. (ان کی گفتگو لاہوریئے حضرات بھی غور سے سن رہے ہیں۔ وہ بہت ڈرے ہوئے ہیں) اگر تھوڑا بادل ہوا تو جہاز (ہاتھ سے اشارہ) ایسے مزا کرے گا....

نواز: اوئے بشیر سن لیا ہے ناں کہ یہ جہاز نامانیم اب مزا کرے گا... میں کہتا تھا ناں چترال نہ جاؤ...

بشیرا: تم نے کب کہا تھا؟ تم تو کہتے تھے چلو چلو چترال چلو۔ اور پہاڑی بکرے کھاؤ... کھالو بکرے...

نواز: کیوں بھائی صاحب جہاز بہت مزا کرے گا یا تھوڑا سا مزا کرے گا؟

بشارا: سر ایسا مزا کرے گا کہ بس آپ یاد کرو گے... ویسے نو پرابلم...

نواز: اوئے بشیر یار جو کچھ آتا ہے پڑھ لے... ویسے بھائی صاحب یہ جہاز یہاں سے واپس نہیں جا سکتا۔ آپ کی واقفیت نہیں ہے پائلٹ بھائی جان سے؟

انجینئر: (جو اب تک اخبار وغیرہ پڑھ رہا تھا۔ عینک اتار کر دیکھتا ہے اور شان سے مخاطب ہوتا ہے۔) عجیب ڈرپوک اور جاہل لوگ ہیں... ذرا سے فوکر جہاز سے ڈرتے ہیں...

بشیرا: بھائی جان آپ کو ڈر نہیں آتا...

انجینئر: مجھے؟... میری تو ساری عمر جہازوں میں گزری ہے مسٹر... جہاز اگر ہچکولے کھائے تو مجھے نیند آجاتی ہے... بہر حال آپ (شان سے) تو شائد سیر سپاٹے کے لیے چترال جا رہے ہیں۔ میں نے آپ کے سامان میں رُک سیک اور خیمہ دیکھا تھا۔

شان: جی... میرے ایک چترالی دوست ہیں ثناءاللہ ان کی دعوت پر جا رہا ہوں...

بشارا: اور صاحب ثناءاللہ تو پرنس ہیں صاحب... ان کو تو نو پرابلم...

شان: اور آپ کا کیا شغل ہے؟

انجینئر: میں روڈ انجینئر ہوں... مستوج سے چترال تک جو ہائی وے بن رہی ہے اُس کے Crew میں شامل ہوں... پہلی بار جا رہا ہوں۔

نواز: (بشیر اپنی نشست کے بازوؤں کو بڑی مضبوطی سے تھام کر بیٹھا ہوا ہے) اوئے بشیر... آنکھیں کھول۔

بشیر: نہیں میں پڑھ رہا ہوں... جل تو جلال تُو... جل تو... (جہاز کو ایک دھچکا لگتا ہے) اوئے مروا دیا غریب کے بال کو... جل تُو...

(اب جہاز میں اناؤنسمنٹ ہوتی ہے کہ موسم کی خرابی کے باعث جہاز کو دھچکے لگیں گے۔ سیٹ بیلٹس باندھ لیں۔) بشارا اپنی نشست پر چلا جاتا ہے۔ کیمرہ انجینئر پر جاتا ہے اور وہ بھی خوفزدہ ہے لیکن اپنے خوف پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہے۔ نواز اور بشیر زیرِ لب کچھ پڑھ رہے ہیں۔ انجینئر کا گلا بھی خشک ہو رہا ہے۔ وہ جیب میں سے ایک تسبیح نکال کر پڑھنے لگتا ہے۔ ایک اور دھچکا لگتا ہے)

انجینئر: یہ کیا کر رہا ہے پائلٹ...؟

شان: لیکن آپ کو تو ڈر نہیں لگتا... آپ کیوں خوفزدہ ہیں!

انجینئر: میں؟... ڈر تو نہیں لگ رہا۔ میں تو جمبو جیٹ میں بھی نہیں ڈرتا۔ یہ تو فوکر جہاز ہے لیکن... یہ پائلٹ اناڑی لگتا ہے۔ (ایک اور جھٹکا) اللہ... یہ اسے سمجھائیں جی کہ جہاز ٹھیک طرح سے چلائے...

شان: جی میں پائلٹ کو کس طرح سمجھاؤں... ویسے بھی موسم ذرا خراب ہے... پائلٹ کا اس میں کیا قصور ہے... (غیر ملکی جوڑا اس صورتِ حال سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ نواز ایک آنکھ کھول کر انہیں دیکھتا ہے۔)

نواز: ذرا دیکھو ان باندر کے بچوں کو ڈر نہیں لگتا...

بشیرا: ان کے پیچھے انہیں کوئی رونے والا نہیں ہوتا' بھا نواز اس لیے انہیں ڈر نہیں لگتا... میرے پیچھے تو ماشاءاللہ بچوں کی قطاریں ہیں۔

نواز: اور بھابی ہے... یا اللہ... میری توبہ... تو ایک مرتبہ خیر خیریت سے پہنچا میری توبہ جو میں پہاڑی بکرے کا نام بھی لوں تو... جل تُو جلال تُو...

(ایک دو جھٹکوں کے بعد اناؤنسمنٹ ہوتی ہے کہ آپ سیٹ بیلٹ کھول دیں... ایئر ہوسٹس مشروب وغیرہ سرو کرتی ہے۔ لوگوں کے حواس کچھ بہتر ہوتے ہیں۔)

نواز: (بشارا سے) کیوں بھا جی... یہ جہاز اب اور مزا تو نہیں کرے گا؟

بشارا: کیا پتہ صاحب... کیا پتہ... ویسے نو پرابلم۔

نواز: لیکن اِدھر پرابلم... (اُسے متلی ہو رہی ہے۔ وہ اٹھ کر ٹائیلٹ کی طرف چلا جاتا ہے)۔

انجینئر: دراصل یہ پائلٹ اَن ٹرینڈ ہے' ورنہ مجھے تو ڈر نہیں لگتا...

شان: جی بالکل... ذرا پسینہ پونچھ لیجیے ماتھے سے... (انجینئر ایک گھگھیائی ہوئی ہنسی کے ساتھ پسینہ پونچھتا ہے) جی بشارا خان اب کیا پرابلم ہے؟

بشارا: نو پرابلم سر... ہم لواری ٹاپ کراس کر کے وادیٔ چترال میں آگئے ہیں صاحب... نظارہ کریں صاحب... (شان نیچے دیکھتا ہے وادی کا ایک منظر)

صاحب اُدھر آیون ہے اور اس کے ساتھ جو پہاڑی راستہ ہے وہ میرے گھر کو جاتا ہے صاحب...

شان: تمہارا گھر ادھر سے دکھائی دیتا ہے؟ (ہنستا ہے)

بشارا: نہیں صاحب ہمارا تو چھوٹا سا گھر ہے... آپ کبھی آؤ ہمارے پاس صاحب... آپ کو بہت مزا کرائے گا صاحب...

شان: (مسکراتا ہے) تم اپنا ایڈریس تو دے نہیں رہے اور کہتے ہو کہ صاحب ہمارے گھر آؤ...

بشارا: آپ کو کارڈ دیا تھا صاحب... صاحب میری دادی کا نام بمبوریت ہے.... ہم کالاش لوگ ہیں... جنہیں آپ کافر بولتے ہیں صاحب...

شان: آپ کافرستان کے رہنے والے ہو بشارا؟

بشارا: جی صاحب... نو پرابلم... کبھی آؤ صاحب... یو آر ویلکم... نو پرابلم...

(شان کچھ سوچ میں پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ کافرستان کی فضا میں ایک خاص رومان ہے جہاز میں اناؤنسمنٹ ہوتی ہے کہ اب ہم چترال ایئرپورٹ پر اُترنے والے ہیں' جہاں درجہ حرارت 25 سینٹی گریڈ ہے۔)

CUT

(پرنس ثناءاللہ ایک ملازم کے ساتھ جیپ کے پاس کھڑا ہے۔ رن وے کی طرف نیچے آتے ہوئے جہاز کو دیکھتا ہے۔)

CUT

(جہاز کا اندرون۔ جہاز لینڈ کر رہا ہے)

CUT

(شان ایئرپورٹ سے باہر آ رہا ہے۔ باقی کردار بھی باہر آ رہے ہیں' لیکن ہم اُن کی جانب نہیں جاتے۔ صرف بشارا مسکراتا ہے اور سلام کر کے جاتا ہے۔ شان اپنا سامان رکھ کر ادھر اُدھر نگاہ دوڑا رہا ہے' لیکن اسے ثناءاللہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ پھر ایک جیپ دُور سے آتی ہے۔ بیحد تیز اور قدرے خطرناک اور اُس کے قریب آ کر رُکتی ہے۔ ثناءاللہ باہر آتا ہے۔ ایک وجیہہ مونچھوں والا سفید رنگ

کا سوفسٹی کیٹڈ چترالی لباس۔ چترال کا خاص شلوار قمیض۔ چترالی کیپ اور چترالی گاؤن... وہ ہنستا ہوا جیپ سے نکل کر شان کو گلے لگا لیتا ہے۔ سلام دعا ہوتی ہے۔)

شان: ثنا میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ تم مجھے لینے آئے نہیں اس لیے اُلٹے قدم واپس جاؤں اور اسی جہاز پر سوار ہو کر واپس اسلام آباد چلا جاؤں...

ثنا: ہم تجھے جانے دیتے ہیں جانِ من... ہم شہزادے ہیں اور تم پر مرتے ہیں۔ اور شہزادے جس پر مرتے ہیں اسے اپنے قلعے کے کسی زمیں دوز کمرے میں قید کر لیتے ہیں ہمیشہ کے لیے۔

شان: اچھا تو مہمان کو خوش آمدید کہنے کا تمہارا یہ طریقہ ہے کہ اُسے زمیں دوز کمرے میں قید کر دینے کی خوش خبری سناتے ہو۔ اوئے ثناءاللہ کچھ شرم کر...

ثنا: جانِ من قید تو تم نے ہمیں کیا ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہاری جدائی میں ہم نے یہ دن کیسے گزارے... پانچ برس انگلینڈ میں اکٹھے گزارنے کے بعد تم واپس آئے تو اسلام آباد اور میں ادھر چترال... اب جانے نہیں دوں گا... کیسے ہو شان؟

شان: اطمینان سے بتاؤں گا... اچھا ایک راز کی بات تو بتاؤ... یہاں تمہارے ہاں مہمان کو یونہی سڑک پر کھڑا رکھ کے ڈائیلاگ ہی بولتے رہتے ہیں یا چائے پانی کا بھی پوچھتے ہیں؟

ثنا: سوری یار... آؤ جیپ میں بیٹھو (شان سامان اٹھانے لگتا ہے) نہیں تمہیں امان خان صاحب کا سامان... (ملازم یا ڈرائیور سامان اٹھا کر جیپ میں رکھتا ہے) فلائٹ کیسی تھی؟

شان: پورے سفر میں کچھ جھولنا جھلاؤ رے والی کیفیت طاری رہی... لیکن بہت مزا کیا فلائٹ نے...

ثنا: تم شکر کرو کہ جہاز لینڈ کر گیا ہے ورنہ کئی بار تو لواری ٹاپ سے ہی واپس چلا جاتا ہے۔

شان: یہ لواری ٹاپ ہے یا لوہاری ٹاپ...

ثنا: لواری ٹاپ... کیوں؟

شان: بس ایسے ہی... (ایک طویل سانس لیتا ہے) ہا... یہ کیسی شفاف اور کھری ہوا ہے ثنا... سانس لیتا ہوں تو پورے بدن میں کسی پہاڑی ندی کے خنک پانیوں کی طرح بہتی چلی جاتی ہے۔

ثنا: یہ چترال کی ہوا ہے جانِ من... ترچ میر کی برفوں کو چھو کر آ رہی ہے۔ یہاں سے صاف دکھائی دیتی ہیں... قلعے کی بالکونی سے دیکھنا کہ ترچ میر کی چوٹی کا برفانی حسن کیسے تمہارے دل پر اثر کرتا ہے... ویسے شان... کیا اب بھی تمہارے دل پر حُسن اُسی طرح اثرانداز ہو جاتا ہے...

شان: کیا مطلب؟

ثنا: جہاں کوئی خوبصورت اور دلکش شے دیکھی وہیں اُداس ہو گئے۔ وہیں دل پکڑ کر بیٹھ گئے...

شان: تم بکواس نہ کرو اور... جہاں مجھے لے جانا ہے لے کر چلو...

(ثنا ہنستا ہے اور جیپ سٹارٹ کر دیتا ہے۔ جیپ چترال ٹاؤن میں آتی ہے۔ بازار میں سے گزرتی ہے۔ بازار کی زندگی' دکاندار' ٹورسٹ' چترالی' بسوں کے اڈے کے قریب سے گزرتے ہیں۔ بشارا خان وہاں کھڑا ہے اور اس کے ہمراہ انگریز ٹورسٹ اور لاہوریے ہیں.... وہ شان کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتا ہے اور کہتا ہے) صاحب کافرستان میں بشارا خان آپ کا انتظار کرے گا... ضرور آنا....

ثنا: یہ ذات شریف کون ہیں؟

شان: جہاز میں ساتھ تھا۔ کالاشی گائیڈ ہے... یہ کیسی جگہ ہے وادیٔ کالاش جسے کافرستان بھی کہتے ہیں....

ثنا: فضول جگہ ہے یار... تنگ سی وادی ہے اور لوگ بہت گندے ہیں۔ اِن ٹورسٹوں کا تو دماغ خراب ہے جو ادھر آتا ہے اُدھر چلا جاتا ہے... (جیپ بازار میں سے ہو کر قلعے کی طرف جاتی ہے۔ قلعے کی دیوار کے ساتھ ساتھ... قلعے کا دروازہ بند ہے۔ ثنا جیپ کا ہارن بجاتا ہے۔ دروازہ کھلتا ہے۔ جیپ اندر جاتی ہے۔ ایک دو اور ملازم آتے ہیں۔ سامان اُتارتے ہیں۔ قلعے کا مہمان خانہ جس کے ایک

جانب اونچی دیوار ہے اور دوسری جانب حویلی کی عمارت... ایک بڑا لان...)

ثنا: قلعے کا مہمان خانہ ایک عرصے سے بند پڑا تھا۔ خاص طور پر تمہارے لیے کھولا گیا ہے...

شان: میرے پاس تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔

ثنا: بکواس نہ کرو... دراصل بابا جان... میرے چچا شجاع الرحمٰن اس قلعے سے باہر نہیں جاتے اور انہیں پسند نہیں کہ کوئی ان کی تنہائی میں مخل ہو...

شان: اس قلعے سے باہر نہیں جاتے؟ یعنی... کبھی نہیں گئے؟

ثنا: نہیں... ایک زمانہ تھا کہ وہ ہمیشہ باہر ہی رہتے تھے.... اُنہیں کوہ پیمائی کا جنون تھا.... آوارہ گردی سے عشق تھا....

شان: لگتا ہے میرے قبیلے کے شخص ہیں۔

ثنا: تھے... اب نہیں... اب تو اُنہیں اس قلعے سے باہر قدم رکھے دس برس سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔

شان: کیوں باہر نہیں جاتے...؟

ثنا: ایک حادثہ ہو گیا تھا... وہ... بابا جان... وُہ اُس حادثے کے بارے میں بات کرنا پسند نہیں کرتے... تم بھی نہ پوچھنا... (امان خان ڈرائیور آتا ہے) مہمان خانے کی صفائی اچھی طرح سے کرا دی تھی ناں...

امان: بالکل صاحب... ایک ایک کونہ صاف ہے صاحب۔

ثنا: کوئی بچھو وغیرہ تو نہیں نکلا۔

شان: بچھو؟

امان: صرف ایک تھا صاحب... مار دیا... اب کوئی نہیں...

شان: جانِ من یہ بچھوؤں کی کیا بات ہو رہی ہے...

ثنا: کچھ نہیں... تم فکر نہ کرو....

شان: اگر میں نے اِس مہمان خانے میں سونا ہے اور اگر وہاں سے ایک عدد بچھو برآمد ہوا ہے تو میں فکر کرنے میں حق بجانب ہوں....

ثنا: بھئی یہ ہوتے ہیں' اِدھر چترال میں لیکن زیادہ زہریلے نہیں ہوتے' صرف یہ

ہے کہ کپڑے اور جوتے پہننے سے پیشتر اُنہیں احتیاطاً جھاڑ لیا کرنا... نو پرابلم....

شان: تھینک یو فار دی وارننگ... تمہیں میری Safety کا کتنا خیال ہے۔

ثنا: تم ذرا نہالو... سفری تھکان اتارلو... پھر تمہاری ملاقات کزن سلمان سے کروائیں گے... پچھلے پہر چائے ہم اُس کے پاس پئیں گے۔

شان: دیکھو ثنا... میں یہاں بہت زیادہ لوگوں سے ملنا نہیں چاہتا... میں... صرف تمہیں ملنے کے لیے آیا ہوں... اپنے جانِ من کو...

ثنا: تم اگر بہت زیادہ لوگوں سے نہ بھی ملنا چاہو تو بھی تمہیں ملنا ہوگا۔ کیونکہ یہ چترال ہے اسلام آباد نہیں... یہاں مہمان نوازی ایک مذہب ہے... ایک تہذیب ہے۔ یوں بھی سلمان... بہت ہی کمال کا شخص ہے۔ تم اُسے پسند کرو گے۔ (برآمدے کے کونوں میں دو ملازم سر جھکائے بیٹھے ہیں اور انہوں نے ابھی تک ان دونوں کی جانب نگاہ تک نہیں کی) لالہ... بی... صاحب ادھر ہے خیال رکھو... اچھا شان... آرام کر دیار... میں آؤں گا۔ (لالہ اور بی پہلی بار سر اٹھا کر اِدھر دیکھتے ہیں اور سر ہلاتے ہیں اور زیر لب "جی صاحب" کہتے ہیں۔ ثنا جاتا ہے۔ شان ایک جمائی لیکر اپنا سامان کھولنے لگتا ہے۔ ایک جوتا نکالتا ہے اور بچھو کے بارے میں سوچ کر اُسے جھٹکتا ہے اور پھر مسکرا کر سر ہلاتا ہے۔)

CUT

(دونوں لاہوریئے چترال کے بازار میں گھوم رہے ہیں)

CUT

(نواز اور بشیر ایک مقامی ہوٹل میں بیٹھے کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ دونوں بے حد خوش ہیں)

نواز: لو بھا بشیر ہماری دیرینہ خواہش پوری ہونے والی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد ہماری اس میز پر ہوگا— پہاڑی بکرا... ہائے ہائے کیا بات ہوگی۔ پہاڑی بکرے کی... اوئے کبھی کھایا ہے۔ نہیں کھایا ناں۔

بشیرا: بھا نواز... ویسے تم نے جہاز میں دعا کی تھی کہ یا اللہ آج خیریت سے پہنچا دے تو پھر ساری زندگی پہاڑی بکرے کا نام نہیں لوں گا۔

نواز: وہ تو... وہ تو ایمرجنسی میں دعا مانگی تھی اور اب آ ہی گئے ہیں چترال تو... پورا بکرا تھوڑا منگایا ہے... تھوڑا سا بکرا منگایا ہے۔ ویسے تم نے ویٹر کو یہی کہا تھا ناں کہ پہاڑی بکرا لاؤ....

بشیر: آہو... اوئے بھاجی خاں صاحب... (ایک خاں صاحب ویٹر آتے ہیں جو زبان نہیں جانتا) پہاڑی بکرا لا رہے ہو ناں (خاں صاحب بہت خوش ہیں اور دانت نکال کر چترالی زبان میں کچھ کہتے ہیں) اوئے کوئی اردو پنجابی نہیں آتی؟... نہیں... ذرا جلدی کرو... بھوک لگی ہے (خاں صاحب جاتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر میں دو پلیٹیں تام چینی کی اور چند روٹیاں لا کر دونوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ دونوں حیرت سے دیکھتے ہیں کیونکہ پلیٹوں میں دیسی ساگ کا ڈھیر ہے۔)

نواز: (چکھتا ہے) یہ تو... یہ بکرا تو نہیں ہے۔

بشیر: ساگ ہے... بکرا کیا... کوئی ایک بوٹی بھی نہیں ہے اور ساگ بھی پانی کے ساتھ ہے... خاں جی... اِدھر آؤ... (خاں صاحب مسکراتے ہوئے آتے ہیں) یہ پہاڑی بکرا ہے۔ (خان سر ہلاتا ہے) یہ تو ساگ ہے۔ (خان اُسی طرح سر ہلاتا ہے) تم سمجھتے ہو کہ ہم بیوقوف ہیں؟ (خان پھر سر ہلاتا ہے) مجھے تو لگتا ہے کہ آپ بھی بیوقوف ہے۔ (خان اسی انداز میں سر ہلاتا ہے اور چلا جاتا ہے) چلو بھا نواز کھاؤ پہاڑی بکرا... (نواز ساگ کھا کر برا سا منہ بناتا ہے۔)

نواز: تم بھی بسم اللہ کرو... یہی کھانے کے لیے تو اتنی دور سے آئے ہیں۔

(دونوں ساگ اس طرح کھاتے ہیں جیسے وہ چارہ کھا رہے ہوں)

CUT

(شان تیار ہو کر مہمان خانے سے نکلتا ہے۔ اس مہمان خانے کے ایک جانب وہ گیلری ہے جس میں مختلف تصاویر، نقشے، پینٹنگز، قالین اور جانوروں کے سر آویزاں ہیں۔ یہاں سے دریائے چترال قدموں میں دکھائی دیتا ہے اور ترچ میر کی چوٹی کا بہترین نظارہ ہے۔ شان پر اس منظر کا اثر ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے کھڑکی میں سے اُسے کوئی دیکھتا ہے۔ شان کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے

اور وہ پیچھے مڑتا ہے اور وہاں کوئی ہے لیکن وہ اُسے دیکھ نہیں سکتا۔ شان پھر سے منظر کو دیکھتا ہے۔

CUT

(اسی قلعے کی حویلی میں۔ پرنس شجاع الرحمٰن کا کمرہ جہاں قیمتی قالین، تلواریں، پرانی بندوقیں اور تصویریں وغیرہ ہیں۔ وہاں پہاڑوں کی تصاویر بھی آویزاں ہیں۔ رُک سیکس، آئس ایکس، خیمے اور کوہ پیمائی کا دیگر سامان دیواروں سے ٹنگا ہے۔ پرنس ایک بوڑھا بارعب شخص ہے جو ہمیشہ اکڑ کر بیٹھتا ہے۔ سگار پیتا ہے۔ ایک مسکراہٹ اُس کے لبوں پر رہتی ہے، چاہے وہ کسی سے ناراض ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا ایک ذاتی دوست عبدالرحیم ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ شخص اس کے بچپن کا دوست ہے۔ اگرچہ رائلٹی ختم ہو چکی ہے لیکن یہ ایک شخص ہے جو پرنس شجاع کو اب بھی رائلٹی سمجھتا ہے۔ تاریخ اور جغرافیے کا ماہر ہے۔ تب تک نہیں بولتا جب تک پرنس نہ بلائے... اور پرنس کو ہمیشہ... میرے پرنس کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ جب منظر کھلتا ہے تو قدرے اپ سیٹ شجاع اور ثنا اللہ.... ثنا اللہ اپنے چچا کی طبیعت کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس لیے زیادہ پریشان نہیں ہے۔)

شجاع: نہیں یہ ممکن نہیں۔ Out of Question... تم نے مجھ سے کہا کہ تمہارا دوست آرہا ہے۔ بہت کلوز دوست ہے تو میں نے مہمان خانہ کھلوا دیا۔ اتنے برسوں کے بعد... تو تو اور کیا چاہیے... اس کے علاوہ میں اور کیا کر سکتا ہوں۔

ثنا: آپ اس کا کھانا کر سکتے ہیں آج رات....

شجاع: ناممکن... یہ نہیں ہوگا... میں کسی سے ملنا نہیں چاہتا... تم جانو تمہارا دوست جانے۔ اس میں اس میں مَیں کہاں سے آجاتا ہوں۔

ثنا: آپ میرے بابا جان ہیں۔ ہمارے خاندان کے سربراہ ہیں۔ اس قلعے کے اس حویلی کے سب سے معتبر بزرگ ہیں اور آپ کا فرض بنتا ہے کہ جو مہمان بھی یہاں آئے اُس کی کم از کم ایک دعوت کریں۔

شجاع: وہ... وہ... میں نے اُسے بلایا ہے... تم کرلو دعوت میں منع نہیں کرتا...

ثنا: دعوت آپ کی جانب سے ہونی چاہیے۔ مرر (Mirror) ہال میں...

شجاع: مرر ہال میں... وہاں جہاں صرف شہزادے اور... گورنرز اور... کاؤنٹس اور جنرل وغیرہ آتے تھے... وہاں... ناممکن...

ثنا: پہلے آتے تھے بابا جان... اب تو مرر ہال بند پڑا رہتا ہے۔ اُس میں جالے لگ رہے ہیں۔ آئینے ماند پڑتے جا رہے ہیں۔ اُن میں تو شکل بھی نظر نہیں آتی... آپ بہت بدل گئے ہیں بابا شجاع....

شجاع: ہاں میں بدل گیا ہوں...

ثنا: اور اس کے ساتھ چترال کی مہمان نوازی کی روایات بھی بدل گئی ہیں... اب اگر یہاں کوئی مہمان آتا ہے تو اُسے ایک وقت کی روٹی کا بھی نہیں پوچھا جاتا... میں اپنے دوست سے معذرت کر لیتا ہوں اور اُسے بتاتا ہوں کہ ہمارے بابا تمہارے لیے ایک وقت کے لیے بھی دستر خوان نہیں بچھا سکتے....

شجاع: کیسے۔ کیسے۔ نہیں بچھا سکتے... یہ یہ تم کیا بات کر رہے ہو... اس میں چترال کی مہمان نوازی کا کیا سوال ہے...

ثنا: میں اُس کا سامان پیک کرواتا ہوں اور کسی ہوٹل میں بھیج دیتا ہوں اور میرا دوست جو صرف میرے لیے چترال آیا ہے، اُسے کہتا ہوں کہ شاہی بازار کے کسی تھڑے پر بیٹھ کر کباب اور نان کھالے...

شجاع: یہ یہ تم بالکل غلط بات کر رہے ہو... میں تو صرف... تم جانتے ہو میں اپنی تنہائی میں کسی کو مخل نہیں ہونے دیتا اور... اس میں مہمان نوازی کہاں سے آگئی... رحیم الدین آپ... آپ بھی آج شام ہمارے ساتھ کھانا کھائیں... اور ثنا اللہ... کیا تم اپنے دوست کو میری جانب سے دعوت دے سکتے ہو... دے سکتے ہو...؟

CUT

(چترال سکاؤٹس کا ہیڈ کوارٹر۔ یہاں ان سکاؤٹس کی کوئی ایک Ceremony دکھائی جائے اور اس میں سلمان کی موجودگی کو نمایاں کیا جائے۔ اس تقریب

میں چترال سکاؤٹس کی شان و شوکت اور خوبصورتی سامنے آئے گی۔ یہ تقریب دو تین منٹ سے زیادہ نہ ہو۔)

CUT

(سلمان تقریب سے فارغ ہو کر اپنے کمرے کی جانب جا رہا ہے اور وقت دیکھ رہا ہے۔ کپڑے بدلتا ہے اور پھر ڈائننگ ہال میں جا کر چائے کے انتظامات دیکھتا ہے اور باہر آ کر گیٹ کے قریب پھر گھڑی دیکھتا ہے۔)

CUT

(ثنااللہ کی جیپ قلعے میں سے نکلتی ہے۔ اگلی نشست پر ثنا کے ساتھ شان ہے اور وہ تازہ دم ہو چکا ہے۔ جیپ بازار میں سے گزرتی ہے۔ ایک جگہ ثنا جیپ روک کر خوبانیاں خریدتا ہے۔ شان کو پیش کرتا ہے۔ جیپ پھر روانہ ہوتی ہے۔)

CUT

(سکاؤٹس کے ہیڈکوارٹر کے گیٹ پر سلمان دونوں کا استقبال کرتا ہے اور اُنہیں ساتھ لے جاتا ہے۔)

CUT

(ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہی جہاں سمارٹ ویٹرز میز کے آس پاس کھڑے ہیں۔)

سلمان: ذیشان صاحب یہ میرا کزن ثنااللہ بہت کم لوگوں کو پسند کرتا ہے.... لیکن آپ میں کوئی خاص بات ہے کہ دن رات آپ کا تذکرہ اِس کی زبان پر ہوتا ہے جی۔

شان: میرے علاوہ آپ کا بھی بہت ذکر کرتا ہے۔ انگلینڈ میں ہمیشہ آپ کو یاد کر کے آہیں بھرتا تھا۔

سلمان: نہیں جی یہ جو آہیں بھرتا تھا تو میری یاد میں نہیں۔ کسی اور کی یاد میں بھرتا تھا جی...

ثنا: کزن جانِ من آپ بکواس نہ کریں...

سلمان: اچھا اچھا تو اِن کو آہیں بھرنے والی بات کے بارے میں نہیں بتانا۔

شان: اچھا تو کیا سچ مچ...

ثنا: نہیں جانِ من... کوئی ایسی بات ہوتی تو تمہیں علم نہ ہوتا... یہ کزن جو ہے اِس کا دماغ پولو کھیل کھیل کر پولا ہو گیا ہے۔ پولا نہیں نرم...

شان: تو گویا آپ پولو کے کھلاڑی بھی ہیں۔

ثنا: زبردست... اگلے ماہ کے آخر میں شندور پولو ٹورنامنٹ منعقد ہو گا۔ تم دیکھنا چترال کی جانب سے سب سے ڈیشنگ اور باکمال کھلاڑی یہ... اپنا کزن جانِ من ہو گا۔

سلمان: آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں جی... تشریف لائیں۔ (میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ کے شایانِ شان تو نہیں ہے لیکن...

شان: (انتظامات دیکھ کر حیرت زدہ)... یہ... یہ شام کی چائے ہے یا اگلے دس روز کے لیے میرے کھانے پینے کا بندوبست... آپ نے بہت تکلف کیا سلمان صاحب...

سلمان: نہیں سر۔ The Pleasure is All Mine یہ سیب ضرور چکھئے گا۔ میرے گاؤں کے ہیں.... پلیز لیجئے ناں.... آپ ابھی کچھ عرصہ چترال میں ٹھہریں گے ناں؟

شان: ابّو سے تو میں نے صرف چند روز کے لیے اجازت لی ہے... وہ ناراض تھے کہ اتنے برسوں بعد وطن واپس آئے ہو اور آتے ہی... پھر اپنے جانِ من ثنا کے پاس جا رہے ہو...

سلمان: آپ میرے گاؤں کوغزی ضرور آیئے گا... چترال سے دُور نہیں.... وہاں جا کر آپ کا واپس آنے کو جی نہیں چاہے گا۔

شان: یہ گاؤں کا کیا نام بتایا ہے آپ نے...؟

سلمان: کوغزی۔

شان: کتنا خوبصورت نام ہے... کوغزی...

ثنا: کوغزی کے سیبوں اور اناروں کا تذکرہ ہماری شاعری میں آیا ہے... اور وہاں کے چشمے۔ باغات اور پرانی مساجد... کوغزی واقعی خوبصورت ہے۔

سلمان: جی ہاں... ثنااللہ یا تو کوغزی کے سیبوں اور اناروں کو دیکھ کر آہیں بھرتا ہے اور یا اُسے دیکھ کر...

شان: جانِ من ثنا... کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے...

ثنا: تم اُسے آج رات بابا جان شجاع الرحمٰن کے کھانے پر دیکھ لو گے... اور ٹھنڈی آہیں صرف میں ہی نہیں بھرتا... یہ کوغزی کا رہنے والا بھی بہت بے حال ہو رہا ہے۔ اُسے دیکھ کر...

شان: یعنی ہر دو کزن حضرات کی آہوں کا منبع ایک ہی ہے... کمال ہے... یعنی کمال کا منبع ہوگا۔ لیکن اس منبع کا جھکاؤ کس طرف ہے؟

ثنا: کسی کی طرف بھی نہیں... وہ... بہت لاتعلق ہے... کوغزی کی آبشاروں کی طرح وہ صرف اپنی بلندی اور خوبصورتی میں مگن ہے... اور سلمان میں تمہیں پک کر لوں یا تم خود ہی آج شام قلعے میں آجاؤ گے؟

سلمان: میں نہیں آؤں گا ثنا... تمہارے بابا جان عجیب و غریب شخص ہیں.... وہ.... مجھے پسند نہیں کرتے....

ثنا: یوں تو وہ کسی کو بھی پسند نہیں کرتے... اور سلمان اس قلعے پر میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا بابا جان کا... یہ خاندانی وراثت ہے... اس لیے... میں چاہتا ہوں تم آؤ... آج شام تم آؤ گے... (مسکرا کر) اور ہو سکتا ہے وہ منتظر ہو... اب تو آؤ گے ناں؟

CUT

(اگر ڈرامے کے بیلنس کے مطابق درست ہو تو یہاں پر شہزادی مہر فاطمہ اپنے کمرے میں ایک پرانی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے... ماحول قدرے تاریک۔ وہ ایک شمع جلاتی ہے اور اپنے آپ کو دیکھتی ہے۔ اپنے حسن کو پسند کرتی ہے۔ مہر فاطمہ مغرور ہے اور اپنے حُسن کے عشق میں مبتلا ہے۔ یعنی اس میں نرگسیت کار جان ہے۔ آئینے میں اس کا کلوز اپ...)

CUT

(حویلی کا ڈرائنگ روم۔ شجاع الرحمٰن سگار پیتا ہوا۔ دیواروں پر آویزاں تصویریں

اور جانوروں کے سر... شجاع کی نظریں بار بار ان تصویروں میں سے ایک تصویر پر جاتی ہیں۔ یہ ایک نوجوان اور لاپرواہ قسم کا شخص ہے۔ اگر ممکن ہو تو کوہ پیمائی کے لباس میں۔ شجاع پر اس تصویر کا اثر ہو رہا ہے۔ کمرے کے کونوں میں ملازم کھڑے ہیں۔ رحیم الدین ایک جانب کمر سیدھی کیے ایک کرسی پر بیٹھا اپنے شہزادے کو تک رہا ہے۔)

شجاع: رحیم الدین کیا تم بھی یہی سمجھتے ہو کہ... یہ میری غلطی تھی... میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا....

رحیم: نہیں... ہرگز نہیں میرے پرنس... کوئی بہانہ بن جاتا ہے۔ ورنہ نصیب کی تند و تیز ندی میں ہم سب بے اختیار بہتے چلے جاتے ہیں... یہ نصیب میں تھا۔ کہ سلیم الرحمٰن... یہ نصیب میں تھا میرے پرنس....

شجاع: لیکن کچھ لوگ... یہاں تک کہ میرے عزیز... میرے رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ ذمہ داری میری تھی... یہ میری وجہ سے ہوا....

رحیم: آپ بھول جائیں میرے پرنس... بہت عرصہ ہو گیا... ایک مدت بیت گئی..

شجاع: یہاں (دل پر ہاتھ مارتا ہے) یہاں سب کچھ نقش ہے رحیم الدین... آخری منظر کُھدا ہوا ہے میرے سینے پر... میں بھول بھی جاؤں تو بھی (پھر سینے پر ہاتھ مارتا ہے) یہاں سب کچھ درج ہو چکا ہے۔ (دستک ہوتی ہے؟ شجاع ایک ملازم کی طرف دیکھتا ہے۔ ملازم جھکا ہوا جاتا ہے اور دروازہ کھولتا ہے یا خوش آمدید کہتا ہے... ثنااللہ اور ذیشان آتے ہیں۔ آگے بڑھ کر سلام دعا کرتے ہیں)

ثنا: بابا جان... یہ ذیشان ہے (شجاع لفٹ نہیں کرواتا صرف اُسے گھور رہا ہے) اور یقیناً آپ اسے مل کر بے حد خوش ہوئے ہوں گے.. (شجاع چپ ہے) مہمان نوازی چترال کے خون میں شامل ہے۔ بابا جان... کیا خیال ہے؟

شجاع: ہاں ہاں کیوں نہیں... ویلکم ٹو چترال ینگ مین... ہاؤ ڈو یو لائک اِٹ..؟

شان: قدرے Dusty اور قدرے گرم لیکن Otherwise بہت پُرسکون اور خوبصورت لوگ...

ثنا: بے حد مہمان نواز... جانِ من!

شان: جی جی..

CUT

(سلمان ایک گھوڑے پر سوار قلعے کی جانب آ رہا ہے۔ قلعے کا دروازہ کھلتا ہے۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر اُس کی باگیں ملازم کو دیتا ہے اور خود حویلی کی جانب چلنے لگتا ہے۔)

CUT

(ڈائننگ روم میں واپس آتے ہیں)

رحیم: ذیشان صاحب کتنے عرصے کے لیے آپ نے چترال میں قدم رنجہ فرمایا ہے.. کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔

شان: (مسکرا کر) اتنے عرصے کے لیے جتنا عرصے کے لیے پرنس ثنا اللہ مجھے برداشت کر سکیں... ویسے میرا ارادہ ہے کہ چند روز کے لیے وادیٔ کالاش بھی جاؤں...

ثنا: دو دن میں عاجز آ جاؤ گے وادیٔ کالاش میں... سب Myths ہیں۔ جانِ من... داستانیں ہیں... کیا کرو گے جا کر...

رحیم: چترال کے ساتھ یہ کتنی بڑی ٹریجڈی ہے کہ لوگ یہاں آتے ہیں اور سیدھے کافرستان چلے جاتے ہیں... اور وہاں سے واپس... وہ چترال کو تو دیکھتے ہی نہیں... اتنی بڑی اور قدیم تہذیب سے ناآشنا رہتے ہیں۔

شجاع: یہ Myths زیادہ تو انگریز لوگوں نے بنائی ہیں... ورنہ کالاش تو بہت سادہ اور شریف لوگ ہوتے ہیں۔

شان: سنا ہے یہ جھوٹ نہیں بولتے... اور... وہاں... وہاں حسن بہت ہے۔

ثنا: حسن تو جانِ من... چترال میں بھی بہت ہے...

(مہر فاطمہ ڈائننگ روم میں آتی ہیں۔ چادر لپیٹے اور سر کو دوپٹے سے ڈھانکے ہوئے... وہ سب کے سلاموں کا جواب سر جھکا کر دیتی ہے۔ شجاع کے پاس جا کر اُن کا ہاتھ چومتی ہے اور اُن کے برابر میں بیٹھ جاتی ہے۔ وہ یقیناً بے حد خوبصورت ہے اور شان منہ کھولے اُسے دیکھتا رہتا ہے۔)

مہر: آپ کو ہمارا علاقہ پسند آیا ذیشان صاحب...

شان: ...جی جی.... بہت... بہت زیادہ....

شجاع: مہر فاطمہ... میری اکلوتی بیٹی ہے..اور... بس اب یہی ہے... یہ بھی میری طرح تنہائی پسند ہے۔ لیکن میں نے Insist کیا کہ نہیں اُدھر سے مہمان آئے ہیں... کھانے کے لیے ضرور آؤ...

شان: ثنا بتا رہا تھا کہ آپ نے ترچ میر کی چوٹی سر کی تھی اور آپ کو کوہ پیمائی کا بہت شوق ہے۔

شجاع: اب نہیں ہے... اور نہ ہی میں اس کے بارے میں گفتگو کرنا پسند کرتا ہوں۔

(دستک ہوتی ہے یا ویسے ہی سلمان داخل ہو رہا ہے)

ثنا: یہ وقت ہے آنے کا... اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟

سلمان: تمہاری طرح صرف شہزادے ہی نہیں ہیں' بلکہ سرکار کی ملازمت بھی کرتے ہیں... ایک سرکاری کام تھا... آپ کیسے ہیں سر (شجاع سے)

شجاع: تمہیں کس نے کس نے مدعو کیا ہے؟

ثنا: بابا جان...

شجاع: ہاں کیا بابا جان... تم جانتے ہو کہ یہ یہ سلمان مجھے اچھا نہیں لگتا۔

ثنا: یہ میرا مہمان ہے بابا جان' اِسے میں نے خود مدعو کیا ہے...

شجاع: لیکن پھر بھی...

سلمان: (مسکراتے ہوئے۔ وہ جانتا ہے کہ شجاع اکثر اسی طرح Behave کرتا ہے۔ اس لیے زیادہ برا نہیں مانتا) آپ حکم کریں تو میں چلا جاتا ہوں...

شجاع: اب تم آ ہی گئے ہو تو... ٹھیک ہے... لیکن تم نے زیادتی کی تھی...

ثنا: بابا جان آج سے دس برس پہلے سلمان سے ناراض ہوئے تھے... دراصل ہندرب (Hundrub) جھیل میں مچھلی کے شکار کے دوران سلمان غلطی سے اس جگہ چلا گیا جہاں صرف بابا جان شکار کرتے تھے اور پھر غلطی سے اُس مقام پر اس نے اتنی بڑی مچھلی پکڑ لی کہ... آج تک ریکارڈ ہے... اور آج تک بابا جان نے اُسے معاف نہیں کیا... کہتے ہیں میری مچھلی تھی اور اس نے پکڑ لی....

شان: کیوں سلمان صاحب؟

سلمان: جی... میں آج تک شرمندہ ہوں... مہر فاطمہ آپ کیسی ہیں؟

مہر: میں ٹھیک ہوں۔

ثنا: میں بھی پوچھ لوں کہ آپ کیسی ہیں؟

مہر: آپ کے لیے بھی وہی جواب ہے کہ... میں ٹھیک ہوں۔

ثنا: یہاں ہم دونوں کو ایک سا جواب ملتا ہے... نکا سا... ذیشان 'مہر میری کزن فرنچ فنشنگ سکول اور یونیورسٹی پنسلوینیا وغیرہ ہیں۔ کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔

شان: جی... میں دیکھ رہا ہوں کہ... معمولی چیز نہیں ہیں... اور آپ... بس یہیں رہتی ہیں؟

مہر: جی... اپنے بابا کے پاس... ہم لوگ اپنے بچوں کو دنیا کے بہترین تعلیمی اداروں میں پڑھاتے ہیں اور پھر انہیں... اس قلعے میں بند کر دیتے ہیں۔

شجاع: مہر مہر How can you talk like that

مہر: سوری بابا... لیکن ہمارے قلعے کی دیواریں کچھ ضرورت سے زیادہ بلند ہیں... دریائے چترال کا شور تو اندر آ سکتا ہے لیکن ہم باہر نہیں جا سکتے۔

سلمان: آپ باہر جانا نہیں چاہتیں مہر فاطمہ..

ثنا: ورنہ آپ کے پاس تو Choice بھی موجود ہے۔

مہر: اور What a Choice نہیں نہیں... I did not mean it۔ چاچا رحیم الدین ... کھانے کے لیے کہہ دیں... (رحیم الدین اٹھ کر جاتا ہے) ڈزالو کے ساتھ کھانا لگ رہا ہے۔ لگ چکا ہے۔)

ثنا: بابا جان یہ آپ کے مہمان ہیں۔

شجاع: ہاں... تو پھر... تو پھر۔

ثنا: تو پھر آپ انہیں 'ڈائننگ ٹیبل پر مدعو کیجیے...

شجاع: ... ہاں... یقیناً... آئیں ذیشان صاحب... اور... سلمان تم بھی آ جاؤ... یہ یہ کھائیے... ذیشان صاحب یہ یہ چترال کی سپیشلیٹی ہے۔

شان: اس کی شکل تو پیزے سے ملتی جلتی ہے۔

شجاع: جی جی... صدیوں سے ہمارے علاقے میں یہ پیزہ بنتا چلا آیا ہے... لیکن ہم اسے کچھ اور کہتے ہیں۔

سلمان: آیئے مہر...

(اگر سیڑھیاں ہوں تو مناسب ہے۔ ورنہ کسی راہداری سے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی۔ ڈھلتی عمر کی شہزادی دلآویز... اس نے دولہنوں اپنا لباس پہن رکھا ہے... مسکراتی ہوئی آ رہی ہے۔ تھوڑی سی ہسٹیریکل ہے)

دلآویز: اچھا تو آپ لوگوں نے میرا انتظار بھی نہیں کیا... کوئی بھی میرا انتظار نہیں کرتا... کیوں بھائی (شجاع) صرف آپ کرتے ہیں... ہیلو بوائز... نائس سی انگ یُو سلمان... اور آپ کون ہیں؟

شان: میں... میں ذیشان ہوں جی...

دلآویز: ذیشان (ہنستی ہے) نائس نیم... ہاں... میں کچھ زیادہ ہی ہنستی ہوں۔ ذیشان تو آپ ہیں لیکن... ینگ مین آپ کرتے کیا ہیں؟

ثنا: پھپھو دلآویز... آپ کو یاد نہیں کہ میں انگلینڈ سے آپ کو خط لکھا کرتا تھا کہ یہاں میرا ایک بہت ہی پیارا دوست ہے ذیشان... تو... یہ وہی ہے۔

دلآویز: ہاں تم تو شائد کچھ عرصہ انگلینڈ بھی رہے ہو۔

ثنا: کچھ عرصہ نہیں پھپھو کافی عرصہ... شان میری پھپھو بھی سوس فنشنگ سکول اور کیمرج وغیرہ... ہاں... (شان دلآویز کو دیکھ رہا ہے) تم کچھ لو نان جانِ من... مہر میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں۔

مہر: میں اپنی مدد خود کر سکتی ہوں۔

ثنا: لیکن کب تک مہر فاطمہ... وقت گزر جائے گا اور پھر صرف پچھتاوا باقی رہ جائے گا... میں اپنے ماں باپ سے بات کروں؟

مہر: نہیں!

شجاع: (چونکتا ہے) تم نے مجھ سے کچھ کہا مہر فاطمہ؟

مہر: نہیں بابا... میں ثنا اللہ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں... بس یہ کہہ رہی تھی۔ (ثنا اپنی پلیٹ اٹھا کر سلمان کی طرف جا رہا ہے۔)

سلمان: آج کیا جواب ملا؟

ثنا: جو پچھلے ماہ ملا تھا... اب تم قسمت آزمائی کر لو...

سلمان: ابھی نہیں... ابھی ادھر انکار کا موسم ہے۔ میں اقرار کے موسم کا انتظار کروں گا...

(شان اپنی پلیٹ کے ساتھ شجاع کے قریب جا کر بیٹھتا ہے۔ شجاع اس وقت بھی تصویر کو دیکھ رہا ہے۔ شان بھی ادھر دیکھتا ہے۔)

شان: آپ نے بہت شفقت کی... بہت تکلف کیا... رات زیادہ ہو چکی ہے... مجھے اجازت دیجیے۔

شجاع: نہیں نہیں... ہاں... کوئی بات نہیں... تم ثنا کے دوست ہو تو.... کوئی بات نہیں۔

شان: سر... یہ تصویر کس کی ہے؟

شجاع: یہ... یہ... بس ایسے ہی ہے۔

شان: پوری شام آپ کی نظریں اس تصویر سے نہیں ہٹیں... ایسے تو نہیں ہو سکتی...

شجاع: ہاں... ایسے نہیں ہے (سینے پر ہاتھ مارتا ہے) یہاں سب کچھ نقش ہے... آخری منظر کھدا ہوا ہے میرے سینے پر۔

ثنا: بابا جان آپ... تھک گئے ہیں... آرام کر لیں...

شجاع: اور اور لوگ کہتے ہیں کہ...

(رحیم الدین آگے آتا ہے اور شجاع کو سہارا دیتا ہے)

رحیم: یہ نصیب میں تھا میرے پرنس... یہ نصیب میں تھا... آیئے۔

شجاع: (واپس آتا ہے)... کیا کیا کوئی باپ جان بوجھ کر اپنے... اکلوتے بیٹے کو مار سکتا ہے؟... اور لوگ کہتے ہیں... کتنا شاندار جوان تھا جو.... میرا بیٹا تھا۔

(شجاع اور رحیم جاتے ہیں۔ اور کیمرہ یا تو تصویر چلاتا ہے اور یا تاثرات پر)

CUT

(جیپ چترال سے کوغزی کی جانب جا رہی ہے۔ ثناء اللہ، ذیشان اور سلمان... ایک خوبصورت گھر میں جس میں باغ اور چھوٹی نہر ہے اور یہ کوغزی کا ایک

ٹیپیکل گھر ہے۔)

ثنا: اکلوتے بچے کی المناک موت نے بابا جان کو زندہ تو رکھا لیکن! اس حال میں کہ... وہ نہ کبھی قلعے سے باہر نکلتے ہیں اور نہ اس کی یاد کے حصار سے باہر آتے ہیں۔ اسی کے پاس رہتے ہیں۔

سلمان: ان کا قصور نہ تھا... یہ ہمیشہ اپنے بیٹے کو کوہ پیمائی کے لیے ساتھ لیکر جاتے تھے۔ اور... بس حادثہ ہو گیا اور لوگوں نے انہیں ذمہ دار ٹھہرایا...

شان: ہاں مجھے بھی... دُکھ ہوا... اور مہر فاطمہ...

ثنا: (مسکراتا ہے) ہاں مہر فاطمہ... وہ ایک الگ موضوع ہے... جو اُن کا بھی ہے۔

سلمان: وہ... صرف اپنے آپ کو پسند کرتی ہے... اور ہم دونوں... رقیب تو نہیں لیکن... ہمارے دلوں میں بھی اُس کے لیے چاہت ہے اور وہ دھیان نہیں کرتی... لاپرواہ ہے۔

ثنا: اُس میں تکبر بہت ہے... پھپھو لاآویز کی طرح...

شان: اُن کی کوئی اولاد...

ثنا: نہیں نہیں... انہوں نے شادی نہیں کی... اُن کے سٹینڈرڈ پر کوئی پورا نہیں اُتر سکا...

شان: بہت مختلف قسم کی فیملی ہے تمہاری ثنا۔

ثنا: ... تم ادب ملحوظِ خاطر رکھ رہے ہو جانِ من... مختلف نہیں...

(سر پر انگلی رکھ کر گھماتا ہے کہ ذرا یہاں مختلف ہے)

(یہ مکالمے کوغزی کے مختلف حصوں میں ہوں گے...)۔ (قدیم مسجد، چشمے اور باغات اور پھر ایک مونتاژ۔ مونتاژ کے خاتمہ پر)

شان: میری زندگی میں بہت سے خواب ہیں اور آج اُن میں ایک اور اضافہ ہو گیا ہے...

ثنا: ایک اور خواب...؟

شان: ہاں... کہ یہاں کوغزی میں میرا ایک کچا گھر ہو اور اس کے اندر پانی کی چھوٹی چھوٹی نہروں کا شور گنگناتا آئے اور اُس کے صحن میں انار اور سیب ہوں اور اُن

کی خوشبو ہو ــــ اور ــــ میں ہوں۔

CUT

(جیپ پر چترال واپس آ رہے ہیں۔ واپس قلعے کا بڑا دروازہ کھلتا ہے)

CUT

(شان، سلمان اور ثنا چترال کے مختلف حصوں میں۔ قلعے میں دریا کے کنارے...)

CUT

(شان مہمان خانے کے باہر لان میں ناشتہ کر رہا ہے۔ کونوں میں ملازم ہیں اور دیکھتا ہے۔ جہاں مہر فاطمہ ہے... اور کچھ سوچتا ہے۔)

CUT

(مہمان خانے کے باہر یا حویلی کے کسی حصے میں... برآمدہ بھی ہو سکتا ہے)

ثنا: جانِ من ایک ہفتے کے اندر اندر آ جائیں گے۔ حرج ہی کیا ہے؟

شان: حرج یہ ہے کہ میں مچھلی کے شکار میں اتنی دلچسپی نہیں رکھتا کہ پورا ایک ہفتہ ہندرب جھیل کے کنارے بیٹھا رہوں۔

ثنا: ہم صرف مچھلیاں ہی نہیں پکڑیں گے جانِ من... وہاں گیمز ہوں گی.... تصویر کشی ہو گی.... لنگر چلے گا... ارد گرد کے دیہات کے لوگ آئیں گے... ہماری پوری فیملی چترال سے گرم چشمہ اور مستوج سے ہر برس ایک ہفتے کے لیے ہندرب جھیل کے کنارے جا کر آباد ہو جاتی ہے... مزہ رہے گا...

شان: نو تھینک یو... میرا اپنا پروگرام ہے۔

ثنا: مثلاً۔

شان: مثلاً یہ کہ... تم اُدھر ہو آؤ اور میں اُدھر ہو آؤں۔

ثنا: اُدھر کدھر...

شان: اُدھر کافرستان...

ثنا: وادیٔ کالاش (ناک چڑھاتا ہے) جانے والی جگہ تو نہیں ہے جانِ من۔ ویسے تمہاری مرضی... ٹھیک ہے... لیکن پچھتاؤ گے۔ وہ جو کافر حسینائیں ہیں ناں وہ

ایک مرتبہ دُور سے بھی گزر جائیں ناں تو... (ناک کو ہاتھ لگاتا ہے) چلو ٹھیک ہے۔ تمہیں بس Change مل جائے گا۔ سلمان تمہارے ساتھ چلا جائے گا اور میں ہندرب سے واپسی پر سیدھا تمہارے پاس آؤں گا... لیکن وہاں ذرا دھیان سے رہنا...

شان: کیوں...؟

ثنا: عجیب پُراسرار لوگ ہیں۔ عجیب سی رسمیں ہیں اُن کی... کہتے ہیں کہ ہر برس پورے چاند کی رات کو وادی میں آنے والے سب سے خوبصورت سیاح کو (اشارے سے گلا گھونٹتا ہے اور دونوں ہنستے ہیں۔ کیمرہ شان پر جاتا ہے)

CUT

(جیپ پر سلمان اور شان... چترال سے نکل کر آئیون کی جانب۔ کسی سنگِ میل کو شوٹ کریں جس پر آئیون اور بمبوریت لکھا ہو۔ جیپ گزرتی ہے... آئیون کا قصبہ... جیپ وادی کے اندر جاتی ہے۔ سڑک خطرناک ہو رہی ہے۔ نیچے دریا ہے۔ شان قدرے خوفزدہ ہے۔ نیچے دیکھتا ہے اور آنکھیں بند کر لیتا ہے یکدم سامنے سے ایک شخص چیختا ہوا آ رہا ہے۔)

"رُک جاؤ رُک جاؤ... آگے پتھر گرتا ہے۔ چٹانیں نیچے آتا ہے۔ رُک جاؤ...

سلمان اور شان تیزی سے جیپ سے اُتر کر پیچھے کی طرف بھاگتے ہیں اور یہاں پر سٹل کر دیتے ہیں۔

CUT

کالاش

قسط نمبر2

کردار:

۱- ذیشان
۲- بشارا خان
۳- زرگل
۴- ارمان شاہ
۵- گوگی پیر
۶- بالو
۷- خان نمبر1
۸- خان نمبر2
۹- بشیر
۱۰- نواز
۱۱- اظہار
۱۲- شاہ نام
۱۳- سلمان

(ذیشان اور سلمان کے وادیٔ کالاش کے سفر سے آغاز ہوتا ہے۔ جیپ کی جانب ایک شخص بھاگتا چلا آرہا ہے کہ اُوپر سے پتھر آرہا ہے۔ ذیشان اور سلمان اپنے آپ کو بچانے کے لیے بھاگتے ہیں اور یہاں منظر ساکت ہو جاتا ہے۔ قسط نمبر2 کے ٹائٹل وغیرہ شروع ہوتے ہیں۔ منظر دوبارہ شروع ہوتے ہیں۔ سلمان' شان کا ہاتھ پکڑ کر اُسے ایک محفوظ فاصلے پر لے جاتا ہے اور دونوں سڑک سے ذرا اتر کر کسی جھاڑی یا پتھر کی اوٹ میں جا بیٹھتے ہیں۔ جیپ فاصلے پر کھڑی ہے۔ اوپر سے پتھر آرہے ہیں... یا مٹی یا کنکر وغیرہ کچھ لوگ بھاگ کر اس حصے کو پار کر رہے ہیں۔ ایک ذرالو۔۔۔ شان اور سلمان دیکھتے ہیں کہ ہر طرف امن ہو چکا ہے۔ جیپ کا ڈرائیور انہیں تلاش کرتا ہوا آتا ہے۔)

ڈرائیور: آئیں صاحب... پتھر ختم ہو گئے ہیں... روڈ کھل گیا ہے۔

سلمان: کوئی نقصان تو نہیں ہوا؟

ڈرائیور: ہوا ہے ناں۔ ایک آدمی چلا گیا ہے ناں۔

شان: ایک آدمی کدھر چلا گیا ہے؟

ڈرائیور: نیچے دریا میں چلا گیا ہے اور کدھر گیا... آپ آؤ... ہمیں دیر ہو رہی ہے۔

(سلمان اور شان ڈرتے ڈرتے جیپ میں بیٹھتے ہیں۔ ڈرائیور اُس کے آگے پیچھے گرے ہوئے چند پتھر اٹھا کر راستہ صاف کرتا ہے اور جیپ میں بیٹھ کر انجن سٹارٹ کرتا ہے۔)

CUT

(جیپ وادیٔ کالاش کے راستے پر جا رہی ہے۔ پھر وہ پُل آتا ہے جہاں سے ایک راستہ بمبوریت کی جانب جاتا ہے اور دوسرا بریر کو جاتا ہے۔ یہاں چیک پوسٹ ہے جہاں تمام گاڑیاں اور جیپیں کھڑی ہوتی ہیں اور وادی میں داخل ہونے کے

لیے ہر مسافر سے دس روپے ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ شان جیپ سے اُتر کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ دوسری جیپوں کے ٹورسٹ اور مسافر بھی اُترے ہوئے ہیں۔ کوئی دریا سے پانی پی رہا ہے اور کوئی کسی پتھر پر لیٹا آرام کر رہا ہے۔ شان کیبن کے قریب جاکر وہ بورڈ پڑھتا ہے اور بلند آواز میں پڑھتا ہے۔ اور اس پر وادی میں داخل ہونے والوں کے لیے ہدایات لکھی ہیں کہ وہ لڑکیوں کی تصاویر نہ اتاریں، کالاش لوگوں کو کھیتوں میں کام کرنے دیں... اور یہ کہ وادی میں کسی قسم کی تبلیغ ممنوع ہے۔)

شان: یوں محسوس ہوتا ہے جیسے داستانوں کا کوئی قدیم اور بلند دروازہ ہمارے سامنے ہے... ہم اس میں داخل ہوں گے تو ایک اور دُنیا میں ہوں گے... وہاں ایک اور داستان ہوگی۔ سلمان کیا ہمیں اس بھیدوں سے بھری وادی میں داخل ہونا چاہیے؟

سلمان: شان بھائی آپ ضرورت سے زیادہ Romantic ہو رہے ہیں جی۔ اس وادی میں ہم جیسے لوگ ہیں۔ اپنی روزی کمانے کی خاطر کھیتوں میں پسینہ بہاتے ہیں... ہماری طرح ہی ہنستے گاتے ہیں محبت کرتے ہیں جی۔

شان: ہم تو شائد ہنسنا گانا بھول چکے ہیں۔ مسکراتے ہوئے بھی ہم ذرا Guilty محسوس کرتے ہیں۔

سلمان: اب آپ Romantic نہیں ہو رہے۔ Cynic ہو رہے ہو۔ (جیپ کا ڈرائیور ہاتھ ہلاتا ہے کہ آجائیں) آئیں شان...

شان: اس بورڈ کی ضرورت کیوں پڑی؟

سلمان: اس لیے کہ سیاح ان لوگوں کی روایات اور رسوم کا احترام نہیں کرتے، کیمروں کے ساتھ اور بری نظروں کے ساتھ ان کا پیچھا کرتے ہیں.. اور یہ سیاح سمجھتے ہیں کہ... بس انہیں پتہ نہیں کیا غلط فہمی ہوتی ہے کہ وادیٔ کالاش میں کیا کیا کچھ ہوتا ہے...

شان: اور کیا کیا کچھ ہوتا ہے؟

سلمان: کچھ بھی نہیں... ہم جیسے لوگ ہیں لیکن نہیں ہم جیسے نہیں... ہم کو... چلو ڈرائیور...

CUT

(جیپ وادیٔ کالاش میں داخل ہو رہی ہے۔ یہاں جب شان کسی کھیت میں کام کرتی ہوئی یا سامنے سڑک پر سے آتی ہوئی کسی کافر لڑکی کو دیکھتا ہے یا کسی کافر خاندان کو دیکھتا ہے تو اس کی حیرت کا اظہار ہوگا اور وہ جیپ روکنے کے لیے کہے گا۔)

شان: (اپنے پہلے کالاش باشندے کو دیکھ کر) سلمان... یہ... یہ تو سچ مچ اُس خوبصورت لباس میں ہیں، جو ہم تصویروں میں دیکھتے ہیں... یہ یہ کہیں... کوئی ڈرامہ تو نہیں ہو رہا۔

سلمان: نہیں... یہ... ڈرامہ نہیں... زندگی ہے جی۔

شان: مجھے یقین نہیں آرہا... لگتا ہے کہ یہ کھیت... راستے، دریا اور پہاڑ ایک سٹیج ہیں اور یہ کردار ہیں۔ یہ سچ مچ کے انسان نہیں.... روکو یار... ڈرائیور جیپ روکو (جیپ کھڑی ہو جاتی ہے)

سلمان: شان بھائی... ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں... یہ آپ کے پہلے اور آخری کافر نہیں ہیں... آگے وادی میں بھی یہی لوگ ہیں اور کافی ہیں...

شان: میں ان لڑکیوں سے بات کرنا چاہتا ہوں...

سلمان: کس زبان میں؟

شان: وہ... اردو... یا... یہ کونسی زبان بولتی ہیں؟

سلمان: کوئی بھی زبان جو تم بولتے ہو یہ نہیں بولتیں... یار تم بھی عام ٹورسٹوں کی طرح ان لڑکیوں سے...

شان: نہیں نہیں... سلمان بھائی میں تو... میں تو یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کہیں یہ گڑیاں تو نہیں ہیں چابی والی... میں ان کی آواز سننا چاہتا ہوں۔

سلمان: زیادہ نزدیک گئے تو ایک جھانپڑ رسید کریں گی۔ آپ جناب کے رخسار مبارک پر... اور اس کے فوراً بعد دوسرا...

شان: Really... یعنی قدرے خوفناک ہیں۔

سلمان: بے حد... وحشی اور انہیں ہونا پڑتا ہے... بھائی خدا کے لیے جیپ میں بیٹھ جاؤ... ہمیں شام سے پہلے قصبے پہنچنا ہے۔ (شان جیپ میں بیٹھتا ہے۔ جیپ سٹارٹ ہوتی ہے لیکن وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھ رہا ہے)

CUT

(اب یہاں پر ہم وادیٔ بمبوریت کے کچھ منظر دکھاتے ہیں۔ یعنی کالاش کھیتوں میں کام کرتے ہوئے۔ اُن کے بچّے... ہوٹلوں میں ٹورسٹ .. جیپ کے چند شاٹس۔ کالاش جو کام کر رہے ہیں۔ وہ ایک لمحے کے لیے کام روک کر جیپ کی جانب دیکھتے ہیں لیکن... ردِ عمل نہیں ہوتا۔ شان بیحد متاثر ہے اور لوگوں کو انتہائی دلچسپی سے دیکھے جا رہا ہے۔ جیپ وادی کے مرکزی گاؤں کے نیچے پہنچتی ہے، جہاں ہوٹل ہیں اور اکلوتے کچّے راستے پر درختوں کی چھاؤں میں سیّاح گھوم رہے ہیں۔ یہاں بشارا خان کسی ٹورسٹ کے ساتھ مصروف ہے اور پھر جیپ کی طرف دیکھ کر ذیشان کو پہچان لیتا ہے۔ بھاگتا ہوا جیپ کی طرف آتا ہے۔)

بشارا: صاحب آپ ہم کو ملنے کے لیے کالاش آگیا... مہربانی صاحب مہربانی... صاحب اب آپ ہمارے مہمان ہیں۔ نو پرابلم صاحب نو پرابلم.... (شان جیپ رکواتا ہے...) کھانا کھائے گا صاحب...

شان: کھانا نہیں کھائے گا صاحب... اور... وہ تمہارا کیا نام تھا؟

بشارا: (جیب سے کارڈ نکال کر پڑھتا ہے) بشارا خان صاحب.... ٹورسٹ گائیڈ' بمبوریت ویلی چترال سَر... نو پرابلم...

شان: یہ ہمارے دوست ہیں سلمان صاحب چترال سکاؤٹس میں ہیں۔

بشارا: یہ تو افسرانِ بالا ہیں سَر... بشارا خان ایٹ یو آر سروس سَر... نو پرابلم...

سلمان: بشارا خان پرابلم تو ہے... اور پرابلم یہ ہے کہ میں چترال سے روانہ ہوتے وقت ریسٹ ہاؤس کی بکنگ نہیں کروا سکا تو ادھر کوئی مناسب ہوٹل...

بشارا: بشارا خان ایٹ یور سروس سَر... نو پرابلم Plenty ہوٹل سَر۔ ٹائلٹ اندر بھی اور کھیتوں میں بھی سَر... اور Very Cheap...

شان: (مسکرا کر) کیا بستروں پر دُھلی ہوئی سفید چادریں ہوں گی۔

بشارا: چادریں سَر...؟... وہ سَر... ادھر تو سیزن کے شروع میں بستر ڈالتے ہیں سَر... اور چار مہینے کے بعد اٹھاتے ہیں سَر... نو پرابلم...

سلمان: بو بھی آتی ہو گی بستروں میں سے؟

بشارا: بہت کم سَر... ہم اُدھر یہ چھڑک دے گا سَر... (جیب میں سے کوئی کولون سپرے نکال کر سپرے چلا کر دکھاتا ہے) نو پرابلم سَر... Good Smell Sir ...(شان کے کپڑوں پر چھڑکتا ہے اور وہ پسند نہیں کرتا) میڈ اِن فرانس سَر...

(یہ مکالمے چلتے پھرتے بھی ہو سکتے ہیں اور ایک دو ہوٹلوں میں جھانکتے ہوئے بھی ہو سکتے ہیں۔ ایک ہوٹل کے برآمدے میں دونوں لاہوریئے یعنی بشیر اور نواز چائے وغیرہ پی رہے ہیں۔ شان کو پہچان کر آ جاتے ہیں۔)

نواز: واہ جی واہ کیا ملاقات ہو گئی ہے۔ دوبارہ... اوئے بشیر میں نہ کہتا تھا کہ باؤ جی اِدھر آئیں ہی آئیں...

شان: اچھا تو آپ اِدھر پہنچے ہوئے ہیں خیر سے... وہ... پہاڑی بکروں کا کچھ بندوبست ہوا کہ نہیں...

بشیر: (قدرے شرمندہ) نہیں جی... بس افواہ ہی تھی... اِدھر تو جی مرغیاں بھی کم ملتی ہیں۔ پہاڑی بکرے کہاں سے آ گئے... اب تو جی ہم ٹورسٹ بن گئے ہیں...

نواز: یہ بھا بشارا نے بتایا تھا... یہ کہتا تھا کہ میرے گاؤں میں چل کے نظارے کرو... ہم اِدھر آ گئے... اعلیٰ جگہ ہے جی... لوگ بھی اچھے ہیں...

بشیر: بس خوراک کا بندوبست کمزور ہے... دال چاول... اور... دال چاول... اور لکشمی چوک والے نہیں یہ موٹے موٹے چاول اور... کچّی کچّی دال...

نواز: پر جگہ جنت نظیر ہے جی... ہر طرف باجیاں ہی باجیاں دکھائی دیتی ہیں۔ پر جی غصّے والی بہت ہیں۔

بشیر: کل اس نے کھیت میں کام کرتی ایک باجی سے کہا باجی صاحبہ پانی تو پلا دو... اُس نے آگے سے ایک لیتّر دیا۔ اس کا جباڑا ابھی تک پوزیشن میں نہیں آیا...

نواز: اِس میں باجیوں کا کیا قصور... یہاں جو لوگ آتے ہیں اُنہیں تنگ کرتے ہیں... غریبنوں کو... تو میرے والی باجی نے بھی یہی سمجھا کہ میں... تو اُس نے لیتّر لگا

دیا... حالانکہ میں حقیقی طور پر پانی مانگنے گیا تھا جی...

سلمان: ہاں تو بشارا خان ابھی رہائش کی پرابلم حل نہیں ہوئی...

بشارا: نو پرابلم سر...

بشیر: آپ اِدھر آ جائیں ہمارے والے ہوٹل دل بہار میں... منجی بسترے کے تیس روپے اور وہاں تو جی میمیں بھی ٹھہری ہوئی ہیں...

نواز: (شرما کر) اور نیکریں پہنتی ہیں جی...

بشارا: نہیں سر... یہ سر تو افسرانِ بالا ہیں... ان کے لیے... ہاں میں نے سوچ لیا ہے کہ کونسا ہوٹل اِن کی پوزیشن کے ساتھ ہو گا سر... آئیں...

شان: سلمان آپ ذرا اِدھر آئیں... (بشارا بھی آگے آتا ہے) نہیں آپ نہیں... جناب گزارش یہ ہے کہ کیا آپ نے میرے رُک سیک کو غور سے دیکھا ہے (جیپ پر رکھے رُک سیک کا شاٹ) اس پر ایک خیمہ بندھا ہوا ہے اور میں کسی چشمے یا ندی کے کنارے خیمہ لگاؤں گا اور اُس میں رہائش اختیار کروں گا...

سلمان: (یقین نہیں کر رہا) یعنی... آپ... آپ خیمے کے اندر گھس کر... زمین پر سوئیں گے...

شان: سوئیں گے...

سلمان: یعنی اسلام آباد کے ایک بزنس میگنٹ کا بیٹا... کیمپنگ کرے گا۔

شان: بالکل کرے گا...

سلمان: I Can't Believe it۔

شان: You have to Believe it۔

سلمان: شان بھائی میری بات سنو... یہ تم جو یورپ وغیرہ میں کیمپنگ وغیرہ کرتے رہے ہو تو... وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہاں... پاکستان میں...؟

شان: پاکستان میں کیوں نہیں...؟

سلمان: اس لیے کہ... ہم پوزیشن والے لوگ ہیں... اس طرح ٹورسٹوں کی طرح خیموں میں سوتے اچھے نہیں لگتے... معاشرے میں آفٹر آل ایک مقام ہے ہمارا...

نواز: (دُور سے) ہاں جی باؤ جی چلنا ہے ہمارے منجی بسترا دل بہار ہوٹل میں...؟ (شان انکار میں سر ہلاتا ہے) تو پھر ملاقاتیں ہوں گی سرکار میری... (جاتا ہے)

سلمان: اور یوں بھی... وہ ٹائلٹ وغیرہ کا کیا بندوست ہو گا؟

شان: کھیت بہت ہیں!

سلمان: (بالکل Shocked) کھیت؟... یعنی ہاتھ میں لوٹا اور... کھیت... نہ جی یہ یہ میں نہیں کر سکتا... اور جناب یہ پُراسرار کافرستان ہے۔ یہاں پتہ نہیں کیا کیا رہتا ہے۔ اور رات کو... اندھیری رات میں کچھ ہمارے خیمے کے اندر آ گیا تو...

شان: چترال سکاؤٹس والے اتنے کمزور دل کے مالک ہوتے ہیں؟

سلمان: نہیں... ہرگز نہیں... ہم تو پہاڑوں سے ٹکرا جاتے ہیں... لیکن... شان یہ نہیں ہو گا۔ میں تو تمہارے اس خیمے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا... اگر خیمے کو ہاتھ لگاؤں گا تو گویا اپنے کفن کو ہاتھ لگاؤں گا۔

CUT

(سلمان دونوں ہاتھوں سے خیمے کا کپڑا وغیرہ تھامے ہوئے ہے اور منہ بنا رہا ہے اور شان خیمے کو نصب کر رہا ہے۔ یہ مقام بمبوریت کی ندی کے کنارے ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ عبدالخالق کے کالاش ہوٹل کے لان میں ندی کے قریب ہی ہو۔ خیمہ تقریباً ایستادہ ہو چکا ہے)

شان: سلمان بھائی ذرا مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ میں آخری کیل ٹھونکنے لگا ہوں۔

سلمان: یہ... میرے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہے ہو... میں مر تا مر جاؤں گا اس... اس قبر نما چیز میں نہیں سوؤں گا...

شان: بس اب چھوڑ دیں۔ (کھڑا ہو جاتا ہے) ایک گھر... ہمارا اپنا گھر... ایک اجنبی اور دُور اُفتادہ وادی میں پہاڑی ندی کے برفانی پانیوں کے ساتھ ہمارا اپنا چھوٹا سا گھر...

سلمان: جس میں صرف تم رہو گے۔

شان: سلمان بھائی... تمہیں کیا پتہ کہ Nature کے قریب رہنے میں کتنے مزے ہیں... ہا... تازہ ہوا... گھاس کی خوشبو... پانی...

سلمان: نہ ہم کوئی ڈھور ڈنگر ہیں... کہ گھاس کی خوشبو اور پانی... سنو شان بھائی... ہم چترالی بچپن سے ہی Nature کے قریب رہتے ہیں۔ یہ تم... اسلام آبادیوں کی پرابلم ہے... ہمیشہ کے لیے... اس Nature کے قریب رہنا پڑے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔

شان: ہاں آں آٹا اور دال... بشارا خان کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرنے گیا تھا۔ ابھی تک نہیں آیا... ویسے تو میرے پاس بھی سٹوو وغیرہ ہے... سُوپ بنا دوں..؟

سلمان: نو تھینک یُو...

شان: ویسے سلمان بھائی صرف ایک مرتبہ... صرف ایک مرتبہ خیمے کے اندر جھانک کر تو دیکھو... ذرا دیکھو تو سہی کہ اندر سے کتنا شاندار ہے...

سلمان: نہیں یار...

شان: صرف ایک مرتبہ (سلمان اندر جھانکتا ہے کچھ خوش ہوتا ہے) ٹھیک ہے ناں؟

سلمان: ہاں۔

شان: تو پھر اسی میں سوئیں گے۔

سلمان: ناں... یہ نہیں ہوگا... میں تو ادھر کسی ہوٹل میں جا کر سوؤں گا... نو تھینک یو...

شان: (آس پاس دیکھ رہا ہے) سلمان اس وادی میں کچھ ہے جو مجھے بلاتا ہے... مجھ سے کہتا ہے کہ بمبوریت ندی کا یہ کنارہ اور اس کی گھاس پر سرسراتی ہوا مُدتوں سے تمہاری منتظر تھی... شائد میں اس سے پہلے بھی یہاں آ چکا ہوں...

سلمان: آپ براہِ مہربانی فی الحال واپس آ جائیں آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا... آپ کہاں چلے گئے ہیں...

شان: واقعی سلمان... مجھے یوں لگتا ہے کہ یہاں سے مجھے بلاوا آیا ہے اور میں آ گیا ہوں... یہ محض اتفاق نہیں کہ میں یہاں کافرستان میں ہوں...

سلمان: بہرحال یہ اتفاق ہے کہ ثناءاللہ کو ہندرب لیک میں مچھلیاں پکڑنے جانا تھا اور مجھے آپ کے ساتھ یہاں آنا پڑا... اور یہ بھی محض اتفاق ہے کہ وہ جو شخص چلا آ رہا ہے وہ بشارا خان ہے۔ جو خوراک لینے گیا تھا...

(بشارا آتا ہے اور اس کے ہمراہ نزدیکی کالاش ہوٹل کا مالک... ارمان شاہ بھی آ رہا ہے۔)

بشارا: سلام صاحب۔ Very Nice Tent... صاحب یہ ارمان شاہ کا کالاش ہے اور وہ ادھر اس کا چھوٹا موٹا ہوٹل ہے۔ یہ آپ کا خیال رکھے گا... نو پرابلم...

سلمان: شکریہ بشارا... لیکن تم تو خوراک کا بندوست کرنے گئے تھے!

بشارا: نو پرابلم سر... خوراک تیار ہے صاحب... ارمان شاہ کے ہوٹل کے برآمدے میں میز پر رکھا ہے صاحب...

شان: ارمان شاہ... ادھر خیمہ لگانے میں کوئی خطرہ تو نہیں... کوئی چوری وغیرہ...

ارمان: نہیں صاحب... ادھر ایسا نہیں ہوتا صاحب... گاؤں میں کوئی تالا نہیں لگاتا... دروازہ کھلا رہتا ہے...

بشارا: Uncivilised لوگ ہیں سر... جنگلی لوگ ہیں... چوری نہیں کرتے... اور جھوٹ بھی نہیں بولتے... بیوقوف لوگ ہیں سر...

شان: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ... جھوٹ نہ بولتے ہوں۔

سلمان: یہ درست ہے شان... یہ لوگ جھوٹ بولنا جانتے ہی نہیں۔ ہاں ہم جیسے لوگ اب انہیں راہِ راست پر لا رہے ہیں۔

ارمان: صاحب کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپ آئیں سر... دال اور چاول ہے سر...
(سلمان چلنے لگتا ہے۔ شان وہیں کھڑا ہے)

سلمان: آؤ شان بھائی۔

شان: تم چلو میں تھوڑی دیر میں آ جاؤں گا... یوں بھی مجھے کچھ بھوک نہیں ہے...

سلمان: آ جاؤ ہمارے ساتھ... ورنہ راستہ بھول جاؤ گے۔

شان: نہیں... میرا خیال ہے میں تمام راستے جانتا ہوں... تم چلو سلمان... میں ذرا اس وادی کی تنہائی کو محسوس کرنا چاہتا ہوں۔ اس ندی سے مکالمہ کرنا چاہتا ہوں...

سلمان: (بشارا سے) یہ صاحب جو ہے... یہ ذرا... یہ ابھی اس ندی کے ساتھ باتیں کرے گا...

بشارا: نہیں صاحب... (بے یقینی سے)

سلمان: ہاں صاحب (شان کی جانب دیکھ کر مسکراتا ہے) آپ بیشک ندی کے علاوہ ان پتھروں' درختوں' پرندوں اور ان گلہریوں وغیرہ سے بھی باتیں کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں... صرف ہمیں اجازت دیجئے... ہمیں دال چاول بلا رہے ہیں۔ آؤ بشارا (بشارا اور سلمان جاتے ہیں۔ ارمان شاہ دو قدم چل کر واپس آتا ہے۔)

ارمان: (سنجیدگی سے) صاحب... آپ ندی سے باتیں کرتا ہے؟ (شان مسکراتا ہے اور سر ہلاتا ہے) ہم خود ندی سے باتیں کرتا ہے... ندی ہمارا دوست ہے' صاحب۔

(ارمان شاہ جاتا ہے۔ شان اُن سب کے جانے کا انتظار کرتا ہے۔ پھر ایک ربڑ میٹرس نکال کر اس پر لیٹ جاتا ہے۔ اُس کے اوپر نیلا آسمان ہے۔ قریب بہتی ہوئی ندی ہے۔ درخت ہیں اور ہوا میں ٹھنڈک ہے۔ یہاں اگر سیریل کی تھیم میوزک پس منظر میں ابھرے تو بہتر ہے... آنکھیں بند کر لیتا ہے اور تب ایک سرگوشی سنائی دیتی ہے جو ندی کی ہے۔ "کیا تم مجھ سے باتیں کرنے آئے ہو۔" شان یکدم آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتا ہے۔ پھر مسکراتا ہے اور لیٹ جاتا ہے۔)

CUT

(وادی کے چند مناظر۔ کھیتوں میں کام کرتے لوگ۔ کالاش کے Motif جو دروازوں اور گھروں کے باہر لکڑی میں کھدے ہوئے ہیں)

CUT

(شان اپنے خیمے کے باہر لیٹا ہوا ہے۔ آنکھیں بند ہیں۔ یکدم اُس کے کانوں میں کالاشی زبان میں زور زور سے بولنے کی اور ہنسی کی آوازیں آتی ہیں۔ وہ اُٹھتا ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ پھر نیچے ندی کے قریب ایک کالاشی لڑکی اور دو ٹورسٹ لڑکے نظر آتے ہیں۔ یہ لڑکے جو کلچر کے شوخے اور انگریزی بولنے والے ہیں۔ کالاش لڑکی بھیڑیں چرا رہی ہے.... (اگر ممکن ہو تو) دونوں لڑکے کچھ فاصلے پر ہیں اور تصویریں اتار رہے ہیں.. کالاش اپنا منہ چھپاتی ہے اور اُن کو گالیاں دے رہی ہے۔ ہم اُن پر کٹ کرتے ہیں۔)

ٹورسٹ لڑکا نمبر 1: (ہنستے ہوئے اور شرارت سے) شوٹ ہر یار... شوٹ ہر...

What a lovely girl yar...

لڑکا نمبر 2: (تصویریں اتارتے ہوئے) کم آن کافر بیوٹی... تم غصے میں کتنی خوبصورت لگتی ہو یار... ہم تو تمہارے چاہنے والے ہیں... ٹھیک ہے ٹھیک ہے گالیاں دے لو اپنی زبان میں (کافر لڑکی اس دوران بولے چلے جا رہی ہے) ذرا ایک سائیڈ پوز... اِس طرف سے

لڑکا نمبر 1: (جیب میں سے نوٹ نکال کر اُسے دینے کی کوشش کرتا ہے) تصویروں کے پیسے لے لو۔ یار اس کے ساتھ میری ایک تصویر بنا دو۔ میں اسلام آباد جا کر یہ کہوں گا کہ یہ دیکھو میری کافر سویٹ ہارٹ... کم اَن یار (نمبر 1 لڑکی کے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پتھر اٹھا کر مارنے لگتی ہے۔ اس پر دونوں لڑکے اور زیادہ خوش ہوتے ہیں) واہ واہ کیا فیروشس بیوٹی ہے یار..... (وہ نوٹ اٹھا کر اُسے پھاڑ دیتی ہے) واہ... کیا انداز ہے۔

نمبر 2: (پتھروں سے بچاتے ہوئے) نہیں نہیں ادھر نہیں... ذرا Hold on... چلو نوی... اس کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں کسی نہ کسی طرح تصویر اتار لوں گا...

نمبر 1: (پتھروں سے بچتا ہے... پھر ایک پتھر اُسے لگتا ہے اور تھوڑا سا خون ماتھے پر... غصے میں آ جاتا ہے) اوئے ہم لحاظ کر رہے ہیں اور تو... تو... (اپنے خون کو دیکھ کر) مائی گاڈ... (آگے بڑھتا ہے) میں تو مزا چکھا دوں گا... (اُس کی طرف بڑھتا ہے اور لڑکی ذرا خوفزدہ ہوتی ہے)

نمبر 2: چھوڑو یار... Forget it... یہ جنگلی لوگ ہیں Uncivilised۔

نمبر 1: نہیں... میں ذرا... اسے بتا تو دوں کہ... میں کون ہوں۔ (آگے بڑھتا ہے اور لڑکی زیادہ خوفزدہ ہے اور منظر میں شان آ جاتا ہے۔ جو یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

"I will tear her apart"

(شان آتا ہے)

شان: پلیز اس لڑکی کو تنگ نہ کیجئے... آپ ان کی وادی میں مہمان ہیں... ان کے

ساتھ بدتمیزی نہ کریں...

نمبر1: اور اِس نے اِس نے پتھر مار کر میرا... یہ دیکھو... میں اسے ایک آدھ تھپڑ تو ضرور لگاؤں گا....

شان: نہیں نہیں پلیز....

نمبر2: اور تم کون ہو؟ خواہ مخواہ... یہ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہم نے بڑی کہانیاں سُنی ہیں ان کے بارے میں... تم کیوں دخل دیتے ہو....

شان: اگر آپ پاکستان کے کسی اور حصے میں کسی خاتون کو یوں تنگ کرتے تو آپ جانتے ہیں ناں کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا....

نمبر1: لیکن... یہ لوگ اور ہیں یار...

شان: یہ بھی پاکستانی ہیں... ہماری تہذیب کا ایک حصہ ہیں اور ہمیں ان کا خیال رکھنا چاہیے... یہ بھی پاکستانی ہیں...

نمبر1: یہ میرا پاکستان ہے... یہ... میرا پاکستان (لڑکی کی طرف بڑھتا ہے تو شان آگے آجاتا ہے) تم کیا چاہتے ہو...؟

نمبر2: ہاں اور تم چیز کیا ہو' خواہ مخواہ...

شان: (نمبر2 سے کیمرہ چھینتا ہے اور اُسے پتھروں پر Smash کر دیتا ہے)

نمبر1: What the hell......

شان: (کراٹے کے سٹائل میں کھڑا ہو جاتا ہے) آپ میں سے کون اپنی کھوپڑی Smash کروانا چاہتا ہے اور کون... بازو کی ہڈی کے دو ٹکڑے کروانا چاہتا ہے...

نمبر2: (خوفزدہ ہو جاتا ہے) کم اَن نومی He is mad yar... (کیمرہ اٹھاتا ہے اور دونوں چلے جاتے ہیں۔ سلمان دُور سے آتا ہے اور اُسے کراٹے سٹائل میں کھڑا دیکھتا ہے۔)

سلمان: شان بھائی میں ہوٹل میں آپ کا انتظار کرتا رہا اور آپ ادھر... ماشاء اللہ کیا زبردست پوز ہے جی... (شان Relax کرتا ہے) کیا ہوا جی...

شان: یہ دونوں حضرات اِس خاتون کو تنگ کر رہے تھے اور زبردستی تصویریں اتار

رہے تھے... تو میں نے ذرا (پھر پوز بنا کر دکھاتا ہے) کراٹے چاپ وغیرہ...

سلمان: (متاثر ہوتا ہے) کمال ہے... یعنی آپ کراٹے ایکسپرٹ ہیں۔ میں تو نہیں جانتا تھا۔

شان: میں بھی نہیں جانتا تھا۔

سلمان: کیا مطلب؟

شان: بس... فلموں کو دیکھ کر یہ پوز بنانا آگیا ہے... ورنہ میں تو کراٹے نہیں جانتا... ہاں... واقعی... میں تو صلح پسند سا شخص ہوں... مار کٹائی اور جنگ و جدل سے میرا کیا واسطہ... لیکن یہ بات ان دو جو کروں کو جا کر نہ بتا دینا (دونوں ہنستے ہیں تو وہ کافر لڑکی بھی ہنستی ہے۔ تینوں مل کر ہنستے ہیں اور کافر لڑکی اُس کا شکریہ ادا کرتی ہے اور اُسے ایک چھوٹا سا ہار یا کوئی کافر چیز شکریے کے طور پر دے کر چلی جاتی ہے... سلمان' شان کو ذو معنی نظروں سے دیکھتا ہے۔)

سلمان: اور یوں محبت کی ایک عظیم داستان کا آغاز ہوتا ہے... ایک اجنبی' ایک پردیسی اور ایک کافر حسینہ...

شان: آپ بکواس نہ کریں یار...

CUT

(یہ منظر کالاش کی مرکزی سڑک یا کچے راستے کے آس پاس ہوٹل کے برآمدے میں کیا جا سکتا ہے جہاں ٹورسٹ بیٹھ کر چائے وغیرہ پیتے ہیں... ہوٹل کا ماحول دکھاتے ہیں اور پھر بشیر اور نواز کو دکھاتے ہیں جو کھانا کھا رہے ہیں اور منہ بنا رہے ہیں... بشارا اور محقق اور تاریخ دان اظہار الحق دوسری میز پر ہیں۔ بشارا کوئی لیکچر دے رہا ہے اور اظہار اُسے نوٹ کر رہا ہے۔)

نواز: بھائی بشیر... او بھائی بشیر... آپ کی بڑی مہربانی ذرا ادھر آنا....

بشارا: (آتا ہے) میں بشیر نہیں ہوں بشارا ہوں... بشارا خان ٹورسٹ گائیڈ بمبوریت ویلی چترال... کیا ہے؟

بشیر: گائیڈ بھائی جان آج چوتھا دن ہو گیا ہے دال کھاتے ہوئے.... (اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگا کر) تمہاری مہربانی ہوگی یہ ان کو کہو کہ ہمیں کوئی مُرغ شُرغ کھلا

دیں... ہمارے پاس جتنے پیسے ہیں' سب دے دیں گے۔

بشارا: مُرغ شُرغ کیا ہوتا ہے...؟

نواز: مُرغ شُرغ... یعنی ککڑی... مرغی یار...

بشارا: اچھا چکن... چکن کی تو بہت پرابلم... نہیں ملے گا...!

بشیر: کیوں بیماری پڑ گئی ہے؟

بشارا: اوہو ایک تو آپ کالاش کلچر کو نہیں جانتے... کالاش لوگ چکن کو منحوس سمجھتے ہیں اور اسے گھروں میں نہیں رکھتے... نو پرابلم...

نواز: مرغی کو منحوس سمجھتے ہیں... ہیں ناں نانا نیم... اوئے ان سے کہو کہ جن جن مرغیوں کو منحوس سمجھتے ہیں اُنہیں روسٹ کر کے... یا ان کے مرغ چھولے پکا کر ہمیں کھلا دیں... کیوں بھائی بشارا؟

بشیر: اوئے بشارا اوہ ہے... میں بشیر ہوں... ویسے مرغی کو منحوس کیوں سمجھتے ہیں...؟ چلو ہم بھی دلچسپی لے لیتے ہیں کالاش کلچر میں!

(اظہار الحق جو اپنی میز پر یہ گفتگو سن رہا ہے اُٹھ کر اُن کے قریب آتا ہے)

اظہار: اچھا تو گویا آپ کو بھی کالاش کلچر میں دلچسپی ہے... جناب بہت پُر مسرت ہوا آپ سے ملکر... (ہاتھ ملاتا ہے) اظہار الحق... کئی مہینوں سے اِدھر ہوں... ان علاقوں پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں... آپ کے کیا تاثرات ہیں کالاشیوں کے بارے میں؟

نواز: جی... جی اِدھر کھانے کو کچھ نہیں ملتا... ویسے بڑے اچھے لوگ ہیں۔

بشیر: صرف باجیاں غصے والی ہیں۔ لپٹر لگا دیتی ہیں خواہ مخواہ... اور زبان بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

اظہار: (بہت خوش ہوتا ہے) ذرا دھیان دیں تو ان کی زبان کے کئی لفظ آپ کی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ مثلاً بہن کو بابا کہتے ہیں... بھائی کو بابا اور باپ کو دادا...

نواز: اچھا باپ کو دادا کہتے ہیں اور دادا کو کیا کہتے ہوں گے... عجیب نانا نیم زبان ہے۔

اظہار: کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہمارے اپنے ملک پاکستان میں ایک قدیم اور خوبصورت اور قدرت کے قریب معاشرے ابھی تک موجود ہیں اور ہم ان

کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ لوگ باہر سے آتے ہیں اور اُن پر کتابیں لکھتے ہیں۔ فلمیں بناتے ہیں تحقیق کرتے ہیں... اور ہم... کتنی بد قسمتی کی بات ہے۔

نواز: اِدھر کھانے پینے کا کوئی صحیح بندوبست ہو جائے ناں ڈاکٹر صاحب تو پھر بہت لوگ آئیں۔

اظہار: اور میں نے قدرت سے قریب ہونے کی بات کی ہے ناں تو ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ یہ اپنے نام مینڈک' بارش' اژدھا' طوفان' گھاس وغیرہ بھی رکھتے ہیں... جی ہاں...

نواز: مینڈک بھی نام رکھتے ہیں۔

اظہار: یہی تو ان کی قدرت سے وابستگی کی نشانی ہے۔ مکمل طور پر عناصر قدرت کے ساتھ ہم آہنگی... مینڈک' بارش' آندھی' ہوا' بادل' ندی کا پانی۔ چمکتی بجلی یہ سب ان کے نام ہیں۔ کاش میں بھی اتنا اوریجنل ہوتا کہ اپنا نام مینڈک... خیر مینڈک تو نہیں... ندی کا پانی رکھ لیتا...

بشارا: سر... ہم نے ابھی اوپر جانا ہے...

نواز: اوئے کہاں اوپر؟ ہمیں بھی لے چلو اوپر۔

بشارا: اوپر پہاڑی کی چوٹی پر ایک قربان گاہ ہے... جہاں ہم بکرے قربان کرتے ہیں۔

بشیر: بکرے! اوئے پہاڑی بکرے... ہم بھی چلیں...

بشارا: وہاں... اوپر... جو قربان گاہ ہے... وہاں ابھی تک خون کے چھینٹے ہیں۔ کس کے؟ یہ نہیں معلوم... آپ کو معلوم ہے کہ اِن تاریک راتوں میں اکثر کوئی ایک ٹورسٹ غائب ہو جاتا ہے۔

بشیر: (ڈر جاتا ہے) اوئے کہاں غائب ہو جاتا ہے۔

بشارا: اور پھر... ادھر قربان گاہ میں... خون کے چھینٹے... کس کے؟ یہ نہیں معلوم... لیکن نو پرابلم... چلنا ہے ہمارے ساتھ...

نواز: نہیں بھائی... جی ناں... ہماری توبہ (بشارا مسکراتا ہوا چلا جاتا ہے) اوئے بشارا... میرا مطلب ہے بشیریا... یار ادھر سے نکل چل۔ وہ جو کل ایک معصوم سا انگریز نہیں ملا تھا... وہ آج کہیں نظر نہیں آرہا... اور... اُدھر قربان گاہ

میں... اوئے نکل چل اِدھر سے۔ رات نہ ہونے دے... کہیں ہم ہی قربان نہ ہو جائیں، نکل چل۔

CUT

(شان کا خیمہ۔ وادی میں رات ہے۔ خیمے کے اندر ایک ہلکی سی روشنی ہو گی اور پتہ چلے گا... کہ شان اندر سو رہا ہے۔ باہر جھاڑیوں میں تاریکی اور درختوں کے آس پاس ایک سرسراہٹ۔ کیمرہ شک کو تقویت دینے کے لیے اِدھر اُدھر جا رہا ہے۔ پھر جیسے کوئی خیمے کے قریب آیا ہے۔ اندر دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اندر خیمے میں کٹ کرتے ہیں۔ شان کی آنکھ کھلتی ہے۔ اُس کی آنکھوں میں ڈر ہے۔ وہ تھوڑی دیر انتظار کرتا ہے۔ پھر آہستہ سے باہر آ جاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کوئی اُسے دیکھ رہا ہے۔ لیکن وہ اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ پتوں کے پیچھے ایک نقاب سا چہرہ ہے۔ نقاب مینڈک کا ہو سکتا ہے۔ ایک Mask ہے جو اُسے دیکھ رہا ہے۔ شان کو جب سامنے سے شوٹ کرتے ہیں تو یہ نقاب اس کے عین پیچھے دکھائی دیتا ہے۔ شان یکدم پلٹتا ہے لیکن وہ غائب ہو جاتا ہے۔ البتہ شان ایک جھلک ضرور دیکھتا ہے۔ کیمرہ شان کے پسینے سے بھرے اور فکرمند چہرے پر)

CUT

(ایک منظر صبح ہونے کا... کالاش گھروں میں سے اٹھتا دھواں... بیدار ہوتے بچے... چوٹیوں پر سورج کی پہلی کرنیں وغیرہ)

CUT

(سلمان، شان کے خیمے کے قریب چلا آ رہا ہے۔ اس کے پیچھے ارمان شاہ ایک ٹرے اٹھائے آ رہا ہے۔ ٹرے میں چائے اور ناشتے کے لوازمات۔ سلمان خیمے کے قریب آتا ہے اور آواز دیتا ہے "شان صاحب ناشتہ حاضر ہے۔ شان بھائی دیکھو تو سہی باہر کتنی شاندار صبح ہو چکی ہے بلکہ بڑی کافر صبح ہو چکی ہے۔" اندر سے جواب نہیں آتا۔ غور سے دیکھتا ہے یا پردہ اٹھا کر اندر جھانکتا ہے۔ تو شان وہاں نہیں... اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ کچھ فاصلے پر شان ندی کے کنارے بیٹھا شیو کر رہا ہے۔ شان مسکراتا ہوا اس کی جانب جاتا ہے۔)

سلمان: صبح بخیر جناب... (شان اوپر دیکھ کر مسکراتا ہے)... رات کیسی گزری...

شان: بہت آرام سے... بڑے اطمینان سے...

سلمان: یعنی اس قبر نما خیمے کے اندر زمین پر سونے کے باوجود... ہمیں دیکھئے ہم تو ارمان شاہ کے ہوٹل میں بڑے ٹھاٹھ سے سوئے... بڑے ارمان سے سوئے...

شان: آپ افسر آدمی ہیں اور ہم خانہ بدوش... آیئے کسی بھی پتھر پر تشریف رکھیے... انہی پتھروں پہ چل کے اگر آ سکو تو آؤ۔

سلمان: آ گئے جناب... ارمان شاہ... ناشتہ... ایک تو ہوتی ہے روم سروس اور ایک ہوتی ہے ندی سروس یعنی ندی کے کنارے آپ کے لیے گرم گرم ناشتہ... (ارمان شاہ ناشتے کی ٹرے لا کر رکھتا ہے) رات کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی...؟

شان: (فکرمندی میں) ہوئی... پرابلم ہوئی...

سلمان: نیند نہیں آئی یا مچھر وغیرہ...

شان: نہیں سلمان... رات اِدھر کوئی آیا تھا... اور میرے لیے آیا تھا...

سلمان: کون آیا تھا؟

شان: پتہ نہیں... نہیں... یہاں کوئی تھا اور...

سلمان: (مسکراتا ہے) کافرستان کے بارے میں جو داستانیں مشہور ہیں شائد آپ اُن کے زیر اثر تھے... واہمہ ہے آپ کا... یہاں کیا ہو سکتا ہے؟

(ان مکالموں کے دوران کیمرہ ارمان شاہ کو بھی دکھاتا ہے اور اس کا چہرہ بتاتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ رات اِدھر کون آیا تھا۔)

شان: نہیں واہمہ نہیں تھا... اِن جھاڑیوں میں پوشیدہ کوئی... کوئی شے تھی... کوئی شکل تھی... مینڈک کی طرح... اس کا چہرہ مینڈک سے مشابہت رکھتا تھا۔

سلمان: (سوچ میں پڑ جاتا ہے) کیا واقعی... میں نے آپ کو پہلے ہی خبردار کیا تھا کہ یہاں کھلی فضا میں تن تنہا خیمے میں رات بسر کرنا محفوظ نہیں...

شان: اس نے مجھے کچھ نہیں کہا... لیکن... وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔

سلمان: ارمان شاہ... آپ تو اِدھر کے رہنے والے ہو... یہاں... صاحب جو کہہ رہا ہے تو... یہاں آس پاس کوئی آسیب تو نہیں... کوئی چیز تو نہیں...

ارمان: (کھسیانی ہنسی ہنستا ہے) نہیں صاحب... یہاں کیا ہوگا... یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر آپ کو کوئی ڈر ہے تو میرے ہوٹل میں آجائیں صاحب...

شان: نہیں... اب تو میں اِس خیمے میں سوؤں گا... اور دیکھوں گا کہ... کہ وہ کیا چیز ہے... وہ... کیا چاہتا ہے۔ آج رات میں اس کا انتظار کروں گا... آج رات...

CUT

(ڈاکٹر اظہار اور بشارا کے درمیان گفتگو ہو چکی ہے۔ بشارا اِس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا اور اظہار اُسے لالچ دے رہا ہے)

اظہار: میں اُسے صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں بشارا... صرف ایک نظر... میں اس کے ساتھ کوئی بات نہیں کروں گا... اُسے کچھ نہیں کہوں گا... اور... تمہارے لیے دو ہزار روپے...

بشارا: نو پرابلم سر... لیکن... نہیں صاحب میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ اب ہمارے ہاں نہیں ہوتا... یہ پرانا رسم تھا... کافر رسم تھا۔ اب ہم اتنا کافر نہیں رہا صاحب...

اظہار: نہیں... مجھے بتایا گیا ہے کہ اب بھی ایسا ہوتا ہے... پرانے رسوم اور جادو ٹونے اب بھی جاری ہیں۔ تم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو انسان کو مینڈک بنا دیتے ہیں...

بشارا: (مسکراتا ہے) نہیں صاحب یہ ایسا نہیں ہوتا... کیا بچوں کی طرح بات کرتا ہے... آپ تو بہت سکالر پرسن ہے سر... کالاش پر کتاب لکھتا ہے تو... آپ بھی یقین کرتا ہے کہ اِدھر ایسا ہوتا ہے...

اظہار: نہیں ہوتا؟

بشارا: نہیں... اِدھر... اِدھر ویسے ہی لوگ ہیں صاحب جیسے اُدھر اسلام آباد اور لاہور میں ہیں... لیکن اِدھر غریب ہیں سر...

اظہار: بشارا مجھے باتوں میں مت لگاؤ... دیکھو میں نے وعدہ کیا ہے ناں کہ... صرف ایک نظر دیکھوں گا اور بس... دو ہزار...

بشارا: دیکھو سر... ہم کو لالچ نہیں دو... ہم کالاش ہے...

اظہار: ہاں ہاں... نہیں نہیں دو ہزار کو آپ کیا سمجھتے ہو لیکن ہمارے دوست ہو

ناں... تو بندوبست کر دو... صرف ایک نظر...

بشارا: آپ کتاب میں لکھے گا...؟

اظہار: نہیں... وعدہ کرتا ہوں کہ کتاب میں نہیں لکھے گا... تو پھر بشارا...

بشارا: تو پھر... نو پرابلم... صاحب یہ پرانا رسم تھا... اب نہیں ہوتا... نو پرابلم... صاحب قبرستان دیکھے گا... مُردوں کے ڈھانچے دیکھے گا؟ ویری انٹرسٹنگ سر... لیکن جو کچھ آپ دیکھنا چاہتا ہے... وہ... پرانا رسم ہے سر... اب نہیں ہوتا... اب ہم اتنا کافر نہیں رہا سر...

CUT

(ایک کالاش گاؤں کا منظر... کیمرہ ایک گھر پر زوم اِن کرتا ہے۔ اندر کٹ کرتے ہیں... یہ ایک تاریک اور خاص کالاش کمرہ ہے۔ یہ مصور گوگی کا وہ کمرہ ہے جو کالاشیوں نے اُسے دیا ہوا ہے۔ گوگی ایک ایسا شخص جو کالاش کے بھولے بھالے لوگوں کا مال کھا رہا ہے اور ان کو یہ یقین دلا رہا ہے کہ وہ ان کے مفادات کی حفاظت کر رہا ہے۔ وہ دراصل ایک جونک کی طرح ہے اور کالاش کلچر کو فروخت کر کے رقم جمع کر رہا ہے۔ گوگی کے سامنے ایک کالاشی لڑکی اپنے مخصوص لباس میں بیٹھی ہے۔ گوگی اُس کی تصویر بنا رہا ہے۔ لڑکی کے قریب چند بچے اور دو تین کالاشی مرد بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں۔ گوگی کی آنکھوں میں ایک شہوت انگیز چمک بھی ہے۔ لڑکی اور گوگی اور تصویر کے کلوز...)

گوگی: بی بی ذرا اِدھر آ کر دیکھو کہ تم میرے کینوس پر کیسی دکھائی دیتی ہو۔

(بی بی بڑے شوق سے آگے آ کر اپنی تصویر دیکھتی ہے اور خوش ہوتی ہے اور ہنستی ہے اور اٹھا کر لے جانے لگتی ہے) نہیں۔ بی بی یہ تصویر یہیں رہے گی۔ یہ کالاش کی ثقافت کی خوبصورت نمائندگی ہے... ہم ایک کالاش میوزیم بنائیں گے۔ جس میں وہ تمام مجسمے اور تصویریں اور دستکاریاں رکھیں گے جو تم لوگ اونے پونے داموں ٹورسٹوں کو بیچ دیتے ہو...

ایک کالاش: صاحب گوگی... اب ہم کسی ٹورسٹ کو کچھ نہیں بیچتے...

گوگی: نہیں بیچو... یہ لوگ تم سے چیزیں خرید کر یورپ کے میوزیمز میں لاکھوں

ڈالروں میں فروخت کرتے ہیں۔

دوسرا کالاش: لیکن صاحب گوگی... اگر ہم کوئی لکڑی کا مجسمہ بیچتے ہیں... یا... کالاش ڈریس بیچتے ہیں تو ہمارا گزارہ ہوتا ہے... تو پھر کیا کرے گا...

گوگی: بس میرا کہنا مانے گا... گوگی پیر... تم لوگوں کے لیے اسلام آباد چھوڑ کر یہاں... اس گندی کوٹھڑی میں آگیا ہے۔ تمہاری خدمت کے لیے... ٹھیک ہے تم نے مجھے... یہ رہائش دی ہے... خوراک دیتے ہو... لیکن... میں نے تمہارے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔

ایک کالاش: آپ تو اُدھر بہت بڑا آدمی ہے گوگی پیر...

گوگی: ہاں میں وہاں بہت بڑا آرٹسٹ ہوں۔ میری تصویریں لاکھوں میں بکتی ہیں... لیکن مجھے تم لوگوں سے پیار ہے... تمہارے لیے میں سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں... کالاش کلچر کی حفاظت کے لیے... میں تمہارا واحد خیر خواہ ہوں...

دوسرا کالاش: لیکن صاحب گوگی... دوسرا جو ٹورسٹ صاحب لوگ آتا ہے وہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ ادھر وادی میں آتا ہے تو رونق ہوتا ہے روزگار ہوتا ہے۔

گوگی: (غصے میں) نہیں... سب ٹورسٹ لوگ تمہیں Exploit کرنے کے لیے آتے ہیں... ان کا اعتبار نہیں کرو... میرا اعتبار کرو... میرا... صرف گوگی پیر کا... اچھا بابا تم لوگ جاؤ... گوگی پیر سوچنا چاہتا ہے... تمہاری بہتری کے لیے منصوبے بنانا چاہتا ہے... (سب اٹھتے ہیں۔ لڑکی بھی اٹھتی ہے) اور تم... بی بی... ابھی تصویر مکمل نہیں ہوئی... تم پھر آنا... جب... کافی وقت ہو تو آنا... (سب جاتے ہیں۔ گوگی تصویر کو دیکھتا ہے۔ پھر ایک سگریٹ سلگاتا ہے جو چرس کا ہے اور اسے وہ تصویر صحیح طور پر دکھائی نہیں دیتی... مسکراتا ہے)

CUT

(بمبوریت کے بازار میں وہ جگہ جہاں سے چترال کے لیے جیپیں چلتی ہیں۔ سلمان اپنی جیپ میں بیٹھا ہے اور ڈرائیور ساتھ ہے۔ شان اور بشارا اور ارمان شاہ اُسے خدا حافظ کہہ رہے ہیں۔)

سلمان: میں اب بھی یہی کہتا ہوں شان... کہ آپ اُس اُس ویران جگہ پر رات نہ بسر کرو۔ ارمان شاہ کے ہوٹل میں منتقل ہو جاؤ...

شان: نہیں کم از کم آج رات میں اپنے خیمے میں بسر کروں گا... اس کا انتظار کروں گا (کیمرہ ارمان شاہ پر جاتا ہے) وہاں کچھ نہ کچھ ہے اور میں اُس کی حقیقت تک پہنچنا چاہتا ہوں۔

ارمان: صاحب کیا پتہ حقیقت کیا ہے... چھوڑیں اس ٹینٹ کو... خطرناک ہے سر... میرے پاس آ جائیں...

شان: نہیں... کم از کم آج رات... ہاں... آج کی رات سازِ دل پُر درد نہ چھیڑ... آج کی رات...

سلمان: مرضی والے ہو... جو جی میں آئے کرو... میں یہاں ضرور ٹھہرتا لیکن سرکاری نوکری ہے۔ ڈیوٹی از ڈیوٹی... لیکن میں آپ کے لیے فکر مند رہوں گا...

شان: I can take care of myself

سلمان: اچھا تو پھر اگلے ہفتے چترال میں ملاقات ہوگی۔ اس دوران ثنااللہ بھی اپنے فشنگ ٹرپ سے واپس آ چکا ہوگا۔ (ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کرتا ہے۔) خدا حافظ (جیپ جاتی ہے)—!

شان: ہاں تو بشارا خان ٹورسٹ گائیڈ بمبوریت ویلی چترال صاحب... اب میں آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔ چلئے مجھے گائیڈ کیجئے..

بشارا: (خوش ہوتا ہے اور جیب میں سے سپرے نکال کر کچھ شان پر اور کچھ اپنے آپ پر سپرے کرتا ہے) نو پرابلم سر... آئیے میں آپ کو ایک ایسی مقدس جگہ پر لے کر چلتا ہوں جہاں کافرستان کی پُر اسرار رسمیں ادا ہوتی ہیں... آئیے سر...

(دونوں بازار سے نکل کر پہاڑی راستے پر چلتے ہیں۔ یہ راستہ قربان گاہ کی طرف جارہا ہے۔ راستے کے آس پاس کالاش زندگی کے مناظر ہوں گے۔ راستہ مشکل ہے۔ دونوں ہانپ رہے ہیں۔ قربان گاہ کی چوبی چار دیواری کے پاس پہنچتے ہیں اور پھاٹک کھول کر اندر جاتے ہیں... شان بے حد متاثر ہے۔ لکڑی پر بنے نقش و نگار دیکھتا ہے۔ بلند درختوں پر رکھے ہوئے سینگ دیکھتا ہے۔ کیمرہ قربان گاہ کے

دیوتاؤں کے مجسمے دکھاتا ہے اور پھر خون کے چھینٹوں پر جاتا ہے۔ اس دوران سسپنس میوزک کا پس منظر چل رہا ہے۔)

شان: یہ خون کس کا ہے؟

بشارا: (مسکراتا ہے) یہ... انسانی خون ہے... ایسے سیاحوں کا جو آدھی رات کے بعد اپنے ٹینٹ سے نکل کر ادھر آتے ہیں... اور ادھر ہمارے دیوتا ان کو (چھری چلانے کا ایکشن)... (پھر ہنستا ہے) لیکن سر یہ سٹوری تو میں انگریزوں کو سناتا ہوں اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ ویسے یہ خون بکروں کا ہے...

شان: اگرچہ دن ہے، روشنی ہے لیکن مجھے یہاں خوف سا محسوس ہو رہا ہے۔

بشارا: (سنجیدہ ہو جاتا ہے) نو پرابلم سر... ادھر... ادھر وہ آتے ہیں سر... اور جب ہمیں کوئی پرابلم ہوتا ہے تو ہم قربانی دیتے ہیں اور دعوت کرتے ہیں... کافر لوگ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی بھی پرابلم ہو تو قربانی دو... سب ٹھیک ہو جائے گا... نو پرابلم... (کیمرہ قربان گاہ کے اوپر درختوں کی جانب جاتا ہے اور وہاں وہی مینڈک کے نقاب والا شخص ہے۔ وہ نیچے قربان گاہ میں کھڑے بشارا خان اور شان کو دیکھ رہا ہے) یہ شخص مختلف زاویوں سے بلندی پر ہے اُن کو دیکھ رہا ہے۔

—ڈزالو—

(بشارا اور شان قربان گاہ سے نیچے آ رہے ہیں۔ مختلف شاٹس)

—ڈزالو—

(بشارا اور شان کسی ہوٹل میں بیٹھے چائے وغیرہ پی رہے ہیں اور شان کسی سوچ میں ہے۔ وہ آس پاس بیٹھے لوگوں کو غور سے دیکھتا ہے۔ وہ ابھی تک نقاب والے شخص کے ڈر میں ہے۔)

—ڈزالو—

(بشارا اور شان بمبوریت کے مرکزی راستے پر چلے جا رہے ہیں... مختلف لوگ پاس سے گزرتے ہیں ٹورسٹ وغیرہ۔ شان بشارا سے خدا حافظ کہہ کر راستے سے ہٹ کر ایک طرف جانے لگتا ہے۔ جہاں ایک بڑا ہال نما لکڑی کا کمرہ ہے۔ اس

کمرے کی جانب چند کالاش لڑکیاں جا رہی ہیں۔ وہ شان کو اِدھر آتا دیکھ کر ناگواری کا اظہار کرتی ہیں۔ شان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہے... اس پر پروفیسر اظہار ایک جانب سے آتا ہے۔ اُس کے گلے میں کیمرہ اور مختلف لینز ہیں جیسے وہ چھپ کر تصاویر اتار رہا تھا۔)

اظہار: سنئے یہ کدھر جا رہے ہیں آپ... اِدھر کسی بھی مرد کو آنے کی اجازت نہیں...!

شان: تو آپ یہاں کیا کر رہے ہیں کیا آپ مرد نہیں...؟

اظہار: غالباً ہوں لیکن... میں تو ذرا پوشیدہ ہو کر باشالی کی تصویریں اتار رہا تھا... تحقیق کے طور پر۔

شان: باشالی... وہ کون ہے؟

اظہار: باشالی... وہ چھوٹی سی چار دیواری اور کمرہ... یہ باشالی ہے... یہاں صرف وہ خواتین آتی ہیں جن کو حیض آ رہا ہو اور ایسی خواتین جو اُمید سے ہوں... تو آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔

شان: میں تو واپس اپنے خیمے کی جانب جا رہا تھا۔ ندی کی طرف۔

اظہار: تو کسی اور راستے سے جائیے ورنہ... کالاش لوگ... آپ کو... مینڈک بنا دیں گے۔

شان: مینڈک... (سوچتا ہے اور پھر راستہ بدل لیتا ہے۔)

CUT

(شان کا خیمہ... رات کا وقت... آگ جل رہی ہے۔ اس کے سامنے ارمان شاہ بیٹھا ہے۔ رات کی آوازیں۔ ندی کا ہلکا سا شور۔ کلوز شان کے اور ارمان کے... پھر آہستہ آہستہ دُور سے ڈھول کی آواز آنے لگتی ہے... شان کچھ دیر سنتا ہے۔ آواز جیسے بلند ہونے لگتی ہے۔)

شان: ارمان... یہ آواز کیسی ہے؟

ارمان: صاحب آج— برون کے گاؤں والوں کی باری ہے... وہاں ڈانس ہو رہا ہے صاحب...

شان: ڈانس!

ارمان: ہاں صاحب... ہر رات بمبوریت کی ویلی کے کسی گاؤں میں رقص ہوتا ہے۔ دوسرے گاؤں والے بھی جاتے ہیں...

شان: یہ آپ... یہ لوگ روزانہ ڈانس کرتے ہیں۔

ارمان: ہاں صاحب... پر یہ ویسا ڈانس نہیں ہوتا جیسا ادھر آپ کی طرف ہوتا ہے۔ یہ تو دن بھر کی تھکاوٹ اتارنے کے لیے اپنی خوشی سے کرتے ہیں صاحب... مرد لوگ ساتھ ساتھ گاتے ہیں اور ڈھول بجاتے ہیں... آپ دیکھو گے صاحب...؟

(شان اُٹھتا ہے اور دونوں خیمے سے پرے ہو جاتے ہیں۔ ارمان کے ہاتھ میں ایک لالٹین ہے جس سے وہ راستہ دکھاتا ہے۔ چڑھائی ہے.. اور ڈھول کی آواز اور خواتین کی چیخوں کی آواز قریب آتی جاتی ہے__ پھر گاؤں آتا ہے۔ جس کے باہر ایک کھلی جگہ پر رقص ہو رہا ہے۔ کالاش مرد ایک گھیرا بنائے گا رہے ہیں۔ چند ٹورسٹ بھی بیٹھے ہیں۔ یہاں روشنی بہت کم ہے۔ نیم تاریکی ہے۔ ڈھول کی آواز... بنسری کی لے اور رقاص خواتین "او...او...او" کی دُھن... شان بالکل مسحور ہو چکا ہے اور اس سارے منظر کو دیکھ رہا ہے' جو کسی کتاب کا لگتا ہے۔ یہاں پہلی بار ہم سیریل کی مرکزی کردار کالاش لڑکی کو ایک دروازے کی اوٹ میں دکھاتے ہیں۔ وہ شان کو دیکھ رہی ہے۔ شان اُس کی موجودگی سے لاعلم ہے۔ یہاں پر ذرا دور اندھیرے میں مینڈک والے نقاب کو بھی دکھایا جاتا ہے جیسے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ رقص کے مختلف پوز... لوگوں کے کلوز۔ خوشی اور مسرت... کچھ لوگ شان سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ وہ لڑکی مختلف جگہوں سے اُسے دیکھ رہی ہے اور بالآخر نیچے اُترتی ہے اور رقص کرنے والی لڑکیوں میں شامل ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ بار بار مڑ کر شان کو دیکھتی ہے اور شان بھی محسوس کر رہا ہے کہ ایک خاص لڑکی اُسے خاص طور پر دیکھ رہی ہے۔ دونوں کے کلوز... یکدم ایک مینڈک چھلانگ لگا کر شان کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے اور یہاں پر منظر جامد کر دیا جاتا ہے۔)

CUT

کالاش

قسط نمبر 3

کردار:

۱- ذیشان
۲- بشارا خان
۳- زرگل
۴- ارمان شاہ
۵- گوگی پیر
۶- ٹونی (انگریز)
۷- بالو
۸- خان نمبر 1
۹- خان نمبر 2
۱۰- بشیر
۱۱- نواز
۱۲- اظہار
۱۳- شاہ نام

(قسط نمبر 2 کا اختتام جس مقام پر ہوا تھا' وہاں سے آغاز کرتے ہیں۔ مینڈک کے نقاب والا شخص ذیشان کے سامنے کھڑا ہے۔ بشارا اور ارمان شاہ کے تاثرات۔ پھر وہ شخص ایک چھلانگ لگا کر تاریکی میں غائب ہو جاتا ہے۔ شان' بشارا اور ارمان کی جانب دیکھتا ہے۔)

شان: ارمان تم کہتے تھے ناں کہ صاحب اِدھر کوئی نہیں ہے..... میرا وہم تھا۔ یہی کہتے تھے ناں۔ اب تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا...(ارمان چپ رہتا ہے۔) یہ کون تھا ارمان؟

ارمان: کون صاحب؟

شان: یہی جو.....جو ابھی یہاں تھا....

ارمان: یہاں صاحب....

شان: (قدرے غصے میں) یہ کیا کہہ رہے ہو تم... کون صاحب' یہاں صاحب..... تم نے دیکھا نہیں اسے.....یہاں میرے سامنے.....

ارمان: نہیں صاحب...

شان: نہیں صاحب؟...یہ....یہ (بشارا کی جانب دیکھتا ہے) بشارا یہ ارمان جو ہے اُس نے "اسے" نہیں دیکھا...(بشارا چپ رہتا ہے) تم نے تو دیکھا تھا ناں... ظاہر ہے وہ چھلانگ مار کر ہمارے سامنے آیا تھا تم نے تو...

بشارا: نہیں صاحب...میں نے بھی نہیں دیکھا...یہاں کچھ بھی نہیں تھا صاحب... آپ کا خیال ہے...نو پرابلم سر۔

شان: (سمجھ جاتا ہے)... ہوں۔ تو تم جانتے ہو کہ وہ کون تھا۔ لیکن تم اس سے خوفزدہ ہو... تم ڈرتے ہو اس سے...یہی بات ہے ناں؟...دیکھو بشارا مجھے یہ گیم پسند نہیں جو تم لوگ میرے ساتھ کھیل رہے ہو... تمہیں بتانا ہو گا کہ وہ کون ہے۔

بشارا: (بہت سرد مزاجی سے) ہمیں کچھ بھی نہیں بتانا ہو گا صاحب....یہ وادی کالاش ہے سر...یہاں...یہ جو کچھ ہوتا ہے وہ.....ہمیں کچھ بھی نہیں بتانا ہو گا..... آپ رقص دیکھو سر....(یہاں موڈ بدل کر پھر بشارا جاتا ہے) صاحب یہ لوگ اپنے فصل کا گیت گاتا ہے....جو اور انگور کا گیت گاتا ہے سر....اور دیکھو سارا دن کھیتوں میں گھوڑوں کے موافق کام کرتا ہے۔ کالاش اور پھر.... تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے رقص کرتا ہے سر...نو پرابلم سر....

شان: ہاں....نو پرابلم بشارا....Absolutely نو پرابلم....(پھر رقص کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہی لڑکی اُسے دیکھ رہی ہے۔ موسیقی اور رات....کیمرہ رقص سے ہٹ کر تاریکی کی جانب جاتا ہے..وہاں وہی شخص کھڑا ہے اور شان کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے ویو پوائنٹ سے شان کو دکھاتے ہیں)۔

CUT

(شان رقص سے واپس آ کر خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر دیکھتا ہے کہ کوئی ہے تو نہیں)

(شان اپنے سلیپنگ بیگ میں لیٹا ہوا سوچ رہا ہے۔ پھر اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے)

CUT

(وادیٔ کالاش میں صبح ہونے کا ایک مختصر مونتاژ۔ کھیتوں کو جاتے ہوئے کالاش' کام کرتے ہوئے۔ ایک کالاش لڑکی ندی کے کنارے اکیلی بیٹھی ہار سنگھار کر رہی ہے۔ لکڑی کی کنگھی سے بال سنوار رہی ہے۔ بالوں کو سنوارنے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ یہاں وہ طریقہ دکھایا جائے گا۔ لیکن یہ لڑکی بے حد چپ ہے۔ وہ کنگھی ایک طرف رکھتی ہے اور پھر اپنے لباس میں سے ایک چھوٹا سا مومی لفافہ نکالتی ہے۔ اُس لفافے میں چند چیزیں ہیں۔ یہ اُن کو نکال کر دیکھتی ہے اور اُس کی آنکھ میں آنسو ہیں۔ ہم یہاں وہ تصویریں نہیں دکھائیں گے' صرف لڑکی کی اُداسی اور آنسو)

CUT

(گوگی پیر اور ایک غیر ملکی سیاح ایک بڑے اخروٹ کے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ غیر ملکی سگریٹ کے کش لگا رہا ہے۔ گوگی اُسے ایک اور سگریٹ پیش کرتا ہے۔)

گوگی: پُراسرار وادئ کالاش میں ایک بڑے اخروٹ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر.... یہ سگریٹ پینا کتنا رومینٹک ہے؟ ایک اور سگریٹ لو ٹونی ڈیئر....

ٹونی: (ذرا پہنچا ہوا ہے اس لیے مسکرا رہا ہے) I do not know what you are talking about Gogi... no thanks.

گوگی: (اپنے آپ سے مسکراتے ہوئے کہتا ہے اور ذرا آرام سے لیٹتا ہے)... واہ گوگی پیر کیا زندگی ہے تمہاری... ہر شے مفت... ہر شے.... اور خدمت گزاری کے لیے کالاش کی سادی وادی... کتنے بھولے اور سادہ لوگ ہیں۔ کتنا عرصہ ہو گیا ہے مجھے اُن کا مہمان بنے... پتہ نہیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے... لیکن... میں جا بھی کہاں سکتا ہوں۔ اُدھر ہمیں کوئی پوچھتا نہیں اور ادھر.... ہمیں ہر کوئی پوچھتا ہے... کتنے بھولے لوگ ہیں... اوئے ٹونی... Are you here

ٹونی: Yes I am here but please show me that masterpiece..... You promised..

گوگی: (ایک جانب سے ایک بیگ اٹھا کر لاتا ہے اور اُس میں سے کافر لڑکی کی تصویر نکالتا ہے جو وہ پینٹ کر رہا تھا۔)
This masterpiece is painted by a Kalash Painter who lives there (اوپر اشارہ کرتا ہے) Never Meet, anybody but me (تصویر نکال کر دکھاتا ہے) A masterpiece

ٹونی: (متاثر ہوتا ہے) All right... it's wonderful... so sensitive.... How much?

گوگی: Not much—five hundred d llars..... for a Kalash masterpiece.

ٹونی: Five hundred dollars is a lot of money.

گوگی: (تصویر ایک جانب رکھتے ہوئے) You don't want it

ٹونی: (ڈالر نکال کر) No No I want it Here

(گوگی رقم گن کر جیب میں ڈالتا ہے۔ تصویر دیتا ہے۔ ٹونی سر ہلاتے ہوئے تصویر اُٹھاتا ہے اور جاتا ہے۔ دوسری جانب سے بشارا آرہا ہے جو وہ تصویر پہچانتا ہے کہ کون سی ہے۔ بشارا گوگی کے پاس آتا ہے جو پسند نہیں کرتا کہ بشارا نے اُسے تصویر فروخت کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے یا اسے شک ہو گیا ہے۔)

گوگی: ہیلو مسٹر نو پرابلم.... بشارا خان ٹورسٹ گائیڈ۔ بموریت ویلی۔

بشارا: ہیلو سر......

گوگی: کہاں کی سیر ہو رہی ہے۔

بشارا: اُدھر ریسٹ ہاؤس کے پاس جو فش فارم ہے۔ سر اُدھر سے ٹراؤٹ مچھلی لینے جاتا ہوں سر... ایک ٹورسٹ کے لیے... گوگی سر... یہ... یہ گورا جو تصویر لے جا رہا تھا۔

گوگی: ہاں یہ تصویر.... میں نے خود اُسے دی ہے.... بالکل مفت..... یہ گورا برلن میوزیم کا ڈائریکٹر ہے۔ اس تصویر کو میوزیم میں لگائے گا اور پھر ساری دنیا کے لوگ اسے دیکھ کر وادئ کالاش کا رُخ کریں گے.... جہاں یہ خوبصورت اور.... اور کافر لڑکی رہتی ہے۔

بشارا: بالکل مفت سر....

گوگی: تو اور کیا... گوگی پیر تمہارا دوست ہے بشارا... تمام کالاشیوں کا دوست ہے اور اُن کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتا ہے.... سنو بشارا.... وہ ندی کے کنارے جس نے خیمہ لگایا ہوا ہے وہ.... وہاں کیا کرتا ہے....

بشارا: وہ گوگی سر... وہ وہاں ندی کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔

گوگی: ندی کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔

بشارا: جی سر..

گوگی: پاگل ہے؟

بشارا: نہیں سر.... لیکن سر.... وہ بہت اچھا آدمی ہے... وہ ہمارا دوست ہے سر۔

گوگی: تمہارا دوست (غصے میں) نہیں.... تمہارا.... اس ویلی کا.... اس میں رہنے والوں کا صرف ایک دوست ہے.... ایک خیر خواہ ہے.... میں.... گوگی پیر....

سمجھے بشارا... اور اُس نے وہ تصویر اس گورے کو بالکل مفت دی ہے.... سمجھے بشارا؟

بشارا: جی سر.... نوپرابلم۔

CUT

(شان ندی کے کنارے بیٹھا ہے۔ وہ کوئی میگزین وغیرہ پڑھ رہا ہے۔ پس منظر میں سیریل کی مرکزی تھیم میوزک ہے۔ پھر آواز آتی ہے۔ "میں بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رہی تھی کہ تم آؤ... اور مجھ سے باتیں کرو.... اور مجھ سے باتیں کرو لیکن تم خاموش بیٹھے ہو بولتے ہی نہیں..." شان چونکتا ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ کیمرہ ندی کے پانی پر زوم اِن کرتا ہے۔ بے حد آہستہ آہستہ آواز آتی ہے "یہ میں ہوں تمہارے سامنے بہنے والی ندی.... مجھ سے باتیں کرو..... میں ہر اس شخص سے تو بات نہیں کرتی جو میرے کنارے پر آبیٹھتا ہے..... میں صرف اس سے ہم کلام ہوتی ہوں جس کی قسمت کا حال میں جان لیتی ہوں۔ میں جانتی ہوں۔ تمہاری قسمت میں کیا ہے...." شان قدرے پریشان ہوتا ہے پھر مسکراتا ہے... اور پانی کے قریب جاکر کہتا ہے۔ "یہ تم تمھیں ناں..... (انتظار کرتا ہے' جواب نہیں آتا۔) جواب کیوں نہیں دیتیں... بولتی کیوں نہیں.... ندی تیرے پانی چپ کیوں ہوگئے؟"

(بشارا آتا ہے اور دُور سے دیکھتا ہے کہ شان ندی کے قریب ہو کر کان لگاکر کچھ باتیں کر رہا ہے.. ذرا پریشان ہوتا ہے... شان اُسے دیکھ کر شرمندہ ہوتا ہے اور اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔)

شان: وہ.... میں.... میں ذرا ندی سے باتیں کر رہا تھا...

بشارا: تو پھر میں چلا جاتا ہوں آپ باتیں کرلو۔

شان: نہیں نہیں کوئی پرائیویٹ بات نہیں تھی.... بس یونہی.... وہ.... بس یونہی.... موسم کا حال پوچھ رہا تھا اور.... وہ.... (زیادہ شرمندہ ہو جاتا ہے) بشارا یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟

بشارا: اثر ہو رہا ہے سر... ان.... ان اخروٹ کے درختوں کا... اس ندی کے پانی کا....

اِس وادی کا.... اثر ہو جاتا ہے سر.... نوپرابلم...: چلیں آئیں آج میں آپ کو کافر لوگوں کا قبرستان دکھاتا ہوں... ویری انٹریسٹنگ... کھلے ہوئے تابوت اور مُردے... ہڈیاں نوپرابلم...

شان: نہیں بشارا..... میں آج.... جس طرح یہ ندی بہتی ہے اِسی طرح اپنی من مرضی کرنا چاہتا ہوں۔ میں اوپر جاؤں گا.... گاؤں میں .... قبرستان کل چلیں گے۔

CUT

(شان ایک کافر گاؤں میں... بیشتر گھر بالکل کھلے ہیں۔ شان گھروں میں جھانکتا ہے۔ مختلف چیزیں دیکھتا ہے۔ اگر ہوسکے تو دو کافر بچے اُس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اس دوران موسیقی شروع ہو جاتی ہے اور ہم اُسی کافر لڑکی کو دکھاتے ہیں جو چھپ چھپ کر شان کو دیکھ رہی ہے۔ خوش ہو رہی ہے۔ شان قربان گاہ یا عبادت گاہ کے باہر کھڑا ہے۔ پھر کھیتوں میں چل رہا ہے اور لڑکی کی شکل کھیتوں میں۔ یہ شکل مکمل نہ دکھائی جائے۔ کبھی نصف اور کبھی پاؤں اور کبھی ہاتھ اور کبھی زیور وغیرہ.. یعنی ایک اسرار قائم رہے۔ اُسے کہیں ایک جگہ احساس ہو گا کہ کوئی اُس کا پیچھا کر رہا ہے اور وہ مڑ کر دیکھتا ہے۔ کبھی یکدم مڑ کر دیکھتا ہے 'لیکن وہاں کوئی نہیں۔ چھوٹے بچے ہنستے ہیں۔ اس منظر کو کسی خوبصورت شاٹ پر ختم کر دیا جاتا ہے۔)

CUT

(کھلی فضا میں جہاں کہیں اخروٹ کے بڑے درخت زیادہ ہوں۔ سات آٹھ کالاش گھیرے میں بیٹھے ہیں۔ اُن کی ٹوپیوں میں رنگین پر ہوں گے۔ ان کے ساتھ دو چترالی ہیں جو تقریباً اُسی لباس میں ہیں لیکن ٹوپیوں میں پر نہیں اور یہ دونوں شکل سے بالکل صلح پسند نہیں لگتے۔ ذرا درشتگی سے بولتے ہیں۔ انہیں خان نمبر 1 اور خان نمبر 2 کہا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ رقم گن رہے ہیں۔ پھر اُس میں سے دو چار نوٹ ایک کالاش کو واپس کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان میں ارمان شاہ اور بشارا اور ایک کالاش نوجوان جو ہیروئن کا بھائی ہے اور اس کا نام بالو

ہے، بھی وہاں بیٹھے ہیں)

بالو: (روپے لے کر اُنہیں دیکھتا ہے) کم ہے.. بہت کم ہے خان....

خان نمبر2: اور کیا کم ہے۔ یہ ہمارا اخروٹ کا درخت ہے.... ملکیت ہے.. تم صرف دیکھ بھال کرتا ہے اور پھل اکٹھا کر کے بیٹھتا ہے.... بس... تو اس کا یہ مزدوری ہے۔

بالو: لیکن.... یہ درخت.... یہ سب.... امارا تھا.. امارا باپ کا تھا۔ امارا دادا کا تھا...

خان نمبر1: پر تم نے فروخت کیا... اس کا رقم لیا ہم سے....

بالو: کتنا رقم لیا خان.... دو روپے میں ایک درخت... تین روپے میں ایک درخت..... ہم جانتا نہیں تھا فروخت کر دیا... ہم جانتا نہیں تھا... غریب تھا۔

خان نمبر2: نہ صرف یہ اخروٹ کا درخت بلکہ اِدھر کا بہت زمین بھی امارا ہے... ہم نے رقم دیا اور ملکیت کیا... تم کیا چاہتا ہے بالو....

بشارا: نو پرابلم خان صاحب... میں بتاتا ہوں سر... سر ہم چاہتا ہے کہ جو درخت ہمارے باپ دادا کے زمانے کا تھا اور ہم نے آپ کو بیچ دیا... دو روپے میں تین روپے میں تو... وہ آپ واپس کر دو.... اب ہمارے پاس پیسہ ہے۔

ارمان: یہ درخت ہمارے لیے صرف درخت نہیں ہے.. یہ دوست ہے اور یہ.... ہم اس کو سلام کرتا ہے۔

خان نمبر1: اوئے درخت کو سلام کرتا ہے کافر کا بچہ....

بالو: کافر کا بچہ تو ہم ہے خان صاحب.... لیکن یہ اخروٹ کا درخت۔

خان نمبر2: اوئے سنو کافر کا بچہ... یہ درخت اور زمین ہمارا ملکیت میں ہے.... ہم تم کو ادھر سے نکال سکتا ہے پر... ہمارا دل نرم ہے.. نہیں نکالتا.. تم مستی نہیں کرو.... ورنہ.... (قمیض کے نیچے جو اسلحہ ہے اُسے تھپکی دیتا ہے) ورنہ.... مستی نہیں کرو یارا... چلو اکبر.. ام پھر آئے گا۔ پیسہ تیار رکھنا۔

(وہ دونوں چلے جاتے ہیں۔ یہ اُن کو بے بسی سے جاتے دیکھتے ہیں)

بالو: ہم کیسا بے وقوف تھا بشارا.... دو دو روپے میں یہ درخت فروخت کر دیا... اور اب.. اس وادی میں کتنے درخت ہیں جو ہمارے ہیں...

بشارا: ایک دن آئے گا جب اِس وادی میں کالاشیوں کے پاس کچھ نہیں رہے گا... اور وہ.... ختم ہو جائیں گے۔ ہمیں یہاں سے کہیں اور جانا پڑے گا۔

بالو: نہیں بشارا... وہ دن نہیں آئے گا.... یہ وادی ہماری ہے... ہم کہیں نہیں جائیں گے... ہم بھی اُن جیسے ہو جائیں گے اور شرافت چھوڑ دیں گے...

CUT

(کھیتوں میں یا کسی راستے پر بکریوں کا ایک ریوڑ.... نواز اور بشیر.... دونوں اِس "خوراک" کو دیکھ کر بے حد خوش ہو رہے ہیں۔ منظر کھلتا ہے تو نواز اور ایک بکرے کے منہ کا کلوز۔ نواز نے اسے تھام رکھا ہے۔)

نواز: اوئے بشیر دیکھ یار کیسا بہترین بکرا ہے۔ ہائے ہائے میں اس کا کڑاہی گوشت بناؤں۔ اس کے تکے کھاؤں۔ اس کے سری پائے بناؤں اور کھاؤں...

بشیر: اوئے نواز دیکھنا سارا بکرا خود ہی نہ کھا جانا کچھ گردے کلیجی وغیرہ میرے لیے بھی چھوڑ دینا.... اور چھوڑ دے اس بکرے کو اس کا مالک آ گیا تو سمجھے گا کہ ہم اسے چوری کر رہے ہیں....

نواز: کیسے چھوڑ دوں اس جگر جان بکرے کو.... اس جانِ من بکرے کو... اوئے دال چاول کھا کھا کر میرے منہ میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ میں نے بکرا کھانا ہے۔

بشیر: تو کھالے میں منع کرتا ہوں۔

نواز: نہ کچا کھالوں اِس پیارے بکرے کو... (بکرا چھوڑ دیتا ہے پھر دوسرے بکروں کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے) ہائے ہائے ایک بکرے کا سوال ہے... ہائے ہائے (بکریوں اور بکروں کا مالک کالاش آتا ہے اور وہ نواز کی حرکتوں سے خوش ہوتا ہے اور مسکراتا ہے۔ نواز ڈر جاتا ہے کہ شاید ناراض ہو۔)

نواز: بکرا آپ کا ہے... میں تو جی یونہی... چوری تو نہیں کر رہا تھا.. کتنے کا ہے۔ ہاں ہاں ہم خریدیں گے۔

مالک: نہیں صاحب... یہ... یہ نہیں فروخت.. نہیں نہیں۔

نواز: نہیں نہیں کیوں نہیں... رقم دیں گے.. مال خریدیں گے.. بھاجی خدا کے

واسطے ایک بکرا دے دو۔ خریدیں گے۔

مالک: نہیں صاحب.. نہیں نہیں..(وہ ریوڑ ہانکتا چلا جاتا ہے)

نواز: اوئے بشیر. جا اس نامانیم کو سمجھا ہمیں ایک بکرا فروخت کردے.. میرا بڑا جی چاہ رہا ہے..روسٹ پہاڑی بکرا کھانے کو.. دیکھ اگر آج مجھے بکرا نہ ملا ناں تو... تو میں فوت ہو جاؤں گا۔

بشیر: پر نواز...ایک بات سن۔ یہ بکرے تو ہم کھا ہی نہیں سکتے۔

نواز: کیوں؟

بشیر: یہ تو جائز ہی نہیں... یہ تو کافر بکرے ہیں... جائز ہی نہیں۔

CUT

(اظہار جو ارمان شاہ کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے' برآمدے میں لگی میز پر بیٹھا نوٹس تیار کر رہا ہے۔ چند کتابیں بھی پاس رکھی ہیں۔ ارمان آتا ہے اور اس کے سامنے چائے کے برتن رکھ کر جانے لگتا ہے۔)

اظہار: ارمان شاہ...

ارمان: جی صاحب...

اظہار: (اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے وہ بیٹھ جاتا ہے) وادیٔ کالاش کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا لیکن جو لکھا غیر ملکیوں نے لکھا... یہ کتابیں... بہت تحقیق ہے... بہت محنت ہے لیکن..ان میں تم لوگوں کو انسان کے طور پر نہیں... کھلونوں کے طور پر دیکھا گیا... As play things ... میں تمہیں اپنا سمجھتا ہوں.. تم میرے اپنے ہو... میرے ساتھ تعاون کرو.. ارمان شاہ۔

ارمان: کیوں نہیں سر! آپ جو بولیں گے ہم کریں گے۔

اظہار: ایک تو یورپی لوگوں نے یہ عجیب سی Fantasy بنا رکھی ہے کہ تم سکندر اعظم کی نسل میں سے ہو۔ صرف خواتین کے لباس کی وجہ سے کہ یہ یونانی ہے.... یہ سب Hocus Pocus ہے ارمان...

ارمان: (مسکراتا ہے) ٹھیک ہے سر ہم سکندر اعظم کا اولاد نہیں ہیں لیکن یہ کہنے سے ادھر ٹورسٹ آتا ہے تو اچھا ہے ناں! کہنے دو۔

اظہار: دراصل مشرق میں جو بھی چیز خوبصورت ہوتی ہے۔ یورپی لوگ اسے فوراً Own کر کے اپنی نسل کے ساتھ جوڑ لیتے ہیں... ورنہ تم لوگ... یہیں کے ہو.. اسی سرزمین کے ہو....

ارمان: بالکل جناب... پکا پاکستانی ہے سر....

اظہار: اسی لیے تو کہتا ہوں کہ مجھ سے تعاون کرو.....

ارمان: (ذرا سوچتے ہوئے) کیسا تعاون سر....

اظہار: میں جانتا ہوں کہ وہ ہے... اور تم بھی جانتے ہو کہ وہ ہے.. لیکن تم سب چپ رہتے ہو۔ کسی کو خبر نہیں ہونے دیتے کہ وہ کہاں ہے... ارمان شاہ... میں صرف اُسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیسا ہے۔

ارمان: (جان بوجھ کر) پتہ نہیں آپ کیا بات کرتے ہو سر...

اظہار: تم لوگ شریف ضرور ہو لیکن بے وقوف نہیں ہو... تم جانتے ہو کہ میں کس کی بات کر رہا ہوں۔

ارمان: آپ اچھے آدمی ہیں سر... آپ ہمارے بارے میں کتاب لکھتے ہو.. لیکن... میں ... میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔

اظہار: (ذرا پُر امید ہوتا ہے) اچھا... تو وہ ہے... لیکن تم... کہہ نہیں سکتے..

ارمان: آپ جانتے ہیں سر کہ... ہم اپنے باپ دادا کی رسموں اور طور طریقوں کو سینے کے ساتھ لگائے بیٹھے ہیں اور باہر کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں چھوڑ دیں... ہم کیسے چھوڑ دیں سر... آپ چھوڑ سکتے ہیں؟... میں اگر تجھے بتاؤں گا تو.....

اظہار: میرا وعدہ ہے کہ میں کتاب میں نہیں لکھوں گا... پکا وعدہ...

(مندرجہ بالا گفتگو کے دوران بشارا آچکا ہے اور بڑی سنجیدگی سے گفتگو سنتا رہتا ہے۔ وہ اس لمحے آئے گا جب ارمان کچھ بتانے کو ہے۔)

ارمان: صاحب... دراصل یہ رسم بہت پرانی ہے۔ بہت عرصہ ہوا کہ ایک جنگ کے دوران ہمارا بہت لوگ مارا گیا۔ ادھر مرد کم ہو گیا سر اور عورت زیادہ ہو گیا اور آبادی گھٹنے لگا تو.. یہی فیصلہ ہوا کہ....

(بشارا یہاں آتا ہے)

بشارا: تو سر یہی فیصلہ ہوا کہ آبادی کم ہے تو پرواہ نہیں... نو پرابلم... آپ کیسا ہے سر۔ فائن ڈیئر سر...

اظہار: نہیں بشارا... موضوع کو بدلنے کی کوشش نہ کرو۔ یہاں غیر ملکی مصنف آتے ہیں اور تم لوگ انہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیتے ہو لیکن... مجھے... اپنے ہم وطن کو... کچھ نہیں بتاتے (یہ ذرا دُکھ اور غصے سے کہے گا)

بشارا: کیسے بتائیں سر... بہت مشکل ہے سر... بہت پرابلم ہے سر... پھر... آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ... یہ کافر ہیں.. تو کیا کریں صاحب... ہم جو بھی ہیں کسی کو کیا کہتے ہیں سر... اپنی وادی میں امن سے رہتے ہیں سر... آپ تو بہت سولائزڈ ہے سر لیکن... اِدھر کوئی جھوٹ نہیں بولتا۔ فریب نہیں کرتا کوئی قتل چوری بھی نہیں سر... جنگلی لوگ ہیں سر کیا کرے... آپ کتاب میں نہیں لکھے گا سر؟ (اظہار سر ہلاتا ہے) تو سر وہ اُدھر ہے اوپر (پہاڑ کی جانب اشارہ اور ایک دُھند آلود برف پوش پہاڑ کا کٹ)... بہت دن ہو گئے ہم اُسے اوپر چھوڑ آئے تھے... کل سویرے... بالکل سویرے جب سورج کی پہلی کرن ہماری ندی پر آئے گی تو وہ نیچے آئے گا... یہاں نہیں... اِدھر درّے کے قریب.... ہم اُس کے پاس جائیں گے... اسے شہد اور پنیر دینے.... اور وہ پھر بلند ترین چراگاہ میں چلا جائے گا..... کل سویرے......

CUT

(اگلی صبح.... ابھی نیم تاریکی ہے۔ چند کالاش چوری چھپے اپنے گھروں سے نکل کر ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں پوٹلیاں ہیں۔ ان کے ساتھ بشارا اور ارمان بھی ہیں۔ یہ چلنے لگتے ہیں۔ اظہار کسی درخت کے نیچے یا کسی مناسب جگہ پر انتظار کر رہا ہے۔ وہ بھی ایک محفوظ فاصلے پر ان کے پیچھے چلنے لگتا ہے۔ ڈزالو میں ان کا مختصر سفر دکھایا جائے۔ کوئی ندی عبور کرتے۔ چڑھائی چڑھتے جنگل میں.... وغیرہ... اظہار کا سانس پھول رہا ہے۔ کالاشیوں میں سے بشارا اور ارمان کبھی کبھار چوری چھپے پیچھے دیکھ لیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اظہار

بھی آ رہا ہو گا۔ پھر ایک مقام جہاں وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ادھر دیکھتے ہیں۔ انتظار کرتے ہیں۔ پھر سورج کی پہلی کرن اور روشنی۔ وہ بلندی سے نیچے آ رہا ہے یعنی "بودلک" یہ سیریل کا سب سے خوبصورت نوجوان ہو گا۔ نیلی آنکھیں اور سنہری بال سفید رنگ۔ مضبوط جسم اور دراز قد۔ اس کے ہاتھ میں درختوں کی چند شاخیں ہیں۔ وہ آتا ہے اور کچھ فاصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ سب لوگ اپنی پوٹلیاں رکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور سر جھکا لیتے ہیں۔ وہ انہیں اٹھاتا ہے اور پھر واپس چلا جاتا ہے۔ اس دوران اظہار حیرت سے اُسے دیکھ رہا ہے۔ بشارا ایک مرتبہ مڑ کر دیکھتا ہے۔ سب لوگ جب سر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہاں وہی دُھند آلود پہاڑ ہے۔)

CUT

(رات کا وقت ہے۔ اظہار اپنے ہوٹل کے کمرے میں ٹیبل لیمپ جلائے اپنے کاغذوں پر جھک کر کچھ لکھ رہا ہے۔ اس کی آواز اور لیپ ہوتی ہے۔)

"وہ بے حد خوبصورت تھا۔ نیلی آنکھیں۔ سفید رنگت اور سنہری بال.. وہ کسی قدیم دیوتا کی طرح پہاڑ سے اترا اور شہد اور پنیر کا ذخیرہ لے کر پھر بلندی کی طرف چلا گیا۔ وہ چند ہفتوں کے بعد واپس آئے گا اور پھر وہ رسم ہو گی جس کے لیے اُسے بلند چراگاہوں میں صحت مند ہونے کے لیے بھیجا گیا.. کافر دوشیزائیں اس کی منتظر ہیں... شائد میں باہر کی دنیا کا پہلا شخص ہوں جس نے بودلک کو دیکھا ہے۔"

CUT

(شان اپنے خیمے میں لیٹا ہوا ہے۔ اس کے کانوں میں گنگنانے یا کسی کافر لوک گیت کی آواز آتی ہے۔ اُٹھ کر باہر آتا ہے۔ پھر آواز کے رُخ پر جاتا ہے۔ ندی کے کنارے وہ لڑکی بیٹھی ہے جو اُسے دیکھتی ہے۔ یہ پہلی بار ہے کہ وہ اسے دیکھتا ہے اور اس کے حسن کو دیکھ کر مبہوت رہ جاتا ہے۔ نیچے اترتا ہے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر اُسے دیکھتا رہتا ہے۔ تب لڑکی کو احساس ہوتا ہے کہ وہ شخص وہاں کھڑا ہے جسے وہ پسند کرتی ہے اور دیکھتی ہے۔ وہ بھی اسے دیکھتی ہے اور پھر اُس

کو ایک پٹی دکھا کر چلی جاتی ہے۔ شان اُس جگہ پر جاتا ہے تو وہاں ایک ہار نما پٹی پڑی ہوتی ہے جو وہ وہاں اُسے دکھا کر چھوڑ گئی ہے۔ شان اُسے دیکھتا ہے اور پھر گلے میں ڈال لیتا ہے۔)

CUT

(شان اپنے خیمے کی جانب واپس آ رہا ہے اور سوچ میں ہے)

CUT

(شان اپنے خیمے کے قریب آتا ہے۔ خیمے کے سامنے بشارا چوکڑی مارے بیٹھا ہے اور کوئی بانسری وغیرہ بجا رہا ہے)

بشارا: شان صاحب کدھر چلا گیا تھا سر... میں بہت دیر سے ادھر بیٹھا بانسری بجا رہا تھا سر... یہ ہمارا ٹریڈیشنل ساز ہے سر... سر آپ کے لیے کوئی کافر لوک دھن بجاتا ہے۔
(بشارا ایک دھن کا ٹکڑا بجاتا ہے) کیسا ہے سر...

شان: بہت اچھا ہے.... تم اگر ٹورسٹ گائیڈ نہ ہوتے تو بکریوں کا کوئی ریوڑ بلند چراگاہوں کی طرف لے جاتے اور کسی پتھر پر بیٹھ کر مزے سے بانسری بجاتے.....

بشارا: تو بکریوں کا ریوڑ تو ہے سر... ادھر کالاش میں اور کیا ہوتا ہے سر... بکریاں اخروٹ کے درخت اور کچھ زمین... ٹورسٹ سیزن تو صرف تین مہینے ہوتا ہے۔ سر باقی سال تو میں بھی اپنی بکریاں چراتا ہوں سر... (ہو ہو کی آواز نکالتا ہے) اور بانسری بجاتا ہوں۔

شان: کس طرح آئے تھے۔

بشارا: آپ کو لے جانے آیا تھا سر...

شان: کہاں لے جانا تھا...

بشارا: قبرستان سر...

شان: لاحول ولا... بشارا یہ تم کیا دن رات قبرستان قبرستان کرتے رہتے ہو...

بشارا: سر بہت یونیک قبرستان ہے سر... ہم لوگ اپنے مُردے کو بنا سنوار کے

پورا لباس پہنا کر تابوت میں رکھتے ہیں اور پھر وہ تابوت قبرستان میں چھوڑ آتے ہیں۔

شان: اُسے زمین میں دفن نہیں کرتے؟

بشارا: نہیں سر... اور تابوت کا ڈھکن بھی اتار دیتے ہیں تاکہ مُردے کو تازہ ہوا اور روشنی ملتی رہے۔ سر وہاں پورے ڈھانچے پڑے ہیں ہر سائز کے... اور سر کھوپڑیاں بھی... نو پرابلم سر...

شان: بشارا پلیز.. یہ.. میں فی الحال کھوپڑیاں اور مُردے وغیرہ دیکھنے کے موڈ میں نہیں ہوں سمجھے تم؟
(یہاں مینڈک شخص ایک جھاڑی کے پیچھے کٹ ہوتا ہے۔ صرف چہرہ)

بشارا: (وہ پہلی بار اُس ہار نما پٹی کو دیکھتا ہے جو شان کے گلے میں ہے) سر.... (وہ سنجیدہ ہے) یہ... یہ آپ نے کہاں سے لیا؟...

شان: یہ... یہ... یہ تو بس یونہی ندی کنارے پڑا مل گیا ہے..

بشارا: نہیں سر... یہ یونہی ندی کنارے پڑا نہیں مل سکتا...

شان: کیوں نہیں مل سکتا؟...

بشارا: کیونکہ.. یہ تو... یہ تو سر بہت پرابلم ہے سر...

شان: کیا پرابلم ہے بشارا.. کوئی خطرناک بات ہے..

بشارا: ہے سر... لیکن آپ بتائیں سر کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟

شان: میں نے بتایا ہے کہ ندی کے کنارے پڑا ملا تھا۔ مجھے اس کا ڈیزائن پسند آیا اور میں نے اُسے گلے میں لٹکا لیا..

بشارا: نہیں سر یہ نہیں ہو سکتا.. یہ تو.. یہ تو آپ کو کسی نے دیا ہے سر.. کس لڑکی نے دیا ہے سر..

شان: (چونکتا ہے) لڑکی نے.. تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ...

بشارا: یہ پٹی جو ہے سر... تو یہ کالاش لڑکی مختلف رنگین دھاگوں سے خود بناتی ہے سر... اور... صرف اُس کے گلے میں ڈالتی ہے.. جس کے ساتھ وہ محبت کرتی ہے سر... جس کے ساتھ وہ شادی کرنا چاہتی ہے سر...

(کیمرہ شان کے چہرے پر... موسیقی... حیرت اُس کے چہرے پر اور ایک خوشی... کٹ کرتے ہیں۔ مینڈک چہرے پر جو شان کو دیکھ رہا ہے۔)

CUT

(ایک کافر گھر۔ اس میں وہ لڑکی جو ندی کنارے اُداس بیٹھی تھی۔ کمرے میں مختلف یادگار چیزیں ہیں جو وہ امریکہ سے لے کر آئی تھی۔ مجسمہ آزادی کا ماڈل' پوسٹ کارڈ' پوسٹر.. میڈونا اور جیکسن کے پوسٹر وغیرہ۔ یہ لڑکی شاہ نام امریکہ ایک کلچرل ٹروپ کے ساتھ گئی تھی اور اب اسی سحر میں ہے اور اپنے آپ کو امریکہ کے تیز ترین اور جدید ترین معاشرے کے بعد کالاش میں Adjust نہیں ہو سکی.. وہ ابھی تک گمشدہ ہے..اس کے سامنے زرگل ہے جو سیریل کی ہیروئن ہے۔)

شاہ نام: ... نہ زرگل وہ اور دنیا ہے.. دوسری دنیا ہے.. ہماری نہیں.. اُدھر نہیں جاؤ.. مجھے دیکھو.. میں ادھر گئی اور... پھر واپس ہوئی تو کیا ہوا... بہت تکلیف ہوئی... بہت.. بہت مجھے سمجھ نہیں آتی..

زرگل: وہ اچھا ہے ناں.. ایسا ہے جیسا.. جیسا تازہ پنیر ہوتا ہے.. جیسا صاف بارش ہوتا ہے.. ایسا ہے ناں... اچھا ہے ناں...

شاہ نام: وہ جو باہر کی دنیا ہے اُدھر ہم نہیں جائیں زرگل.. امارا دنیا ادھر ہے۔ اس پہاڑیوں میں ادھر...

زرگل: تو کیا کرے گا... میں کیا کرے گا... وہ اچھا ہے ناں...

شاہ نام: تم ایسا ہے جیسے ندی کا پانی... صاف ہے... باہر جاؤ تو پانی میں مٹی آئے گی... دو.. دو ہفتہ امریکہ میں.. (سوچتی ہے انگریزی کے لفظ جو یاد کر رکھے ہیں)

Pakistani Kalash Dancing Girls.. Cultural Festival U.S.A.

میں کالاش ڈانسنگ گرل.. امریکہ میں... پھر واپس... ادھر... ادھر کیا کرے گا۔

گل: شاہ نام... امریکہ نہیں... اُدھر اسلام آباد نہیں... وہ... Tent والا مرد اچھا ہے ناں... جیسے جیسے مچھلی پانی میں... صاف اور اچھا... ایسا ہے ناں... بس... (اپنے

سینے پر ہاتھ رکھ کر) زرگل اور وہ... اچھا ہے..

شاہ نام: (مسکرا کر) وہ OK

زرگل: (زور سے سر ہلاتی ہے) ہاں۔ Ok, Ok... اچھا ہے ناں...

شاہ نام: بالو کیا ہوگا.. بالو بھائی ہے تو کیا ہوگا... اکیلا ہوگا...

زرگل: (ذرا اُداس) ہاں... بالو تو بڑا اچھا ہے ناں... پر... وہ... پتہ نہیں وہ (اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر) ہمیں... وہ ٹینٹ والا ہمیں اچھا... پر اُسے میں اچھا.. کہ نہیں اچھا.. کیا پتہ..؟

شاہ نام: (نزدیک آکر اُس کا چہرہ اپنی طرف کرتی ہے) پورے کالاش پہاڑیوں میں... تم زرگل ایسا ہے... جیسا... جیسا کوئی نہیں... جیسا.. بارش بعد گھاس ہوتا ہے... ایسا اچھا صورت.. تو وہ ٹینٹ والا بھی... ہاں... ہاں... تم بہت OK... بہت OK...

زرگل: وہ... بہت OK.. اچھا ہے ناں OK (دونوں ہنستی ہیں اور OK وہ OK.. تم.. OK اچھا OK کرتی ہیں)

CUT

(بشارا اور ذیشان... دونوں قبرستان کی جانب جا رہے ہیں)

شان: ٹھیک ہے بشارا خان جیسے تمہاری مرضی... تم مجھے زبردستی قبرستان لے جانا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے... چلو چلو قبرستان چلو....

بشارا: صاحب یہ قبرستان بھی ختم ہو جائے گا۔ صاحب کچھ عرصے سے لوگ اپنے مردوں کو تابوتوں میں کھلا نہیں چھوڑتے.. کیا بتاؤں شان صاحب... باہر سے لوگ آتے تھے اور... وہ مردوں کا چیزیں چوری کر لیتے تھے.. ہاں صاحب.. اب زیادہ لوگ مٹی کے اندر دبا دیتے ہیں... باہر نہیں چھوڑتے... ذرا چڑھائی ہے۔ (سانس پھول جاتا ہے) مجھے تو عادت ہے نو پرابلم... آپ کا کیا ہوگا صاحب...

شان: میرا کچھ بھی نہیں ہوگا تم راستہ دکھاؤ (نیچے وادی میں سے جیپ کے ہارن کی آواز آتی ہے تو بشارا ایک دم رک جاتا ہے) کیا ہوا بشارا؟

بشارا: وہ... نیچے وادی میں چترال سے جیپ آیا ہے... اور... اور اس میں بہت ٹورسٹ ہے صاحب.. تو..

شان: تو...

بشارا: تو یہ صاحب... کہ آپ تو دوست ہے... آپ کے ساتھ گھومتا ہے تو... پیسے تو نہیں لیتا... اور پیسہ تو چاہیے صاحب... ٹورسٹ...

شان: (مسکراتا ہے) تو تم نیچے جاکر کسی ٹورسٹ کو پھانسنا چاہتے ہو؟

بشارا: نہیں... پھانسنا نہیں صاحب... میں اپنی سروسز آفر کروں گا.. بشارا خان' ٹورسٹ گائیڈ بموریت ویلی۔ چترال.. ایٹ یور سروس سر...

شان: ٹھیک ہے تم جاؤ... میں اکیلا ہی قبرستان چلا جاتا ہوں..

بشارا: ڈر تو نہیں لگے گا سر...

شان: نو پرابلم بشارا... خدا حافظ۔

(بشارا نیچے جاتا ہے اور شان قبرستان کی طرف جاتا ہے۔ تھوڑا سا گھبرایا ہوا ہے قبرستان کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔) یہاں ہم مختلف تابوتوں کے اندر جو ہڈیاں.. زیور... لباس... ڈھانچے... موتی وغیرہ پڑے ہیں' ان کو دکھاتے ہیں۔ ایک ایسا تابوت جس میں ایک ڈھانچہ ہے۔ لباس دلہن ایسا ہے۔ سر کے بال کافر رواج کے مطابق مینڈھیوں میں بنے ہوئے ہیں اور ابھی تک جوں کے توں ہیں... زیور بھی اور اُن میں گھاس اگی ہوئی ہے اور چند پھول ہیں۔ وہ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں... والی کیفیت ہے۔ شان دیکھ رہا ہے اور یہاں سے نظر اٹھا کر دیکھتا ہے' تو سامنے زرگل مسکرا رہی ہے۔ یکدم موسیقی اداسی سے مسرت میں ڈھلتی ہے۔ دونوں کے تاثرات۔ ذیشان اس کے قریب جاتا ہے۔)

شان: میں ذیشان ہوں.. جانتی ہو.. مجھے جانتی ہو.. میں. میں ذیشان تمہیں... تم بہت اچھی ہو... میری بات... سمجھتی ہو...؟... میں تمہیں.. کیسا لگتا ہوں۔

زرگل: OK

شان: OK (بے حد پریشان کہ یہ انگریزی بول رہی ہے) Do you speak English?

زرگل: OK

شان: ...اچھا... تو تم OK... تو بھئی ہم بھی آپ کے لیے OK

زرگل: ذیشان (وہ خوش ہو کر سر ہلاتا ہے) میں... زرگل

شان: واہ... کیا نام ہے۔ بلکہ کیا کافر نام ہے...

زرگل: میں... تم اچھا ہے... جیسے صاف بارش ہوتا ہے... جیسے تازہ پنیر ہوتا ہے۔

شان: تازہ پنیر (جیسے اپنے آپ کو سونگھتا ہے) میں ایسا ہوں؟ (وہ سر ہلاتی ہے) اور کیسا ہوں۔

زرگل: جیسا بارش کے بعد گھاس... جیسے پانی میں مچھلی... اور مینڈک...

شان: مینڈک... یہ تعریف ہو رہی ہے میری... مینڈک بنا دیا ہے۔ خیر تمہارے ہاں یہی رواج ہوگا... اور ہاں (جیب میں سے پٹی نکالتا ہے) یہ... ہار... تم نے میرے لیے بنایا تھا۔

زرگل: ہاں... تم... بس تم اور کوئی نہیں... (یہاں پر وہ مینڈک کے چہرے والا شخص قبرستان میں دکھایا جاسکتا ہے اور وہ ان دونوں کو دیکھ رہا ہے) تم ادھر... کدھر... کیا...

شان: (سمجھ نہیں رہا) میں ادھر کدھر... کیا...

زرگل: ادھر... (اشارے سے کھیتی باڑی کا بتاتی ہے) ادھر تم کھیتی کرتا۔ فصل کاٹو... نہیں... کھیت.. کٹائی۔

شان: نہیں نہیں بابا میں وہاں کھیتی باڑی نہیں کرتا... میں تو... اپنے ڈیڈی ڈیئر بزنس میگنٹ ہیں اور ہم فی الحال کچھ نہیں کرتے... تفریح کرتے ہیں اور... تمہیں بے حد پسند کرتے ہیں.. نہیں سمجھیں... تو.. بس یہ ہے کہ زرگل تمہیں یہاں چھوڑ کے نہیں جانا... نہیں جانا...

زرگل: نہیں جانا...OK

شان: بالکل OK

CUT

(ایک ونتاژ جس میں دونوں کی ملاقاتیں.. ندی کنارے۔ خیمے کے باہر۔

قبرستان میں کہیں بھی.. لیکن یہ زیادہ خفیہ نہیں ہوں گی۔ایک آخری ملاقات میں شان جیپ میں سے ایک کلپ نکالتا ہے اور اس کے بالوں میں لگاتا ہے اور زرگل ایک اور پٹی نما ہار اس کے گلے میں پہناتی ہے۔دونوں کو مختلف مناظر میں دکھاتے ہیں' پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی جانب دیکھتا ہے۔یہاں کٹ کرتے ہیں تو گوگی خشمگیں نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا ہے۔شان اپنے خیمے کی طرف آتا ہے۔گلے میں پٹی ہے اور بہت خوش ہے۔ خیمے کے قریب یا تو گوگی منتظر ہے یا پھر گوگی پہاڑ سے نیچے اس کی جانب یکدم آتا ہے۔شان ٹھٹک جاتا ہے۔)

گوگی: ہیلو ٹورسٹ صاحب.. کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟

شان: آپ.. آپ کون ہیں؟

گوگی: شائد یہاں کی کسی معصوم خوبصورت لڑکی کو ورغلا کر آرہے ہیں۔

شان: تم ہو کون..

گوگی: آپ تو شکل سے پڑھے لکھے لگتے ہیں۔آپ کو اس قسم کی حرکتیں اچھی نہیں لگتیں۔

شان: آپ اپنا تعارف تو کروائیں۔

گوگی: میں.. میں گوگی پیر ہوں..اور کافرستان کے معصوم لوگوں کی روایات کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے.. میرا فرض ہے کہ ان بھولے لوگوں کو آپ جیسے چالاک اور عیار ٹورسٹوں سے بچاؤں۔

شان: آپ میرا راستہ چھوڑ دیں..

گوگی: ٹھیک ہے یہ لوگ بہت سادہ ہیں لیکن اگر ان کی عزّت پر حرف آنے کا خدشہ ہو تو میں.. آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اُن کی قربان گاہوں میں.. صرف بکروں کا قربانی نہیں ہوتی.. میں راستہ چھوڑ دیتا ہوں (شان اپنے راستے پر چلا جاتا ہے)

CUT

(شان اپنے خیمے میں۔ لالٹین کی روشنی . . کچھ سوچ رہا ہے۔ زرگل کے

Images۔باہر رات ہے اور تاریکی ہے۔)

CUT

(صبح خیمے کے باہر۔بشارا کے شارپ کٹ سے شروع کرتے ہیں)

بشارا: شادی...You mean marriage sir...(اٹھتا ہے اور قریب آکر ماتھا دیکھتا ہے) آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں سر.. ہاں... آپ کو سردی لگ گیا ہے اسی لیے ایسی الٹی پلٹی باتیں کرتا ہے..ڈاکٹر کو بلاؤں سر...

شان: بشارا.. میں بے حد سنجیدہ ہوں.. میں... ذیشان.. شادی کرنا چاہتا ہوں زرگل سے...

بشارا: صاحب.. میں ڈاکٹر کو نہیں بلاتا لیکن... آپ تو ندی کے ساتھ بھی باتیں کرتا ہے۔تو آپ..ایسا کیسے ہو سکتا ہے سر.. پرابلم ہی پرابلم۔

شان: ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔مجھے زرگل سے شدید محبت ہے۔بشارا شاید تم نہ سمجھ سکو لیکن میں.. کوئی دل پھینک قسم کا شخص نہیں ہوں.زندگی میں پہلی بار... ہاں.. سچ کہتا ہوں پہلی بار.. میں نے زرگل کے لیے..اور میں اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔

بشارا: نو پرابلم.. میرا مطلب ہے پرابلم تو ہے سر.. یہاں کافرستان میں.. جو نوجوان آتا ہے تو بس...وہ آہیں بھرنے لگتا ہے سر..اُس پر اثر ہو جاتا ہے اور آپ پر بھی..

شان: نہیں بشارا... میں عام نوجوانوں میں سے نہیں ہوں۔ میں زرگل کے ساتھ شادی کر کے اُسے... ساتھ لیکر جاؤں گا اسلام آباد.. میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

بشارا: بالکل زندہ نہیں رہ سکتا صاحب... یہ بھی پرابلم۔

شان: تم یہاں... تم اِس وادی میں میرے واحد دوست ہو... تم اُس کے بھائی سے بات کرو.. میں' میرے ابو بہت امیر ہیں ادھر اسلام آباد میں..اور میں بھی... ایک شریف نوجوان ہوں۔ تو..اور زرگل بھی یہی چاہتی ہے اور تم ہی نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں لڑکیاں اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہیں۔

بشارا: ہاں.. لیکن صاحب.. صاحب.. لیکن صاحب زرگل آپ کا زبان نہیں جانتی.. کبھی بمبوریت سے باہر نہیں گئی.. وہ...

شان: تم بالو سے بات کرو بشارا.. پلیز.. پلیز بشارا.. میں زرگل کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں مر جاؤں گا بشارا۔

بشارا: آپ تو.. واقعی بہت سیرئس ہے۔ میں جاتا ہوں۔

شان: میں بھی چلوں گا۔

بشارا: لڑکا تو نہیں جاتا ہے رشتے کے لیے... لیکن ٹھیک ہے اگر بہت پرابلم ہے تو آؤ..

(دونوں جاتے ہیں۔ گاؤں میں پہنچتے ہیں۔ یہاں گھر کی کسی کھڑکی میں زرگل کو دکھایا جاسکتا ہے اور وہ جانتی ہے کہ یہ دونوں کیوں آئے ہیں۔ گھر کے باہر بشارا رکتا ہے)

بشارا: نہیں آپ نہیں آؤ صاحب.. آپ ٹھہرو.. میں بات کرتا ہوں۔ نو پرابلم۔

(بشارا اندر جاتا ہے.. زرگل.. ذیشان کو دیکھ رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد بشارا اور بالو باہر آتے ہیں۔ ان کے چہروں پر نارمل تاثرات ہیں۔ بالو ان دونوں کو اشارہ کرتا ہے کہ میرے پیچھے آؤ۔ وہ زرگل کو بھی ساتھ لے جاتا ہے۔ تینوں یا چاروں چل رہے ہیں۔ شان حیران ہے کہ کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ قربان گاہ پہنچتے ہیں۔ ان کے خداؤں کے مجسمے... اندر جاتے ہیں۔ بالو۔ قربان گاہ کے قریب جاتا ہے اور غصے سے اشارہ کرتا ہے۔ کیمرہ اس جگہ پر جاتا ہے جہاں قربانی دی جاتی ہے اور وہاں تازہ خون ہے۔ انٹر کٹ۔ قربان گاہ کا خون اور شان کا خوفزدہ چہرہ۔ یہاں گوگی پیر کا فقرہ دو تین بار اوورلیپ ہے۔ "اگر ان کی عزت پر حرف آنے کا خدشہ ہو تو میں... آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اُن کی قربان گاہوں میں صرف بکروں کی قربانی نہیں ہوتی"۔)

CUT

کالاش

قسط نمبر 4

کردار:

۱- ذیشان
۲- بالو
۳- زرگل
۴- بشارا
۵- گوگی پیر
۶- اظہار
۷- شاہ نام
۸- ارمان شاہ
۹- کالاش باپ
۱۰- کالاش خدائی
۱۱- ڈرائیور
۱۲- ندی

(یہ قسط وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں قسط نمبر 3 کا اختتام ہوا تھا۔ قربان گاہ کا خون اور شان کا خوفزدہ چہرہ۔ پھر وہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتا ہے اور بالو کے پاس جاتا ہے۔)

شان: بالو اگر تم مجھے ڈرانا چاہتے تھے تو یقیناً تم اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہو... گھر سے دور۔ ایک ایسی وادی میں جہاں عجیب و غریب نہ سمجھ میں آنے والی رسمیں ہوں وہاں... ڈر تو لگتا ہے... انسان خوفزدہ تو ہوتا ہے... لیکن بالو... میں موت سے خوفزدہ نہیں ہوں... کیا تم مجھے یہاں اس قربان گاہ میں... قتل کرنا چاہتے ہو... بولو... کیا چاہتے ہو؟

بالو: ہم کیا چاہے گا صاحب... ہم چاہے گا کہ تم ادھر سے چلے جاؤ۔

شان: لیکن کیوں؟ میں نے کسی کی بے عزتی نہیں کی... میں نے دوسرے ٹورسٹوں کی طرح اپنی آنکھوں کو بے حیا نہیں بنایا... میں نے .. میں نے آپ لوگوں کا احترام کیا ہے.. شادی کسی کا احترام کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

بالو: وہ بہت مشکل ہے۔ نہیں ہوگا صاحب.. نہیں ہوگا...

شان: کیوں نہیں ہوگا...

بالو: اس لیے کہ... تم اُدھر سے آیا ہے اور ہم اِدھر کا ہے.. اِدھر اور اُدھر میں فرق ہے جیسے اوپر آسمان ہے اور زمین ہے اور ان کا فرق ہے.. جیسے چشمے کا پانی اور مٹیالے دریا کے پانی میں فرق ہوتا ہے..

شان: نہیں کوئی فرق نہیں۔ ہم سب انسان ہیں.. کوئی اِدھر رہتا ہے اور کوئی اُدھر... زرگل بہت خوش رہے گی میرے ساتھ۔

بالو: نہیں صاحب.. ایسا نہ کہو... میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا.. ہم لوگ کا لباس اور خوبصورتی پر آپ لوگ گر جاتا ہے پہلے پہلے.. بعد میں آپ لوگ کہتا ہے کہ

یہ گندا ہے... یہ جنگلی ہے۔

بشارا: بالو ٹھیک کہتا ہے شان صاحب... یہ آپ کی آنکھ میں دھوکا آگیا ہے.. آپ جو ہمیں سمجھتا ہے تو ہم وہ نہیں۔ ہم بہت غریب اور جنگلی لوگ ہے سر..

شان: نہیں بشارا... میں زرگل سے ضرور شادی کروں گا..

بالو: (آگے آتا ہے)... ہم لوگ... کسی کو کچھ نہیں کہتا صاحب.. پھر کیا پتہ ہم بدل جائے۔ کیا پتہ ہم بدل کر کیا کرے... (قربان گاہ کے قریب جا کر تازہ خون کو انگلی سے دیکھتا ہے) کچھ بھی کرے... (انگلی اٹھا کر جس پر خون ہے) کیا پتہ... ادھر بکرے کا خون نہ ہو... جاؤ صاحب.. جاؤ..

بشارا: (شان کا بازو پکڑ کر ساتھ لے جاتا ہے) آجاؤ شان صاحب.. یہاں بہت پرابلم ہے... آجاؤ..

شان: لیکن بشارا میں... زرگل کے بغیر..

بشارا: ابھی آجاؤ صاحب.. کیا پتہ بالو ابھی بدل جائے.. کیا پتہ...

(دونوں جاتے ہیں۔ زرگل یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی یا آخری لمحے میں آتی ہے۔ وہ بھائی کے پاس جاتی ہے اور شکایت بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔ وہ منہ پرے کر لیتا ہے۔)

CUT

(شان اپنے خیمے میں۔ رات کا وقت۔ لیٹا ہوا ہے اور یہاں تھیم سانگ یا تھیم میوزک۔ وہ بہت اداس ہے۔ پھر باہر رات میں کٹ کرتے ہیں تو وہی مینڈک کے چہرے والا شخص کھڑا ہے۔ وہ شان کے خیمے کی طرف آتا ہے جیسے اس کے اندر جانا چاہتا ہو اور پھر کچھ سوچ کر واپس چلا جاتا ہے۔)

CUT

ایک مونتاژ جس میں زرگل، شان سے جدائی میں بے چین اور پریشان ہے۔ وہ خصوصی کالاش پٹیاں بُن رہی ہے۔

کالاش طریقے سے پنیر بنا رہی ہے۔

وہ آئینے کے سامنے سنگھار کر رہی ہے اور اپنے چہرے پر نقش بنا رہی ہے اور اس

آئینے میں اسے ذیشان کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ خوش ہوتی ہے اور پھر پریشان ہو کر سنگھار خراب کر دیتی ہے۔

یہاں وہ کوئی کالاش لوک گیت کے پس منظر کے ساتھ گاؤں میں اکیلی گھوم سکتی ہے۔ پھر وہ قبرستان میں جاتی ہے۔

مختلف تابوت دیکھتی ہے۔ ایک کھوپڑی کو اٹھا کر ایسے دیکھتی ہے جیسے شیکسپیئر کا کردار ہیملٹ دیکھتا تھا۔

اسے نیچے ندی کے قریب ذیشان کا خیمہ نظر آتا ہے تو وہ بے چین ہو کر ادھر جانے لگتی ہے۔ اِدھر اُدھر بھی دیکھتی ہے کہ کوئی مجھے دیکھ تو نہیں رہا۔ وہ خیمے سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے تو ایک درخت کے پیچھے بالو کھڑا ہے جو اس کا پیچھا کرتا چلا آیا ہے۔ کیمرہ اس کے ناراض چہرے پر جاتا ہے۔ زرگل بے حد بے چین رہنے کے باوجود واپس چلی جاتی ہے۔ کیمرہ بالو کے چہرے پر...... وہ خیمے کی جانب ایسے دیکھتا ہے جیسے کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہو۔

CUT

(یہ منظر گاؤں کا ہے۔ قربان گاہ میں یا قصبے کی بڑی سڑک کے پاس کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ اظہار تصاویر اتار رہا ہے۔ بشارا پاس سے گزرتا ہے۔ اظہار اسے بلاتا ہے۔)

اظہار: بشارا... بشارا...

بشارا: (آنا نہیں چاہتا تھا) جی صاحب.. آپ نے بلایا صاحب..

اظہار: کیا بات ہے بشارا... بہرے ہو گئے ہو؟ اونچا سنتے ہو.. ہاں ہاں تمہیں ہی بلا رہا ہوں۔ بشارا تم کچھ روز سے جان بوجھ کر مجھے Avoid کر رہے ہو..

بشارا: Me Sir?.. نو سر.. ٹورسٹ گائڈ ہے سر.. ہر ٹورسٹ کا ہمبل سرونٹ ہے سر..

اظہار: کیا ہمبل سرونٹ میرا ایک کام کر دے گا..؟

بشارا: نو پرابلم سر..

اظہار: .... بشارا... وہ کب نیچے آ رہا ہے...

بشارا: وہ کون سر..

اظہار: بشارا کیا فائدہ... تم جانتے ہو کہ میں اب سب کچھ جانتا ہوں.. بس تم یہ بتاؤ کہ وہ کب پہاڑوں سے اتر کر وادی میں آئے گا.. اور وہ رسم کب ادا کی جائے گی...

بشارا: وہ رسم سر... وہ تو اب نہیں ہوتی سر... میں چلتا ہوں سر.. تھینک یو سر..

اظہار: بشارا... میں اس کے بارے میں اور اس رسم کے بارے میں کچھ نہیں لکھوں گا.. میں اپنے لیے جاننا چاہتا ہوں..

بشارا: اظہار صاحب.. ہم سب لوگ آپ کے بہت شکر گزار ہیں سر.. آپ پہلے پاکستانی ہیں جو ہم لوگ کے بارے میں کتاب لکھتے ہیں اور ہم کو بھائی سمجھتے ہیں لیکن...

اظہار: لیکن کچھ نہیں.. بشارا.. تم جانتے ہو کہ میں تم لوگوں کا دوست ہوں.. دوست ہوں کہ نہیں؟

بشارا: ہاں.. ہیں جی.. بالکل ہیں۔

اظہار: تو پھر دوست سے کچھ نہ چھپاؤ..

بشارا: (کچھ سوچتا ہے پھر فیصلہ کر لیتا ہے) آئیں صاحب۔

(دونوں گاؤں کی طرف جاتے ہیں۔ گاؤں کی گلیوں میں۔ یہ علاقہ سنسان ہونا چاہیے۔ بشارا احتیاط سے چل رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اسے دیکھ لے۔ گاؤں سے الگ ایک کمرہ ہے۔ بشارا اس کے پاس رکتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ پھر کمرے کا دروازہ کھولتا ہے۔ اظہار کو اشارہ کرتا ہے۔ اظہار بے حد اشتیاق سے آگے بڑھتا ہے اور کمرے میں جھانکتا ہے۔)

CUT

(اظہار اب ہوٹل کے کمرے میں لکھ رہا ہے۔ اس کی آواز اوور لیپ ہو رہی ہے)

آواز: میں نے آج اس کے نیم تاریک کمرے کو دیکھا۔

وہ ابھی وہاں نہیں ہے لیکن جب وہ پہاڑوں سے اتر کر وادی میں آئے گا تو رات کے وقت آئے گا اور خاموشی سے اس کمرے میں چلا جائے گا۔ اگلی صبح اس کے دروازے پر سبز گندم کے خوشے لٹک رہے ہوں گے جن سے پورے گاؤں کو پتہ چل جائے گا کہ وہ آ گیا ہے۔ اس نیم تاریک کمرے میں ایک تیز مہک تھی اور

وہاں... ایک ایسی خاموشی تھی جو کہتی تھی کہ یہاں ایک ایسی رسم ادا کی جائے گی جو دنیا میں اور کہیں ادا نہیں کی جاتی..

بشارا کہتا تھا کہ ابھی فیصلہ ہونا ہے کہ..

میں اب کالاش لڑکیوں کے چہروں کو بہت غور سے دیکھتا ہوں کہ.. ان میں سے کون کون اُس کے بستر کی زینت بنے گی..

CUT

(ندی کے کنارے۔ کسی کھیت میں۔ کسی الگ تھلگ مقام پر.. زر گل اور شاہ نام بیٹھی ہیں اور باتیں کر رہی ہیں۔)

شاہ نام: ...ہاں اگر تم قبیلے کے بڑے لوگ سے بولو.. یہ بولو کہ تم ادھر سے جو آیا ہے تو اس کے ساتھ جاتی ہو تو وہ کہیں، ہاں جاؤ.. کالاش لڑکی تو آپ آزاد ہے بالکل... کہ شادی کرے تو کدھر کرے..

زر گل: تو میں جاتی ہوں ناں..

شاہ نام: بالو ناراض ہو گا...

زر گل: پر وہ روکے گا نہیں.. میں خود.. میرا (سینے پر ہاتھ رکھتی ہے) ادھر اسے پسند کرتا ہے.. تو کب روکے گا۔

شاہ نام: نہیں روکے گا، پر ناراض ہو گا.. روٹھے گا تم سے.. اور تم اپنے بھائی کو بھی تو بہت پسند کرتی ہو..

زر گل: ہاں.. لیکن شاہ نام... (آنکھوں کو ہاتھ لگاتی ہے) ادھر کوئی سونا نہیں ہے.. ادھر نیند نہیں ہے ناں.. (سینے پر ہاتھ) ادھر اچھا نہیں... جیسے بارش نہ ہو تو مینڈک بولتا ہے۔ ایسے یہ بولتا ہے کہ بارش چاہیے... شان چاہیے.. کیا کرے گا.. کیا کیا... مجھے کچھ بولو..

شاہ نام: کچھ نہیں کرے گا زر گل... وہ دنیا اور اس کے لوگ ہمارے لیے نہیں ہیں.. وہ دنیا OK نہیں ہے.. ادھر بمبوریت ادھر کا کھیت اور لوگ OK ہے... (جیب میں سے نیویارک کی یادگاریں نکالتی ہے) یہ OK نہیں ہے.. یہ بہت یاد آتا ہے.. بہت.. پر ادھر کیسے جائے گا.. تم ادھر رہو زر گل۔ ادھر... OK ہے۔

CUT

(رات کا وقت۔ ذیشان سر کے نیچے بازو رکھے لیٹا ہے اور سونے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس کے ذہن میں زر گل کا چہرہ آتا چلا جاتا ہے۔ پہلو بدلتا ہے۔ اس دوران خیمے کا پردہ ذرا سا سرکتا ہے اور مینڈک چہرے کا شخص دیکھتا ہے۔ ذیشان کے چہرے کا کلوز۔ وہ پہلو بدل کر خیمے کے دروازے کی طرف دیکھتا ہے کیونکہ اسے شک ہوتا ہے کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے لیکن وہاں کچھ نہیں ہے۔ قدرے پریشان۔ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ خیمے سے باہر جھانکتا ہے۔ وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔)

CUT

(ارمان شاہ اور بالو... ارمان شاہ کے ہوٹل میں۔ ارمان شاہ گاہکوں کو کھانا سرو کر رہا ہے۔ بالو کے ساتھ گفتگو بھی کر رہا ہے۔)

ارمان: نہیں بالو، ایسا نہیں ہو سکتا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا... تمہیں دھوکا ہوا ہے۔

بالو: نہیں ارمان مجھے دھوکا نہیں ہوا.. یہ ہو رہا ہے۔ یہاں کالاش میں، ہمارے قبرستانوں میں... یہ ہو رہا ہے..

ارمان: تمہارا کیا خیال ہے.... یہ ایسا برا کام کون کر رہا ہے.. کوئی انسان کر رہا ہے۔

بالو: (ہنستا ہے)... سب برے کام انسان ہی کرتا ہے ارمان شاہ... کبھی کسی مچھلی نے ندی کو گندا کیا ہے؟.... کبھی کسی پرندے نے اپنا گھونسلا خراب کیا ہے؟.... یہ صرف ہم ہیں... انسان.... جو خراب کام کرتے ہیں۔

ارمان: اور.... کون ہو سکتا ہے... کوئی ٹورسٹ؟

بالو: نہیں۔ ٹورسٹ ہوتا تو یہ کام ایک دو مرتبہ ہوتا... پانچ چھ دن ہوتا پھر ختم... لیکن یہ کام کئی بار ہوا ہے اور کئی مہینے سے ہوتا آ رہا ہے۔

ارمان: تم بڑوں سے بات کرو۔ ان سے پوچھو، کیا کرنا چاہیے..

بالو: ہمارے بڑوں کو کچھ پتہ نہیں ارمان شاہ.. یہ بہت سادہ اور سیدھے لوگ ہیں جو خود برے نہیں ہو سکتے تو سمجھتے ہیں کہ کوئی برا نہیں... یہ بھولے لوگ ہیں ہمارے بڑے.... بس اس وادی میں ٹورسٹ نہیں آنا چاہیے تھا ارمان۔

ارمان: تم کیوں خلاف ہو ٹورسٹ کے... یہ آتے ہیں تو... روزی لگتی ہے۔ روزگار ملتا ہے..

بالو: اور... ہماری وادی خراب ہوتی ہے.. یہ اپنے طریقے لے کر آتے ہیں جو ہمارے لیے زہر ہیں... یہ ہماری رسموں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہماری عورتوں کو... دیکھ کر... نہیں یہاں ٹورسٹ نہیں ہونا چاہیے ارمان.... ہمیں ایسے ہی رہنا چاہیے جیسے ہمارے بڑے رہتے تھے..

ارمان: ہم روک نہیں سکتے.... بالو ہمارے بچے کو بھی پڑھائی چاہیے... ہمارے گھر میں بھی بجلی چاہیے... ہم ویسے نہیں رہ سکتے جیسے رہتے تھے..

بالو: تمہارا ہوٹل ہے ناں، اس لیے تمہیں تکلیف ہوتی ہے..

ارمان: نہیں... اگر میں یہ جانوں کہ میرا ہوٹل وادی کے لیے اچھا نہیں تو میں اسے بند کر دوں... لیکن بالو کدھر کی بات کدھر چلی گئی.. جو کچھ تم نے مجھے ابھی بتایا ہے، اس کا کیا کرنا ہے..

بالو: جو کچھ قبرستانوں میں ہو رہا ہے... میں کھوج لگاتا ہوں.. دن کو بھی نظر رکھوں گا اور رات کو بھی... خاص طور پر رات کو۔

CUT

(ایک کالاش اپنے گھر کے اندر یا گھر کے باہر صحن میں بیٹھا لکڑی کا ایک مجسمہ تراش رہا ہے۔ اس کے قریب اس کا بوڑھا باپ بیٹھا ہے جو اسے ہدایات دے رہا ہے کہ مجسمہ کیسے تراشتے ہیں۔ یہ ایک خصوصی کالاشی لکڑی کا مجسمہ ہے جو کالاش اپنے مرنے والوں کی یاد میں قبرستان میں ایستادہ کرتے ہیں۔)

باپ: شاباش.. شاباش... تمہاری ماں چلی گئی ہے.. لیکن یہ شکل ادھر قبرستان میں جا کر اس کے تابوت پر لگاؤ گے تو وہ خوش ہو گی.... تم سے بہت خوش ہو گی۔

کالاش: بابا۔ آپ کے زمانے میں ایسی شکل بنا کر قبر پر ضرور لگاتے تھے؟

باپ: ہاں.. لگاتے تھے... اور مرنے والوں کو خوش کرتے تھے... رواج تھا....

کالاش: پھر کیا ہوا بابا؟

باپ: (مجسمے کی طرف اشارہ) یہ.. ادھر سے کان بڑا بناؤ.... ہاں تو پھر ادھر ٹورسٹ آتا تھا اور اٹھا کر لے جاتا تھا... انگریز آتا تھا، وہ لے جاتا تھا۔ رواج ختم ہو گیا.... یہ پھر لگائیں گے۔ پھر خوش کریں گے۔

(گوگی آتا ہے۔ وہ کوئی سگریٹ پھونک رہا ہے۔ کالاش کو مجسمہ بناتے دیکھ کر اس کا موڈ بدل جاتا ہے۔)

گوگی: خدائی.. یہ.. یہ کیا کر رہے ہو؟

کالاش: ماں مر گیا ہے۔ اسے خوش کرے گا.. اس کی ہڈیوں کے پاس لگائے گا۔

گوگی: نہیں تم یہ بیچے گا۔ ٹورسٹ کو بیچے گا۔

کالاش: نہیں گوگی پیر.. نہیں... نہیں بیچے گا۔

گوگی: دیکھو خدائی تم یہ ماسٹر پیس کسی ٹورسٹ کو سو دو سو روپے میں دے دو گے۔ وہ ٹورسٹ اسے اپنے ملک میں کسی میوزیم کے ہاتھ لاکھوں ڈالر میں بیچ دے گا۔ یہ ہماری Exploitation ہو گی اور میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔

باپ: گوگی صاحب.. یہ سچ کہتا ہے۔ نہیں بیچے گا....

گوگی: بیچ دے گا.... سستا بیچ دے گا.. لیکن گوگی پیر تمہارا Well- Wisher ہے... ایسا نہیں ہونے دے گا.... ادھر لاؤ یہ مجسمہ... لاؤ.... (خدائی نہ چاہتے ہوئے بھی مجسمہ دے دیتا ہے) میں اس کو سنبھال رہا ہوں اور پھر باہر کسی میوزیم کو لاکھوں ڈالر میں فروخت کر کے ساری رقم کالاشیوں میں بانٹ دوں گا اور تم لوگ امیر ہو جاؤ گے..

باپ: ٹھیک ہے گوگی پیر۔

گوگی: سو فیصد ٹھیک ہے۔

خدائی: لیکن یہ تو ماں کو خوش کرنے کو تھا۔

گوگی: جب تمہارے پاس ڈالر ہوں گے تو ماں کے لیے ہزاروں ایسے مجسمے بنا کر لگا دینا۔ ماں کو بہت زیادہ خوش کرنا..

خدائی: اچھا ایسا ہو گا؟

گوگی: ہاں ایسا ہو گا.. گوگی پیر تمہارا خیر خواہ ہے... ہے کہ نہیں؟

خدائی: ہے..

باپ: ہے..

گوگی: (اپنے آپ سے) یہ مجسمہ.... (ہنستا ہے) اس کے لیے چترال میں ایک ٹورسٹ

میرا انتظار کر رہا ہے۔ کم از کم بیس ہزار روپے... گوگی پیر صرف اپنا خیر خواہ ہے۔

CUT

(ذیشان کا خیمہ۔ وہ پیکنگ کر رہا ہے۔ کچھ فاصلے پر بشارا بیٹھا ہے جو اسے اداسی سے دیکھ رہا ہے اور پھر اٹھ کر قریب آتا ہے)

بشارا: I am sorry Sir! Bashara very very sorry.

شان: کوئی بات نہیں بشارا... میں جا تو رہا ہوں لیکن میں واپس آؤں گا... میں واپس آؤں گا زر گل کو لینے... بہت جلد...

بشارا: ٹھیک ہے شان صاحب.. اگر زر گل ایک سال تک کسی اور کو اپنے لیے نہیں چنتی تو بشارا آپ کے ساتھ ہوگا۔ آپ آؤ اور میں سارے بڑوں سے بات کروں گا کہ اس صاحب کا ارادہ میں سچ ہے... اسے زر گل دے دو..

شان: بشارا... ایک سال بہت زیادہ ہے..

بشارا: نہیں... جب سیلاب آتا ہے تو ندی کے پانی میں مٹی ہو جاتا ہے... لگتا ہے ہمیشہ ایسا رہے گا، پر بہت جلد وہ پانی پھر صاف اور نیلا ہو جاتا ہے.. ایسے... ایسے ایک سال گزرے گا..

شان: (وقت دیکھتا ہے) آج تو چترال کے لیے آخری جیپ جا چکی ہوگی... میں کل صبح پہلی جیپ پر بیٹھوں گا اور... تم صبح آؤ گے؟

بشارا: ہاں کیوں نہیں.. صبح ارمان بھی چترال جائے گا تو ہم جیپ ادھر لے آئے گا..

شان: بشارا.. دیکھو.. کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں جانے سے پہلے ایک مرتبہ.. صرف ایک بار زر گل سے مل لوں.. (بشارا انکار میں سر ہلاتا ہے).. تو پھر اسے کہنا کہ میں پورے ایک برس بعد آؤں گا.. وہ موسموں کا حساب رکھے.. انہی موسموں میں.. ایک برس بعد.. وہ اس ندی کے کنارے میرا خیمہ دیکھے گی.. اسے کہہ دینا۔

CUT

(رات کا وقت۔ ذیشان اپنے خیمے میں سو رہا ہے۔ آہٹ سے جاگتا ہے۔ باہر وہی مینڈک چہرے والا شخص جھاڑیوں میں ہے۔ شان پھر سونے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر دیکھتا ہے کہ خیمے کے کپڑے پر ایک سایہ ہے.. شان اٹھتا ہے اور چپکے سے خیمے سے باہر آتا ہے۔ جھاڑیوں کے قریب جاتا ہے۔ وہاں ایک شخص کھڑا ہے جس کا چہرہ دوسری جانب ہے۔ شان اسے دیکھتا ہے اور پھر اسے متوجہ کرنے کے لیے کھانستا ہے۔ وہ پلٹتا ہے تو وہ مینڈک چہرے والا شخص ہے۔ وہ بھاگنا چاہتا ہے لیکن شان اسے پکڑ لیتا ہے اور زبردستی اس کا نقاب اتار دیتا ہے۔ یہ بالو ہے۔ شان بہت حیران ہوتا ہے)

شان: ... بالو... تم... (بالو جانے کی کوشش کرتا ہے) نہیں، میں تمہیں نہیں جانے دوں گا.. تم.. تم صرف زر گل کی وجہ سے یہ سب کچھ کرتے رہے ہو... میں تو یہاں سے جا رہا ہوں.. جو کچھ تم نے کہا، اسے مان رہا ہوں، پھر بھی مجھے ڈراتے ہو؟

بالو: نہیں نہیں!

شان: تو پھر.. کیوں میرا پیچھا کرتے تھے۔ ہر جگہ.. ہر مقام پر.. کیوں مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہو؟

بالو: نہیں.. صرف تم کو نہیں شان صاحب... صرف تم کو نہیں..

شان: اور کس کس کا پیچھا کرتے رہے ہو اور کیوں؟

بالو: میں.. میں.. ہر وہ شخص جو میری وادی میں آتا ہے، میں... میں نہیں چاہتا کہ وہ میری وادی میں آئے.. میں سب ٹورسٹوں کا پیچھا کرتا ہوں۔ انہیں ڈراتا ہوں..

شان: کیوں.. تم کیوں نہیں چاہتے کہ لوگ اس... تمہاری وادی میں آئیں؟

بالو: باہر کے لوگ آتے ہیں اور... ہماری اس خوبصورت وادی کو خراب کرتے ہیں... ہماری رسموں کا مذاق اڑاتے ہیں... ہمارے رواج کو نفرت سے دیکھتے ہیں.. کیوں آتے ہیں یہ لوگ... نہ آئیں... ہمیں جنگلی رہنے دیں.. ہمیں ان کی تہذیب نہیں چاہیے.. ہمیں ان کا سچ نہیں چاہیے۔ (وہ تقریباً رو رہا ہے) میرا بس چلے تو میں کالاش میں آنے والے سارے راستے بارود سے اڑا دوں۔

شان: اگر راستے نہیں ہوں گے تو... یہاں بجلی نہیں ہوگی۔ خوراک نہیں ہوگی.. ترقی نہیں ہوگی...

بالو: نہ ہو۔ ہم بجلی کے بغیر اچھے رہیں گے۔ ترقی نہیں چاہیے... ہمیں ٹورسٹ نہیں چاہیے.. شان صاحب.. میں اپنی وادی پر قربان.. میں اس سے محبت کرتا ہوں...

شان: یہ محبت نہیں بالو... دشمنی ہے.. یہاں اچھے لوگ بھی تو آتے ہیں.. مجھ سے کوئی شکایت ہے؟ (وہ انکار میں سر ہلاتا ہے) اظہار برا شخص ہے؟ (وہ انکار میں پھر سر ہلاتا ہے) چند برے لوگوں کی وجہ سے تم روشنی کے دروازے بند نہ کرو...

بالو: آپ... لوگوں کو نہ بتانا کہ... مینڈک میں تھا.... میرے لوگ جانتے ہیں کہ میں تھا۔

شان: سنو (وہ جانے لگتا ہے) یہ نقاب مجھے دے دو.... آئندہ اسے نہ پہننا.. اپنی وادی کی خوبصورتی اور رواجوں کو بچانے کے لیے اپنے آپ کو نقاب کے پیچھے نہ چھپاؤ.. سامنے آکر بات کرو..

بالو: آپ اچھے صاحب ہو شان صاحب.. مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو..

شان: میں کل جارہا ہوں بالو.. تم اچھے لوگ ہو... تم سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا لیکن.. تم خود مجھے جدا کر رہے ہو.. میں اتنا برا تو نہیں بالو..

(بالو شرمندہ ہے اور آنسو پونچھتا ہوا چلا جاتا ہے)

CUT

(شان اپنے خیمے میں نقاب کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اسے پہنتا ہے۔ اتارتا ہے۔ پھر زرگل کی دی ہوئی پٹی کو دیکھتا ہے۔ اسے پیار سے چومتا ہے اور گلے میں ڈال کر لیٹ جاتا ہے۔)

CUT

(زرگل کا گھر۔ وہ پہلو بدل رہی ہے۔ اسے نیند نہیں آرہی۔ اٹھ کر دیا جلاتی ہے اور شان کا دیا ہوا کلپ دیکھتی ہے اور بالوں میں لگاتی ہے۔ بالو آتا ہے۔ زرگل اسے حیرت سے دیکھتی ہے۔ وہ اس کے قریب آتا ہے اور اس کے سر پر پیار دیتا ہے۔ پھر دیا پھونک سے بجھا کر چلا جاتا ہے۔ زرگل کا چہرہ اندھیرے میں)

CUT

(ارمان کے ہوٹل کے سامنے جیپ۔ جیپ میں مسافر جن میں ارمان اور شان شامل ہیں۔ بشارا بھی پاس کھڑا ہے۔ ڈرائیور بار بار سیلف دبا رہا ہے لیکن جیپ سٹارٹ نہیں ہو رہی۔ بہت کوشش کرتا ہے لیکن انجن میں کوئی جان نہیں۔ نیچے اتر کر بونٹ کھولتا ہے۔ اس میں کوئی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ پھر جیپ سٹارٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام ہوتا ہے۔)

ڈرائیور: صاحب یہ جیپ تو خلاص ہو گیا... اس کا بیٹری مر گیا ہے...

شان: بیٹری مر گیا ہے؟

ڈرائیور: ہاں صاحب.. اب اسے نکال کر آئیون جائے گا اور اس کو چارج کروائے گا تو یہ پھر زندہ ہو گا... ابھی تو خلاص...

ارمان: بابا مجھے ضرور جانا ہے۔ ادھر تین گورا لوگ میرا انتظار کر رہا ہے چترال میں... مجھے لے چلو۔

ڈرائیور: کیسے لے چلو... جیپ خلاص ہے... اٹھا کر لے جاؤں.. چلو نیچے اترو۔

شان: ارمان... چلو بازار میں چلتے ہیں، شاید وہاں کوئی سواری مل جائے۔

ارمان: مشکل ہے صاحب... جیپ تو سارا سویرے سویرے چلا جاتا ہے... اب تو مشکل ہے۔

شان: کیوں بشارا... تم کوئی بندوبست کرو... ہیں!... ہو سکتا ہے؟

بشارا: ہاں ہو سکتا ہے... ادھر ندی میں ایک کشتی ڈالتے ہیں جو نیچے دریائے چترال میں جائے گا اور ادھر سے بہتا ہوا چترال شہر میں جا نکلے گا.. نو پرابلم...

شان: ہاں نو پرابلم بشارا۔ ہم تو اپنی ساری کشتیاں جلا چکے... ایک بھی کشتی باقی نہیں ورنہ ندی میں ڈال دیتے... اب کیا کریں؟

بشارا: اب یہ کریں کہ اپنا سامان اتاریں اور ایک اور دن کے لیے ادھر... اسی جگہ خیمہ لگالیں... کل سویرے چلے جانا۔

شان: کل تک جیپ ٹھیک ہو جائے گی؟

ڈرائیور: ہاں صاحب.. میں ابھی پیدل جاتا ہوں آئیون تک... شام تک آجاؤں گا... کل ضرور جائے گا..

شان: ٹھیک ہے... میری قسمت میں اس وادی میں ایک اور رات لکھی ہے تو... ٹھیک ہے... آؤ بشارا خیمہ نصب کرنے میں میری مدد کرو۔

بشارا: بشارا کیوں مدد نہیں کرے گا صاحب... نو پرابلم۔

CUT

(کالاش کا قبرستان۔ کیمرہ چل رہا ہے یعنی ایک کردار چل رہا ہے۔ یہ مختلف جگہ پر رکتا ہے۔ جائزہ لیتا ہے۔ پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ ایک جگہ ایک ہاتھ جو کردار کا ہے، اِن ہوتا ہے اور ایک کھوپڑی اٹھا لیتا ہے۔ پھر آگے بڑھتا ہے اور ایک اور کھوپڑی اٹھا لیتا ہے۔ کیمرہ ہر تابوت پر جھکتا ہوا آگے بڑھتا ہے...)

CUT

(بشارا خیمے کی آخری میخ ٹھونک کر اٹھتا ہے اور ہاتھ صاف کرتا ہے)

بشارا: لو صاحب آپ کا خیمہ ایک مرتبہ پھر تیار... ویسے صاحب آپ ہوٹل میں کیوں نہیں ٹھہرتے... ادھر زمین پر کیوں سوتے ہو؟

شان: انسان نے مٹی ہونا ہے تو کیوں نہ مٹی کے قریب رہے...

بشارا: (جھرجھری سی لیتا ہے) وہ تو جب ہونا ہے صاحب تو ہونا ہے... ابھی سے کیوں لیٹ جائے... اور کوئی کام ہے تو بتائیں صاحب...

شان: کل صبح کے لیے ایسی جیپ کا بندوبست کرو جس کی بیٹری مری ہوئی نہ ہو.. زندہ ہو... بس اتنا کام ہے۔

بشارا: یہ تو ہو جائے گا۔ نو پرابلم... میں چلتا ہوں صاحب...

شان: بشارا یہ جو رات قسمت نے مجھے یہاں رکنے پر مجبور کر دیا ہے... اس رات میں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوگا...

بشارا: کچھ نہیں ہوگا صاحب.... آپ سوئے گا اور کل چترال چلا جائے گا... خدا حافظ صاحب..

شان: خدا حافظ بشارا (چلتا ہوا ندی کے قریب آتا ہے، ایک پتھر پر بیٹھتا ہے اور ندی کے ساتھ بات کرتا ہے) کیا ہوگا اس رات میں؟... مجھے ہی کیوں روک دیا گیا ہے؟... میں تمہیں سننا چاہتا ہوں... ندی کے پانی میں تمہیں سننا چاہتا ہوں...

کیا تم بتا سکتے ہو کہ میری قسمت میں کیا ہے...؟

ندی: میں نہیں جانتی... میں نہیں جانتی.... اگر میں قسمت کا حال جانتی تو کیا یوں بے اختیار بہتی...؟.. کیا میں سب لوگوں کو اپنے صاف پانیوں میں اترنے دیتی... میرا کوئی اختیار نہیں.... لیکن.... میرے پانیوں پر چلتی ہوا میں ایک سسکی ہے.. جو میں سنتی ہوں.. تم بھی سنو... ذرا غور سے سنو... سسکی ہے ناں؟ (شان غور سے سنتا ہے تو ایک سسکی کی آواز ابھرتی ہے)

CUT

(بشارا جا رہا ہے۔ ایک کھیت، پھر ندی پار کرتا ہے اور قبرستان میں سے گزر رہا ہے۔ یہاں کیمرے کی موومنٹ تقریباً وہی ہوگی جو پہلے تھی۔ ایک دو جگہ رکتا ہے جہاں سے کھوپڑیاں اٹھائی گئی ہیں۔ باقی ہڈیاں موجود ہیں لیکن کھوپڑیاں نہیں ہیں۔ بشارا کو دکھ ہوتا ہے اور وہ جان جاتا ہے کہ کوئی شخص کھوپڑیاں لے گیا ہے۔ ایک مقام پر زمین پر ایک سگریٹ ہے جو ابھی جل رہا ہے۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے اور اس کے نتھنوں میں ایک بُو آتی ہے اور وہ اس بُو کا پیچھا کرتا ہے۔ قبرستان کے کنارے پر ایک کھیت کے قریب کسی پتھر کی اوٹ میں گوگی پیر بیٹھا ایک سگریٹ پی رہا ہے اور ایک تھیلا اس کے قدموں میں پڑا ہے۔ بشارا اس کے قریب جاتا ہے تو گوگی اس تھیلے کو اٹھا کر ایک طرف رکھتا ہے جیسے چھپا رہا ہو۔)

بشارا: (مسکراتا ہے کیونکہ سب لوگ گوگی سے ڈرتے ہیں) گوگی پیر... آپ... آپ یہاں کیا کر رہے ہو؟

گوگی: (وہ چرس کا سگریٹ پی رہا ہے اس لیے قدرے پہنچا ہوا ہے) میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟ یہ گھاس اور یہ پھول اور یہ تتلیاں اور یہ... اور یہ... اور یہ سب کچھ یہاں کیا کر رہا ہے... میں نے کیا کرنا ہے بشارا... میں تو وادیٔ کالاش اور تم لوگوں کے بارے میں بیٹھا سوچ رہا ہوں... مجھے کتنی ہمدردی ہے تمہارے ساتھ... ہے ناں؟

بشارا: ہاں ہاں گوگی پیر.. آپ تو... آپ تو ہمارے لیے نو پرابلم... آپ ہمارا خیال رکھتے ہو...

گوگی: لیکن تم میرا خیال نہیں رکھتے بشارا... تم لوگ احسان فراموش ہو...

بشارا: وہ کیا ہوتا ہے جناب..

گوگی: وہ... وہ ہوتا ہے جو تم کالاشی ہو... غلیظ اور.... اور جنگلی... اور...

بشارا: پر صاحب ہم تو آپ کو Serve کرتا ہے... آپ کا کہنا مانتا ہے۔ آپ کو روٹی دیتا ہے اور رہنے کو گھر دیتا ہے...

گوگی: (غصے سے) تو یہ مجھ پر مہربانی کرتے ہو...؟

بشارا: نہیں نہیں صاحب.... یہ تو آپ مہربانی کرتا ہے کہ ہمارے پاس ٹھہرتا ہے..

گوگی: ہاں میں تم پر مہربان ہوں کیونکہ تم لوگ... سنو... ادھر قریب آؤ.... تم ذرا (سر کو ہاتھ لگا کر) عقل کے کچے ہو....

بشارا: ہیں سر... سادہ لوگ ہے سر.... عقل نہیں ہے سر...

گوگی: میں گوگی پیر اگر تمہارے ساتھ وقت ضائع کرنے کی بجائے ادھر اسلام آباد، کراچی میں ہوتا تو... میری ایک ایک تصویر لاکھوں میں فروخت ہوتی... لیکن میں صرف تمہاری وجہ سے ادھر رکا ہوا ہوں اور تم.... تم احسان فراموش ہو..

بشارا: وہ... بتایا نہیں کہ کیا ہوتا ہے سر... (اس کی نظر تھیلے پر جاتی ہے اور اس میں سے ایک کھوپڑی نظر آجاتی ہے۔ بشارا کی رنگت بدل جاتی ہے کیونکہ یہ اس کے وہم وگمان میں نہ تھا کہ یہ کارستانی گوگی کی ہے۔) گوگی پیر... یہ...

گوگی: (فوراً کھوپڑی کو تھیلے کے اندر کر دیتا ہے) یہ... یہ تو... سفید پتھر ہے.... ہاں ہاں مجھے پتھر جمع کرنے کا شوق ہے بشارا... بہت شوق ہے۔

بشارا: پتھر تو نہیں ہے صاحب... یہ تو...

گوگی: پتھر ہے... میں جو کہتا ہوں کہ سفید....

بشارا: نہیں صاحب . . . ہماری آنکھیں ہیں صاحب . . . بشارا خان ٹورسٹ گائیڈ بمبوریت ویلی چترال آنکھیں رکھتا ہے صاحب...

گوگی: تو ان آنکھوں نے کیا دیکھا ہے...

بشارا: ہمارے بزرگوں کا... (سر کو ہاتھ لگاتا ہے) ہڈی ہے صاحب...

گوگی: (اب چوکنا ہو گیا ہے) سنو بشارا خان ٹورسٹ گائڈ بمبوریت چترال ویلی... تمہاری

آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا... سن رہے ہو؟ کچھ بھی نہیں دیکھا..

بشارا: لیکن دیکھا ہے صاحب... ہم کالاش ہے، جھوٹ نہیں بھول سکتا..

گوگی: اگر جھوٹ نہیں بھول سکتا تو چپ تو رہ سکتا ہے ناں... کسی کو کچھ نہیں بولنا...

بشارا: لیکن گوگی پیر کیسے نہیں بولنا۔ یہ ہمارے رشتے داروں کا، پیاروں کا ہڈی ہے... Skull ہے... ہم کیسے نہیں بھولیں گے...

(اس منظر کے دوران ہم بالو کو دکھاتے ہیں اور یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ بہت عرصے سے گوگی کا پیچھا کرتا رہا ہے اور اسے اس پر شک تھا۔ یہاں وہ ان دونوں کی گفتگو سن رہا ہے لیکن کہیں کسی پتھر کے پیچھے یا تابوت کی اوٹ میں ہے۔)

گوگی: (جیب میں سے ایک چھرا نکالتا ہے اور بشارا کے سامنے لہراتا ہے) تم ایسے نہیں بولیں گے... بالکل نہیں بولیں گے... بولیں گے تو (زبان سے گلا کاٹنے کی آواز نکالتا ہے)

بشارا: بشارا مرنے سے نہیں ڈرتا گوگی پیر... جیسے قدرت کے اس کھیل میں یہ جانور ہیں، پرندے ہیں، مچھلیاں اور مینڈک ہیں جو آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں... ایسے ہم ہیں... ہم نے بھی جانا ہے تو... بشارا نہیں ڈرتا... آپ نے یہ اچھا نہیں کیا گوگی پیر... ہم آپ کو اچھا آدمی سمجھتا تھا اور آپ یہاں سے ہمارے قبرستان سے کھوپڑیاں اور ہڈیاں چراتا ہے...

گوگی: (نرم پڑتا ہے) دیکھو بشارا... تم بے وقوف لوگ ہو... بھلا ان کھوپڑیوں کا کیا فائدہ؟ یہاں یہ کھوپڑیاں اور پنجر بیکار پڑے ہیں۔ انہیں لاہور اور کراچی لے جاؤ تو لاکھوں میں فروخت ہوتی ہیں... یوں کرتے ہیں کہ ہم دونوں پارٹنر... ففٹی ففٹی... ٹھیک ہے؟

بشارا: کیسے ٹھیک ہے گوگی پیر... بشارا محنت کر کے کھائے گا.... اپنے باپ دادا کی ہڈی نہیں بیچے گا...

گوگی: کیوں نہیں بیچے گا۔ ہڈی میں کیا ہے... کچھ بھی نہیں۔ یہ دیکھو (تھیلے میں سے ایک کھوپڑی نکالتا ہے) یہ کیا ہے... تمہارا باپ، دادا ہے... بے وقوف ہو تم... سب احمق ہو... اگر یہ تمہارا باپ دادا ہے تو اس سے بات کرو... کرو بات...

بشارا: ایسانہ کرو گوگی پیر... ایسانہ کرو...

گوگی: تو پھر بتاؤ گے کسی کو؟.. بولو...

بشارا: بتاؤں گا۔ سب کو بتاؤں گا... پوری وادی کو بتاؤں گا کہ تم... تم ہڈیاں چراتے ہو اور...

گوگی: نہیں، تم نہیں بتاؤ گے... کیونکہ اس سے پہلے تم بھی یہاں ہو گے (ایک تابوت کی طرف اشارہ کرتا ہے)... اور پھر میں تمہاری کھوپڑی بھی بیچ دوں گا... تمہاری Stupid کھوپڑی... (خنجر اس کی گردن پر رکھتا ہے) تم نہیں بتاؤ گے۔ (پیچھے سے ایک ہاتھ آتا ہے جو بالو کا ہے) بالو...

بالو: مجھے شک تھا بہت دنوں سے... بہت دنوں سے میں تمہارے پیچھے پیچھے چلتا تھا... گوگی پیر تم نے ہماری اچھائی کو بے وقوفی جانا... میں جانتا ہوں کہ تم ایک نکمے اور بیکار قسم کے مصور ہو... ہماری روٹیوں پر پلتے رہے اور ہمیں بیچتے رہے... ہمارے مجسمے۔ ہماری تصویریں... یہ دیکھ (اس کی مٹھی میں بہت سارے کرنسی نوٹ ہیں) یہ دولت تم نے ہمیں، ہماری سادگی کو بیچ بیچ کر جمع کی تھی... میں ابھی تمہارے کمرے کی تلاشی لے کر آرہا ہوں... جاؤ گوگی... ہم کالاش ہیں... ہم بُرے نہیں ہو سکتے... ہم ایک بُرے کے ساتھ بھی بُرے نہیں ہو سکتے.. ہماری وادی چھوڑ دو... اور پھر کبھی نہ آنا... (گوگی خوفزدہ ہو کر جانے لگتا ہے) اور... یہ لے جاؤ (وہ نوٹ اس کی جانب پھینکتا ہے جو گوگی فوراً زمین سے اٹھانے لگتا ہے) یہ تمہاری دنیا میں عزت ہیں... ہماری میں نہیں... چلے جاؤ گوگی پیر۔ اپنی عزت اٹھاؤ اور چلے جاؤ۔ اور... ہم اپنی عزت اٹھاتے ہیں۔ (کھوپڑیوں والا تھیلا اٹھا لیتا ہے)

CUT

(اظہار، ارمان کے ہوٹل کے برآمدے میں بیٹھا چائے پی رہا ہے اور نوٹس بنا رہا ہے۔ ارمان گاہکوں کو Serve کر رہا ہے لیکن وہ بار بار اظہار کے پاس آکر ٹھہرتا ہے اور اس کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ قریب ہی لاہوریئے کردار بھی بیٹھے ہیں اور چائے وغیرہ پی رہے ہیں۔)

ارمان: جی صاحب.. اس نے ہماری وادی کے ساتھ بہت دغا کیا.. بہت فریب کیا... یہ بالکل سچ ہے۔

اظہار: تم لوگ سادہ ہو۔ تمہاری آنکھیں بھی سادہ ہیں.. اسی لیے تم مکر اور فریب کو دیکھ نہیں سکتے... لیکن... ہمیں تو وہ نظر آتا تھا... ہم جانتے تھے کہ وہ تمہاری مہمان نوازی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے..

ارمان: کیا کرے گا صاحب... ہمیں وہ بولتا تھا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں... کالاش وادی کا خیر خواہ ہوں، ہم نے مان لیا جناب...

اظہار: اور اس کو گھر دیا، کھانا دیا... اور... وہ اخلاقی طور پر بھی... اتنا اچھا شخص نہیں تھا۔

ارمان: کسی کے ماتھے پر تو نہیں لکھا ہوتا صاحب کہ... وہ اچھا ہے کہ برا ہے...

اظہار: اس کے تو ماتھے پر لکھا ہوا تھا لیکن تم پڑھ ہی نہیں سکے...

ارمان: ہم ان پڑھ ہے ناں اس لئے...

اظہار: لیکن اس نے بہت ہیچ حرکت کی... تمہارے قبرستانوں سے کھوپڑیاں چرا کر بیچتا رہا... بہت ہی ہیچ حرکت...

ارمان: ہاں صاحب... ہمیں بہت دکھ ہوا... ہم اس کو اچھا سمجھتا تھا لیکن وہ ہمارے باپ دادا کی ہڈیاں بیچ کر کھا گیا... دفع کرو صاحب، کوئی اور بات کرو...

اظہار: اور بات.. اور بات تو یہی ہے کہ.. وہ.. آج کل میں آنے والا ہے... آنے والا ہے ناں!

ارمان: (اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا)... گرم چائے لاؤں صاحب...

اظہار: اور بات کرتا ہوں تو اس کا جواب نہیں دیتے... مجھے نہیں چاہیے گرم چائے...

ارمان: ناراض نہ ہو صاحب.. آپ تو اچھا آدمی ہے ہمارے لئے.. ناراض نہ ہوں۔

CUT

(وہی مقام جہاں سے بودلک نیچے آیا تھا۔ وہاں ایک کالاش پہاڑ کی چوٹی پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔ غور کر رہا ہے)

CUT

(زرگل ندی کے کنارے کنگھی کر رہی ہے۔ کنگھی سے فارغ ہو کر وہ اپنا

''کلپ'' لگاتی ہے۔ کنگھی کو ایک پتھر کے نیچے چھپا کر اٹھنے لگتی ہے۔ تب وہی موسیقی بجتی ہے جو بودلک کے پہاڑ سے اترنے کے وقت پہلے بجی تھی۔ زرگل چونکی ہو کر ادھر ادھر پہاڑوں کو دیکھتی ہے)

CUT

(کالاش زندگی کے مختلف رخ۔ کھیت میں کام کرنے والے۔ چارہ کاٹنے والے۔ چرواہے۔ کھانا پکاتی عورتیں وغیرہ... اپنا کام کرتے کرتے رکتے ہیں اور موسیقی سنتے ہیں۔)

CUT

(کالاش جو پہاڑ پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔ یکدم ہوشیار ہوتا ہے۔ جیسے اسے کچھ نظر آگیا ہو۔ پھر وہ جیب میں سے بانسری نکالتا ہے اور ایک خاص دھن بجاتا ہے)

CUT

(یہ دھن کالاش زندگی کے تمام مناظر میں سنی جاتی ہے اور لوگ اٹھ کر ایک خاص سمت میں چلنے لگتے ہیں۔ یہ لوگ چلتے چلتے راستے میں سے گندم کی بالیاں یا مکئی کے پودے یا صرف شاخیں توڑ کر ساتھ لے جا رہے ہیں۔ ان میں بالو بھی ہے.. بشارا بھی۔ یہاں شان کو بھی دکھایا جائے جو خیمہ کے باہر بیٹھا بانسری سن کر حیران ہوتا ہے۔)

CUT

(ارمان جانے لگتا ہے تو اظہار اسے روکتا ہے)

اظہار: ارمان... کیا بات ہے، کہاں جا رہے ہو؟

ارمان بس صاحب جاتا ہے... ابھی آجائے گا...

اظہار: میں بھی ساتھ چلوں؟

ارمان: آجاؤ صاحب۔

CUT

(بودلک نیچے آرہا ہے

تمام لوگ اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھتے ہیں لیکن ایک فاصلے پر آکر

رک جاتے ہیں۔ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ پھر وہ گاؤں کی طرف چلنے لگتا ہے تو لوگ شاخیں اور پودے لہرا لہرا کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔ ان میں اظہار بھی شامل ہے۔)

CUT

(بودلک گاؤں میں داخل ہوتا ہے اور اپنے خاص کمرے میں چلا جاتا ہے۔ ایک شخص آگے بڑھ کر دروازے پر شاخوں کا سہرا باندھ دیتا ہے۔)

CUT

(کالاش میں رات ہو رہی ہے۔ ارمان ایک لالٹین اٹھائے شان کے خیمے کے پاس آتا ہے اور اسے آواز دیتا ہے)

ارمان: اندھیرے میں کیوں بیٹھے ہو صاحب.. یہ ادھر لالٹین لایا ہوں آپ کے لیے..

شان: نہیں ارمان... میری طبیعت اچھی نہیں... شاید سردی زیادہ ہو گئی ہے..

(اور گاؤں سے ڈھول اور بنسری کی آواز آتی ہے اور رقص کی موسیقی سنائی دیتی ہے)

شان: ارمان... آج رقص کی رات تو نہیں ہے...؟

ارمان: پہلے نہیں تھی صاحب... وہ آیا ہے تو یہ... اس کے لیے ہے... میں چلتا ہوں صاحب.. مجھے بھی وہاں ہونا چاہیے... آج فیصلہ بھی ہوگا..

شان: کس چیز کا فیصلہ؟

ارمان: میں چلتا ہوں صاحب (ارمان لالٹین سمیت چلا جاتا ہے۔ شان حیرت زدہ ہے کہ یہ کہاں جا رہا ہے۔ پھر سلیپنگ بیگ میں گھس کر لیٹ جاتا ہے۔ اسے ہلکا سا زکام ہے۔)

CUT

(جہاں پہلے رقص دکھا چکے ہیں، وہی مقام۔ بودلک بیٹھا ہے اور سب لوگ کھڑے ہیں۔ رقص کرتی ہوئی لڑکیاں اس کے سامنے سے گزر رہی ہیں اور وہ بہت خوش ہیں۔ ان میں زرگل بھی ہے لیکن وہ خوش نہیں ہے۔ کیمرہ بہت سی لڑکیوں کو دکھاتا ہے۔ پھر بودلک کا کلوز اور وہ کسی خاص لڑکی کو دیکھتا ہے تو لڑکی

کاکلوز..ایک خاص اشارہ ابرو یا آنکھ سے کرتا ہے اور لوگ سمجھ جاتے ہیں۔ تین چار لڑکیوں کے ہجوم میں نظر زر گل پر رکتی ہے۔ زر گل کا کلوز۔ وہ گھبرا گئی ہے کہ اس کی نظر مجھ پر کیوں رک گئی ہے۔ وہ چھپنے کی کوشش کرتی ہے لیکن ایسا نہیں کر پاتی۔ بودلک اشارہ کرتا ہے۔ بالو کا کلوز۔ وہ یہ سارا کچھ دیکھ رہا ہے۔ اسے یہ بات پسند نہیں آتی۔ پریشان ہے۔ اس اجتماع سے نکلتا ہے۔ ارمان نیچے سے آرہا ہے۔ یہ نیچے جارہا ہے۔)

CUT

(شان اپنے خیمے میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اسے زکام ہے۔ موسیقی کی آواز آرہی ہے۔ خیمے کا پردہ اٹھتا ہے... بالو کا فکر مند چہرہ)

بالو: شان صاحب... میں مصیبت میں ہوں... میری مدد کرو صاحب...

شان: کیا بات ہے بالو... میں... میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں چلا جاؤں گا لیکن... آج جیپ خراب ہوگئی تھی... کیا بات ہے؟

بالو: آپ... زر گل کے ساتھ شادی کر لو صاحب... ابھی... اسی وقت۔ آؤ صاحب.... ندی کا پانی صاف ہے، گدلا ہو جائے گا.... مدد کرو صاحب۔ زر گل کے ساتھ شادی کرلو۔

CUT

کالاش

قسط نمبر 5

کردار:

۱- ذیشان
۲- بشارا خان
۳- بالو
۴- زر گل
۵- ارمان
۶- نواز
۷- بشیر
۸- اظہار
۹- ثناءاللہ
۱۰- مہر فاطمہ
۱۱- شجاع الدین
۱۲- رحیم الدین
۱۳- ندی
۱۴- بودلک

(قسط نمبر 4 کا آخری منظر پھر دکھایا جاتا ہے اور پھر ٹائٹل آتے ہیں اور ان کے بعد منظر جاری رہتا ہے۔ شان خیمے سے باہر آ جاتا ہے)

شان: زرگل کے ساتھ شادی؟... تم یقیناً اس وقت درست حالت میں نہیں ہو بالو۔ کہاں سے آئے ہو؟

بالو: اوپر سے.... (موسیقی پر کان دھرتا ہے) سنو شان صاحب۔ ڈھول اور بنسری کی آواز سنتے ہو؟ یہ کیا کہتی ہے؟ یہ کیا بولتی ہے؟

شان: مجھے کیا معلوم، یہ کیا بولتی ہے... بالو تم....

بالو: سنو شان صاحب... ادھر کالاش میں ہر شے بولتی ہے، زبان رکھتی ہے... یہ درخت، یہ ندی (شان چونکتا ہے) یہ گھاس اور ڈھول کی بنسری کی آواز سب باتیں کرتے ہیں... سنو... یہ کچھ کہتے ہیں...

شان: (جھنجلا کر) تم ہی بتادو کہ یہ کیا کہتے ہیں؟

بالو: یہ دھن بودلک کی شان میں بجائی جا رہی ہے اور اس میں ایک گیت ہے جو کہتا ہے، بہار کا موسم ہے۔ پرندوں کے اڑنے کا موسم ہے... اور بودلک آ چکا ہے.... اور وہ پھول چنے گا.... اپنی مرضی سے پھول چنے گا... اور پھر... پتیاں بکھر جائیں گی اور ندی کا صاف، معصوم پانی گدلا ہو جائے گا شان صاحب...

شان: (کچھ سمجھتا ہے اور کچھ نہیں سمجھتا) کیا یہ بہتر نہ ہوگا، اگر تم صاف صاف لفظوں میں مجھے بتا دو کہ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ اوپر گاؤں میں شور کیوں ہے؟ آج رات مسلسل ڈھول کیوں بج رہا ہے؟

(یہاں اسی منظر میں ایک کٹ ہے جس میں گاؤں میں ہونے والے رقص میں زرگل کا پریشان چہرہ ہے اور بودلک اسے دیکھے چلا جا رہا ہے)

بالو: بودلک پہاڑوں سے نیچے آ چکا ہے۔ یہ موسیقی اس کی شان میں ہے اور وہ... کسی

کو بھی چن سکتا ہے... بستی کی کسی بھی لڑکی کو... اور اسے عزت کا باعث سمجھا جاتا ہے لیکن میں... میں نہیں سمجھتا... اس نے... اس نے زرگل کو بھی مانگ لیا ہے....

شان: زرگل کو....

بالو: ہاں.... اس نے زرگل کو مانگ لیا ہے۔ اور میں.... کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ہمارا رسم ہے، رواج ہے... جو انکار کرے، اسے کالاش سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ بس ایک ہی راستہ ہے جس سے ندی کا پانی صاف رہے گا....

شان: (صرف اسے دیکھتا ہے کہ کیا؟)

بالو: تم اس سے شادی کر لو.... پھر وہ کہہ سکتی ہے کہ نہیں... یہ نہیں ہوتے گا.... کیونکہ میرا شادی ہونے والا ہے.... (شان خاموش ہو جاتا ہے) آپ بولتا نہیں صاحب، کیوں نہیں بولتا....

شان: میری سمجھ میں نہیں آرہا... کچھ سمجھ میں نہیں آرہا... میں نے اتنی منت ساجت کی اور تم نہیں مانے.... اور اب.... اور میں تو آج جا رہا تھا۔ اگر جیپ خراب نہ ہوتی تو میں اس وقت اسلام آباد میں ہوتا.... اگر ایسا ہوتا تو کیا ہوتا بالو؟

بالو: کچھ بھی نہیں۔ صرف ندی کا پانی گندا ہو جاتا... مجھے بتاؤ شان صاحب (اوپر دیکھتا ہے) دیر ہو رہا ہے... زیادہ دیر نہیں ہونا چاہیے.... مجھے بتاؤ....

شان: میں.... میں کیا بتاؤں....

بالو: (تھوڑا مایوس) تو نہیں کرے گا... ہیں صاحب.... تو بس وہ آپ بھی دوسرا ٹورسٹ کی طرح تھا.... اُبال آیا اور ٹھنڈا ہو گیا... ٹھیک ہے... زرگل بھی قربان ہو جائے گا۔ اس کا خون بھی....

شان: نہیں نہیں تم سمجھے نہیں... میرے لیے یہ بہت Sudden ہے... میں ذہنی طور پر تیار نہیں تھا... زرگل (نرم ہو کر بات کرتا ہے).... میرے لیے... زمین ہے، آسمان ہے، گھاس میں اُگا ہوا جنگلی پھول ہے... بس...

بالو: (خوش) آپ تو کالاش کی طرح بات کرتا ہے صاحب... تو پھر....

شان: ہاں میں زر گل کے ساتھ شادی کروں گا...

بالو: (ہاتھ ملاتا ہے اور آنکھوں میں نمی۔ بے حد شکر گزار۔ اوپر موسیقی تیز ہوتی ہے تو اوپر دیکھتا ہے) دیر نہ ہو جائے صاحب۔ میں جاتا ہوں... شکریہ صاحب... ندی کا پانی صاف رہے گا۔ (جاتا ہے)

(شان کچھ سوچ بچار میں ہے۔ ندی کی آواز آتی ہے اور وہ چونکتا ہے)

"ذیشان... ذیشان... یہ میں ہوں... تمہارے خیمے کے ساتھ بہنے والی ندی.... مجھ سے اجازت لیے بغیر تم نے کالاش سے جانے کی کوشش کی تو واپس آ گئے... نہ آتے تو.... ندی کا پانی گدلا ہو جاتا.... تمہیں پتہ ہے ناں، میں صرف اس نئے ہم کلام ہوتی ہوں جس کی قسمت کا حال میں جان لیتی ہوں.... میں تو جانتی ہوں کہ تمہاری قسمت میں کیا ہے.... شان اٹھتا ہے۔ پھر ندی کے کنارے پر جاتا ہے... پانی کے قریب بیٹھتا ہے)

شان: کیا ہے میری قسمت میں؟... (خاموشی).... بتادو.... پلیز بتادو، کیا ہے میری قسمت میں (سنتا ہے، پھر خاموشی۔ پھر جیسے کوئی چپکے چپکے ہنس رہا ہے)

CUT

(باہر اوپر گاؤں میں پہنچتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد موسیقی بند ہو جاتی ہے یعنی رسم کا اختتام ہوتا ہے۔ بودلک ان لڑکیوں کو چن چکا ہے جن کے ساتھ وہ رات بسر کرے گا۔ لڑکیاں تمام کی تمام خوش شکل ہیں اور بودلک سے چنے جانے پر بہت ہی خوش ہیں، صرف زر گل ہی پریشان ہے۔ پہلے بودلک اٹھ کر جاتا ہے۔ پھر دوسرے لوگ اور لڑکیوں کا گروہ.... ڈھول پھر بجتا ہے۔ خوشی کا اظہار ہو رہا ہے۔ بالو اپنی بہن کے قریب پہنچ کر اس کے کان میں کہتا ہے کہ ذیشان تم سے شادی کرے گا۔ خوشی کے جذبات اس کے چہرے پر۔ اب یا تو وہ کسی بزرگ کے کان میں یہی خبر سناتی ہے اور وہ بزرگ بودلک کو بتاتا ہے کہ اسے تم نہیں لے جا سکتے اور یا پھر وہ سب سے مخاطب ہو کر کہتی ہے "میں تو نہیں جانا... کیسے جائے گا... میرا شادی ہوگا... ادھر ٹینٹ میں جو ہے، وہ اچھا ہے۔ وہ OK ہے۔ اس کے ساتھ شادی ہوگا تو کیسے جائے گا۔" ایک بزرگ آکر اسے

پیار کرتا ہے کہ اچھی بات ہے اور اسے کہتا ہے کہ تم جاؤ۔ وہ بقیہ لڑکیوں سے الگ ہوتی ہے۔ بالو اور وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ البتہ بودلک کے چہرے پر ناگواری ہے۔)

CUT

(ایک اندھیرا کمرہ۔ ایک ماچس جلتی ہے۔ روشنی میں زر گل کا سنجیدہ چہرہ۔ وہ ایک خاص دیا جلاتی ہے۔ یہ دیا پتھر کا ہوگا، خوبصورت ہوگا۔ دیا جلتا ہے تو اس کی روشنی میں زر گل کا پُر مسرت چہرہ اور موسیقی)

CUT

(کالاش کی صبح۔ ایک کٹ میں زر گل اپنے لکڑی کے تختے پر سوئی ہوئی ہے۔ مینڈک چہرے والا کوئی شخص کمرے کے اندر آتا ہے۔ زر گل کے چہرے پر جھکتا ہے۔ زر گل خواب میں بھی مسکرا رہی ہے۔ مینڈک جھنجلا کر چلا جاتا ہے)

CUT

(ذیشان اپنے خیمے کے قریب ندی کے کنارے منہ ہاتھ دھو رہا ہے۔ تولئے سے منہ صاف کر کے کنگھی وغیرہ کرتا ہے، پھر اسے کچھ خیال آتا ہے تو وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر ندی کے پانی پر جھک کر کہتا ہے "کیا ہے میری قسمت میں!... بتادو... اگر تم جانتی ہو تو بتانے میں کیا حرج ہے... کیا ہے میری قسمت میں۔".... ارمان اور بشارا آرہے ہیں۔ اسے ندی کے ساتھ باتیں کرتا دیکھتے ہیں)

بشارا: سلام صاحب۔ آج پھر ندی کے ساتھ بہت عشق ماشوقی والا بات ہو رہا ہے سر...

شان: نہیں تو... وہ تو... بس وہی موسم کا حال پوچھ رہا تھا۔

ارمان: تو کیا ہوگا موسم صاحب، پتہ چلا؟

شان: بس اب تو سنہرے دن ہوں گے۔ ارمان اور چاندنی راتیں ہوں گی... میں ہوں گا اور لیکن پتہ نہیں، یہ سب کچھ قسمت میں ہے یا نہیں... بشارا تمہارے ہاں شادی کیسے ہوتی ہے؟

بشارا: جیسے آپ کا اور زر گل کا شادی ہوگی ویسے ہوتی ہے (ذرا شرارت سے) ہاں

صاحب، ہمیں بالو نے بتایا ہے۔ ٹھیک ہے صاحب ایک برس کا انتظار نہیں کرنا پڑا... ابھی نو پرابلم ہو گیا۔ (جیب میں سے کولون سپرے نکال کر شان پر ایک دو سپرے کرتے ہوئے کہتا ہے) مبارک ہو سر... بشارا خان ٹورسٹ گائڈ بمبوریت ویلی چترال کی جانب سے (ایک اور سپرے) مبارک ہو۔

ارمان: زرگل بہت اچھا لڑکی ہے صاحب... سارا دن چارہ کاٹے گی، کھیت میں کام کرے گی۔ پنیر بنائے گی اور بچہ دے گی صاحب...

شان: (ہنستا ہے) زرگل کچھ بھی نہیں کرے گی ارمان...

ارمان: کچھ تو کرے گی صاحب۔

شان: ہاں.... راج کرے گی.... ایک بڑے بنگلے میں۔ درجنوں ملازموں پر... اور مجھ پر راج کرے گی.... لیکن تم نے ابھی تک مجھے یہ نہیں بتایا کہ یہاں کالاش میں شادی کیسے ہوتی ہے؟

بشارا: بس صاحب بہت بڑا دعوت کرے گا....

ارمان: کون کرے گا؟

بشارا: آپ کرے گا۔ بکرے کا قربانی ہو گا اور خوب کھائے پئے گا اور (رقص کرتا ہے) یہ کرے گا اور پھر ایک بکرا آپ کے قدموں میں قربان کرے گا اور اس کا خون آپ کے اور زرگل کے چہرے پر لگا دے گا تو بس شادی ہو جائے گا۔

(لاہوریے کردار نواز اور بشیر چلے آ رہے ہیں)

نواز: لو بھاجی ہمیں بھی شادی کارڈ مل گیا ہے یعنی اطلاع ہو گئی ہے۔ مبارک ہو بھاذی... ذی... شان۔

بشیر: ویسے تو ہم آج رخصت ہو رہے تھے لیکن جب بھاذیشان کی شادی کا سنا تو ہم نے سوچا... کہ بھائی کی شادی ہو رہی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم شامل واجے نہ ہوں... میرا مطلب ہے شامل نہ ہوں۔

نواز: بارات کے ساتھ اپنی برادری تو ہونی چاہیے ناں... کیوں بھائی آبشار خان...

بشارا: بشارا خان...

نواز: وہی.... اور پھر ویسے میں خیر سے بکرے وغیرہ تو... (حلال کرنے کے انداز

میں ہاتھ چلاتا ہے۔) پہاڑی بکرے...

بشیر: پر تو تو کہتا تھا کہ یہ کافر بکرے ہیں...

نواز: اوئے پہلے تھے، بھاذیشان کی شادی پر تو... حلال ہو جائیں گے ناں... شکر ہے اللہ میاں تو نے پہاڑی بکرے کھلانے کا سبب بنا ہی دیا... اور بھاذی شان ہم ذرا (ہاتھ اٹھا کر) بھنگڑا بھی ڈالیں گے بارات کے آگے...

بشیر: بالکل... یہ نانیم کافر جو ہیں۔ یہ تو ڈھول بجا کر پتہ نہیں (رقص کر کے دکھاتا ہے) یوں یوں کرتے ہیں۔ جب کہ (بھنگڑا ڈال کر) یوں یوں کرنا چاہیے... (بشارا اور ارمان کو دیکھتا ہے) سوری بھائی جان... آپ تو نانیم نہیں... آپ تو ہمارے بھائی جان ہو...

نواز: کچھ سہرے گانے کا بندوبست بھی ہوا کہ نہیں؟

شان: (ہنس کر) ابھی تو نہیں... یہ تو آپ کی ذمہ داری ہے... بھائیوں کی...

نواز: چل بھئی بشیر کھول ڈبہ۔

(بشیر ایک ڈبہ کھولتا ہے جس میں ایک سہرا ٹائپ چیز نکلتی ہے اور ایک رومال۔ بشیر سہرا پھیلا کر خوش ہوتا ہے)

بشیر: کیسا ہے؟

شان: (حیرت زدہ) یہ آپ کہاں سے لے آئے؟

بشیر: بھاجی جھوٹ نہیں بولنا... لاہور سے لائے تھے۔ خیال تھا کہ... کوئی خوبصورت سا پہاڑی بکرا خریدیں گے، اسے یہ سہرا باندھیں گے.... اور ادھر سیر کرائیں گے... اپنا عید قربان پر نہیں کرتے... سہرے باندھتے ہیں بکروں کو...

نواز: بکرا تو نہیں ملا... آپ کوئی کم ہو۔ میرا مطلب ہے بھائی ہو ہمارے... اور یہ (رومال نکالتا ہے) یہ بھی بہت ضروری ہے۔

شان: یہ رومال کس کام آئے گا؟

نواز: (منہ پر رکھ کر بتاتا ہے) اس کے بغیر تو دولہا مکمل ہی نہیں ہوتا...

شان: (بہت پُر مسرت ہے۔ انجائے کر رہا ہے) اچھا تو یہ کافر لوگ ڈھول کی Beat پر

کیا کرتے ہیں بشیر؟ (یہاں ڈھول کی تھاپ ابھرتی ہے اور اس کی ردھم پر رقص ہوگا)

بشیر: (ناچ کر) یوں یوں...

بشارا: نہیں نہیں، ہم تو یوں یوں کرتا ہے۔ (کالاش سٹائل میں ناچتا ہے)

نواز: آپ یوں یوں کرتا ہے تو ہم بھی یوں یوں کرتا ہے۔ (بھنگڑا ڈالتا ہے)

(صرف شان بیٹھا رہتا ہے اور باقی لوگ ناچتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں)

CUT

(کالاش گاؤں۔ جیسے بودلک کی شان میں رقص ہو رہا تھا۔ اب ذرا مختلف جگہ پر اور مختلف انداز میں رقص ہو رہا ہے۔ ان میں زرگل بھی ہے جو بار بار آکر ذیشان کے گلے میں کوئی نہ کوئی ہار ڈالتی ہے۔ نواز۔ بشیر۔ ارمان۔ اظہار۔ بشارا سب لوگ موجود ہیں۔ ایک کالاش ایک بکرا لاتا ہے۔ بالو ہاتھ کے اشارے سے رقص روکنے کے لیے کہتا ہے۔ سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ بکرا ذیشان کے قریب لایا جا رہا ہے۔ بشیر اور نواز کی بکرے میں دلچسپی)

شان: یہ کیا کرنا ہے اس بکرے کا؟

بالو: اس کا قربانی ہوگا آپ کے پاؤں میں اور پھر اس کا خون لگائے گا تم کو اور زرگل کو... اور شادی ہو جائے گا۔

شان: بس...

بالو: نہیں دعوت ہوگا بہت بڑا جو آپ کرے گا۔ کم سے کم بیس بکرا ہوگا۔

شان: بیس بکرا (پریشان ہوتا ہے)

نواز: اوئے بیس بکرے۔

بشیر: اوئے بکرے ہی بکرے۔

شان: لیکن شادی کی رسم کیسے ہوگی... بکرے کی قربانی اور اس کا خون ہمارے چہروں پر اور... بس!

بشارا: اور بس.... نو پرابلم... یہی ہمارا رواج ہے صاحب... یہی طریقہ ہے۔

شان: یہ میرا طریقہ نہیں ہے بشارا۔ میں مسلمان ہوں اور میری شادی میرے رواج کے مطابق ہوگی۔ نکاح ہوگا.... زرگل کو مسلمان ہونا ہوگا...

بالو: نہیں، کبھی نہیں... یہ.... یہ نہیں ہوگا... ہم پہلے ہی تھوڑے ہیں.. نہیں..

شان: بشارا تم بہتر سمجھتے ہو۔ اس طرح شادی نہیں ہوتی، بکرے کے خون کے ساتھ.... ایسے زرگل کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ اس کا کوئی حیثیت نہیں ہوگی... اور میں اسے حیثیت دینا چاہتا ہوں۔ عزت دینا چاہتا ہوں۔ اسے سمجھاؤ بشارا...

بالو: (تھوڑا بے بس اور لاچار) ہم پہلے ہی تھوڑے ہیں، کم ہیں... ہمیں اور کم نہ کرو...

بشارا: ایسے کرنا ہوگا بالو...

بالو: زرگل تم بات کرو زرگل... کیا کرے؟

زرگل: (شان کی طرف اشارہ کرتی ہے) جو یہ کہے، وہ کرے... جیسا کہے وہ کرے... میں بھی مسلمان...OK... جو یہ کہے، وہ کرے۔

CUT

(بمبوریت کی مسجد کا شاٹ... نکاح کے کلمات اوور لیپ ہوتے ہیں۔ اندر مسجد میں ذیشان، زرگل، اظہار، نواز اور بشیر... ارمان، بشارا اور بالو باہر کھڑے انتظار کرتے ہیں... مولوی صاحب نکاح پڑھا رہے ہیں۔ زرگل کا لباس وہی لیکن سر پر ایک خوبصورت چادر... نکاح ختم ہوتا ہے۔ مبارک مبارک... اظہار سنجیدگی سے مبارک دیتا ہے۔ نواز اور بشیر اخروٹ اور چھوہارے وغیرہ نچھاور کرتے ہیں۔ شان نے چترالی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ باہر آتے ہیں۔ زرگل اپنے بھائی سے لپٹتی ہے۔ اجازت لیتی ہے۔ پھر سب لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ زرگل اور شان چلتے ہیں۔ چند قدم چلنے پر شان کچھ سوچتا ہے۔ رکتا ہے۔ زرگل کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ وہ شرما کر "نہیں" میں سر ہلاتی ہے۔

شان: بشارا بھائی، ذرا ادھر آنا...

بالو: میں بھی آؤں؟

شان: نہیں بالو بھائی، آپ نہیں... صرف بشارا (بشارا آتا ہے) وہ... مجھے تو ابھی خیال آیا ہے کہ... میرا تو یہاں گھر نہیں ہے... صرف ٹینٹ ہے اور... اور ٹینٹ تو یعنی شادی کی رات تو... (بشارا سمجھ جاتا ہے اور سر ہلاتا ہے)

بشارا: نو پرابلم۔

CUT

(بشارا، زرگل اور شان گھنے درختوں میں ایک گھر کے پاس۔ کہیں بھی کوئی خوبصورت گھر...)

بشارا: میں ارمان کے ہوٹل شفٹ ہو چکا ہوں... یہ گھر... آپ کا ہے صاحب...

شان: لیکن یہ تو... آپ کے گھر میں...

بشارا: میں اب بھائی ہوں، اس لیے نو پرابلم۔ مجھے پتہ تھا اس لیے میں نے پہلے سے بندوبست کر دیا تھا۔ آپ جتنے دن، ماہ، سال مرضی رہو... یہ آپ کا گھر ہے...

شان: ہم تو انشاءاللہ دو تین روز میں اسلام آباد چلے جائیں گے... لیکن بشارا... میں بہت شکر گزار ہوں... کیوں بھئی زرگل؟

زرگل: بشارا۔ اوکے..

شان: بالکل اوکے... (سب ہنستے ہیں اور پھر دونوں گھر کو دیکھتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔)

CUT

(رات۔ تاریک جنگل میں صرف ایک گھر یا کمرہ جس میں روشنی ہے۔ ایک جھاڑی میں وہی مینڈک شخص گھر کو دیکھ رہا ہے۔ پھر گھر کے اندر کٹ کرتے ہیں۔ زرگل اور شان قدرے دوستانہ ماحول میں۔ یہ ایک Typical کالاش گھر ہے۔ بہت تاریک اور لکڑی کا بنا ہوا۔ زرگل بہت کھلی ڈلی لڑکی ہے اور شان کے پاس جاتی ہے)

زرگل: (دل پر ہاتھ رکھ کر) تم ادھر... بہت OK... اب شادی تو... بات ہو گی... بات کرو۔

شان: میں کیا بات کروں ڈارلنگ... تم کرو...

زرگل: ڈارلنگ.. کیسا.. میں تو (زبان نکال کر) کچھ نہیں.. کیا کہے گا.. کالاش بولو.. بولو۔

شان: میں کالاش نہیں بول سکتا۔ تم میری زبان نہیں سمجھ سکتیں، آخر ہمارا ہو گا کیا... کیسے بولو میری Wild Beauty بلکہ Wild Wife...

زرگل: نہیں بولو... اور ادھر (اسلام آباد کی طرف اشارہ) یہ (لباس پکڑ کر) OK نہیں... ادھر کیا... یہ نہیں۔

شان: ادھر بھی یہی۔ تم وہاں اسلام آباد میں بھی یہی لباس پہنو گی اور دنیا کو حیران کر دو گی اور دنیا تمہارے عشق میں مبتلا ہو جائے گی اور زرگل تم دیکھنا، تم کیسے سب کے دلوں پر حکمرانی کرتی ہو... بس تم نے اسی طرح اوریجنل اور خوبصورت رہنا ہے... بدلنا نہیں۔

زرگل: نہیں... میں... (اس کی ٹوپی اتار کر رکھ دیتی ہے۔ بالوں پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ ایک لکڑی کا کنگھا لے کر خوب زور زور سے کنگھی کرتی ہے اور خوش ہوتی ہے اور دیکھتی ہے) اب بہت OK... (پھر اپنی منکوں والی ٹوپی اتار کر رکھتی ہے۔) کھڑکی میں وہی پتھر کا دیا جل رہا ہے۔ اس کے قریب مسکراتی ہوئی جاتی ہے۔ پس منظر میں شان اسے دیکھ رہا ہے۔ جھک کر پھونک مارتی ہے اور دیا بجھتا ہے۔ مکمل تاریکی)

CUT

(مینڈک والا چہرہ گھر کے آس پاس منڈلا رہا ہے۔ جھاڑی میں۔ درخت کے پیچھے۔ دروازے تک آتا ہے اور چلا جاتا ہے)

CUT

(اظہار اپنے کمرے میں بیٹھا اپنی کتاب تحریر کر رہا ہے۔ لالٹین جل رہی ہے۔ اس کی روشنی میں لکھ رہا ہے۔

"یہ ایک عجیب حیران کر دینے والی داستان کا آغاز ہے۔ کافرستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ یہ نوجوان، ذیشان آیا اور اپنے عشق کو بودلک سے چھین کر لے گیا۔ یہاں بہت سارے سوالات جنم لیتے ہیں۔ کیا بودلک اپنی اس بے عزتی

پر خاموش رہے گا؟

کیا قربان گاہ کے دیوتا خاموش رہیں گے؟

اور کیا ذیشان اس وادی سے زندہ بچ کر چلا جائے گا؟

سوال میرے ذہن میں آتے ہیں۔ ان کا جواب وقت کے پاس ہے۔"

کاغذ سمیٹتا ہے۔ لالٹین گل کرتا ہے۔ کھڑکی کے پٹ وا کرتا ہے۔ باہر صبح ہو چکی ہے۔ کمرے کے اندر روشنی آتی ہے۔)

CUT

(بشارا کا کمرہ، ذیشان سویا ہوا ہے۔ جاگتا ہے۔ مسکراتا ہے۔ آنکھیں کھولتا ہے۔ ظاہر ہے اس کے حواس پر زرگل کی خوشبو ہے لیکن وہ وہاں نہیں ہے۔ پریشان ہوتا ہے۔ باہر آکر دیکھتا ہے۔ ایک مونتاژ جس میں وہ اسے تلاش کر رہا ہے۔ بالآخر وہ قبرستان میں پہنچتا ہے اور دیکھتا ہے کہ زرگل ایک تابوت کے قریب کھڑی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ تابوت کے اندر ایک لڑکی کا ڈھانچہ ہے۔ اس کے زیور ہیں اور بال ہیں۔ ذیشان قریب جاتا ہے۔)

ذی شان: (اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے) زرگل۔

زرگل: (چونکتی ہے۔ ڈرتی ہے اور جیسے اس کی پناہ چاہتی ہے)... شان صاحب.... شان صاحب... یہ (تابوت کی طرف اشارہ) یہ... میرے جیسا تھا... میری دوست... تو یہ... پہاڑ سے گرا.... مر گیا... میرا دوست... اسے ملنے آیا... اسے ملا تو ڈر گیا۔ بہت ڈر گیا۔

شان: نہیں... ڈرو نہیں... میں.... ادھر ہوں اور.... بالکل نہیں ڈرو...

زرگل: (آس پاس دیکھتی ہے) ادھر بہت ڈر.... بہت.... بودلک مارے گا... ہاں وہ بہت... بہت.... وہ آئے گا...

شان: کوئی نہیں آئے گا.... تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم میری بیوی ہو زرگل.... کسی کی جرأت نہیں کہ تمہارے قریب آ سکے...

زرگل: لیکن... یہ (تابوت کی طرف اشارہ) ایک دن میں... میں بھی (یعنی میں بھی مر جاؤں گی) ایسے... کچھ بھی نہیں... کچھ نہیں...

شان: ایک دن تو سب نے جانا ہے زرگل.... کیا امیر کیا فقیر۔ کیا ہم کیا تم.. باغوں میں سدا بلبل نہیں بولتی... سدا بہار نہیں رہتی.... چلو آؤ.... (اس کے آنسو پونچھتا ہے) آؤ ندی سے منہ ہاتھ دھو لو اور OK ہو جاؤ۔ OK؟

زرگل: (مسکراتی ہے) او کے....

(دونوں قبرستان سے نکلتے ہیں۔ لگتا ہے کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ ایک موجودگی ہے۔ دونوں ندی کے کنارے پہنچتے ہیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ذیشان کا خیمہ نصب ہے)

شان: (اپنے خیمے کو دیکھتا ہے) ارے۔ میرا خیمہ بھی کہتا ہوگا کہ کتنا بے وفا شخص ہے۔ زرگل کو دیکھ کر مجھے بھی بھول گیا ہے۔

زرگل: (سمجھ نہیں سکی) خیمہ بھی بولتا ہے؟

شان: ہاں... تم ذرا منہ ہاتھ دھو لو۔ میں ذرا اپنے گھر جا رہا ہوں... اور (اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے) ذرا کپڑے بھی بدل لوں... تم ادھر ہی آ جانا۔

زرگل: OK

(زرگل ندی کے کنارے پر جاتی ہے۔ شان اوپر خیمے کی طرف جاتا ہے۔ کیمرہ شان کے ساتھ جاتا ہے۔ وہ اپنے خیمے کی زپ کھول کر اندر جھانکتا ہے۔ کوئی ٹی شرٹ وغیرہ نکال کر بدل رہا ہے کہ ارمان آ جاتا ہے۔ وہ کچھ فکرمند ہے اور شان کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔)

ارمان: شان صاحب، آپ اتنی سویرے سویرے ادھر... ادھر کیسے آ گیا؟

شان: بھئی ذرا اپنے گھر کی دیکھ بھال کرنے آیا ہوں۔

ارمان: ناشتہ لاؤں صاحب؟

شان: (کچھ سوچ کر) ہاں... بھوک تو بہت ہے (ارمان جانے لگتا ہے) اور ارمان.... ناشتہ ایک نہیں... دو.... (ارمان واپس آتا ہے)

ارمان: دو؟

شان: ہاں.... ہماری بیگم صاحبہ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔

ارمان: زرگل؟

شان: ہاں وہ ابھی منہ ہاتھ دھو کر آتی ہے... ندی کی طرف گئی ہے....

ارمان: صاحب، آپ واپس کب جاؤ گے؟

شان: واپس؟ اسلام آباد؟.... بس دو چار روز میں.... کیوں؟

ارمان: زر گل کو ساتھ لے کر جاؤ گے ناں صاحب....

شان: زر گل کو نہیں.... اپنی بیوی کو.... میں اس کے بغیر کس طرح واپس جا سکتا ہوں.... کوئی عقل کی بات کرو ارمان....

ارمان: صاحب... ایک بات ہے.... اور بات ہمارا مانو.... ادھر سے چلے جاؤ.... ادھر سے بہت جلدی چلے جاؤ.... نہیں تو....

شان: نہیں تو کیا ارمان....؟

ارمان: بودلک صاحب.... وہ دیوتا موافق ہے.... وہ بدلہ لے گا.... میں ناشتہ لاتا ہوں صاحب.... (کیمرہ شان پر)

CUT

(ندی کنارے زر گل منہ ہاتھ دھو رہی ہے۔ خوش ہے... یکدم ندی کی آواز آتی ہے)

ندی: سنو.... میری آواز سنو زر گل.... سنو....

زر گل: (گھبراتی ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھتی ہے کہ کس کی آواز ہے)

ندی: ادھر دیکھو.... یہ آواز میرے پانیوں کی ہے.... میری ہے.... میں ندی بول رہی ہوں.... میں صرف اس سے ہم کلام ہوتی ہوں جس کی قسمت کا حال میں جانتی ہوں.... جس کے نصیب کا مجھے علم ہوتا ہے.... تم جاننا چاہتی ہو کہ تمہارے اور ذیشان کے نصیب میں کیا ہے؟ جاننا چاہتی ہو؟

زر گل: (سر ہلاتی ہے کہ "ہاں" جاننا چاہتی ہوں)

ندی: تو پھر سنو.... میں بتاتی ہوں کہ آئندہ دنوں میں کیا ہونے والا ہے.... سنو.... ذرا کان میرے قریب لاؤ.... سنو (زر گل اپنا کان پانیوں کے قریب لاتی ہے اور اس کے چہرے پر فکر مندی ہے) تمہاری قسمت یہ ہے کہ....

CUT

(ذیشان خیمے کے باہر ناشتے کے انتظار میں اور زر گل کے انتظار میں... یکدم ایک چیخ کی آواز جو زر گل کی ہے۔ ذیشان گھبرا کر ندی کی جانب بھاگتا ہے۔ وہاں زر گل اسی مقام پر بیٹھی ہے۔ شان کو دیکھ کر اٹھتی ہے اور اس سے لپٹ جاتی ہے۔ وہ پریشان بھی ہے اور خوش بھی ہے۔)

شان: کیا ہوا زر گل.... کس کو دیکھ لیا ہے تم نے (اِدھر اُدھر دیکھتا ہے) ڈرو نہیں.... میں آ گیا ہوں.... کیا ہوا؟

زر گل: (پانیوں کی طرف اشارہ) ندی.... پانی.... یہ یہ....

شان: (سوچ کر) کیا کہا ہے ندی کے پانیوں نے... کیا کہا ہے؟.... (زر گل کے آنسو پونچھتا ہے تو وہ مسکراتی ہے) مجھے نہیں پتہ کہ انہوں نے تم سے کیا کہا ہے لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ انسان اپنی قسمت خود بناتا ہے.... تم دیکھ لینا (ندی کو کہتا ہے) تم دیکھ لینا.... زر گل ہم آج ہی، ابھی یہاں سے جا رہے ہیں، اپنے گھر کی طرف۔

CUT

(وادی کی سڑک پر وہ مقام جہاں سے جیپیں چلتی ہیں۔ شان اور زر گل ایک جیپ کی اگلی نشست پر بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی وہی ڈرائیور ہے جس کی جیپ میں شان بیٹھا تھا اور بیٹری ڈاؤن ہو گئی تھی۔ شاٹ کٹ بشارا پر ہوتا ہے جو شان کے یوں یکدم چلے جانے پر قدرے اپ سیٹ ہے۔)

بشارا: آپ ... شان صاحب، آپ سچ مچ جا رہے ہیں کالاش چھوڑ کر....

شان: (مسکرا رہا ہے اور زر گل کی طرف دیکھتا ہے) کالاش تو میں ساتھ لے کر جا رہا ہوں بشارا.... اور بقول تمہارے نو پرابلم....

بشارا: بالکل نو پرابلم لیکن.... صاحب زر گل کا خیال رکھنا.... یہ جنگل کی گھاس ہے صاحب۔ اس پر اوس پڑتا ہے لیکن شہر کا دھواں اور مٹی یہ نہیں جانتی... صاحب ہم آپ کو ملنے آئے گا اسلام آباد....

شان: ضرور.... بالکل.... اب تو ہماری رشتے داری ہے بشارا....

بشارا: لیکن رشتے دار کو کارڈ نہیں دیا۔ ایڈریس نہیں دیا تو رشتے دار کیسے ملنے آئے گا...

شان: (کھسیانا ہو کر) ہاں ضرور.... یہ.... آنے سے پہلے فون کر لینا.... ہم دونوں تمہارا انتظار کریں گے۔

بشارا: تھینک یو سر.... اور سر.... یہ میرا کارڈ.... پہلا آپ نے پھینک دیا ہو گا.... بشارا خان ٹورسٹ گائڈ۔ بموریت ویلی کالاش، چترال.... سر.... (جیب میں سے سپرے نکال کر چھڑکتا ہے اور آبدیدہ ہے) ایٹ یور سروس سر.... (سلام کرتا ہے اور اٹینشن کھڑا ہو جاتا ہے۔ جیپ چلنے لگتی ہے۔ بشارا وہیں کھڑا دور ہو رہا ہے۔ زرگل بھی اداس ہے اور مڑ مڑ کر دیکھ رہی ہے۔ اسی راستے پر پہلے اظہار دکھائی دیتا ہے اور وہ انہیں خدا حافظ کہتا ہے۔ پھر دونوں لاہورئیے نظر آتے ہیں جو انہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں۔ جیپ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں)

نواز اور بشیر: سالیکم بھاجی۔ باجی جی سالیکم.... ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو جی....

شان: (مسکرا کر) آپ لوگ ابھی یہاں قیام کریں گے؟

نواز: قیام بھی کریں گے اور طعام بھی کریں گے بھاجی۔ آج ہی ہم نے ایک بکرا خرید لیا ہے آپ کے ولیمے کے طور پر۔

بشیر: اور جناب عالی، اسے خود پکائیں گے ہلکی آگ پر اور پھر ان نامانیم کافروں کو بھی کھلائیں گے.... آپ ٹھہر جاؤ جی....

شان: نہیں.... اب ہمیں جانا ہے.... کیوں زرگل (جیپ تیز ہو جاتی ہے۔ اوپر جنگل میں سے ایک شاٹ لیا جاتا ہے۔ وہی مینڈک چہرے والا شخص دیکھ رہا ہے۔ جیپ جا رہی ہے۔ وہ کیمرے کی جانب چہرہ کر کے نقاب اتارتا ہے۔ یہ بودلک ہے۔ اس کا ناراض چہرہ۔ جیپ اس مقام پر پہنچتی ہے جہاں سے وادی کا آغاز ہوا تھا یا کوئی اور ایسی جگہ جہاں پر وادی کے ختم ہونے کا تاثر ملے۔ نیچے دریائے چترال دکھائی دیتا ہے اور اس کے کنارے پر ایک پکی سڑک جس پر ویگنیں اور کاریں وغیرہ چل رہی ہیں۔)

شان: دیکھو زرگل.... ہم تمہاری وادی سے باہر آ گئے ہیں.... (زرگل مسکراتی ہے کیونکہ وہ سمجھ نہیں سکی) بموریت پیچھے رہ گیا.... چلا گیا۔

زرگل: (پہلی بار احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنی وادی سے جدا ہو چکی ہے۔ اب اس پر وہ

کیفیت ہو گی جو ایک جانور کی ہوتی ہے۔ وہ اپنے گھر کو لوٹنا چاہتی ہے۔ وہ ایک اور دنیا میں، ایک اجنبی دنیا میں نہیں جانا چاہتی).... میری وادی.... نہیں نہیں.... نہیں جانا.... ندی نہیں چھوڑنا.... واپس جانا۔

شان: کیا کر رہی ہو زرگل.... کیا ہو گیا ہے؟

زرگل: نہیں نہیں .... میرا جنگل.... وہ نہیں چھوڑنا.... گھر نہیں.... میں OK نہیں.... واپس جانا.... (ہاتھ جوڑتی ہے) واپس.... جانا.... ادھر نہیں جانا....

شان: زرگل.... ہوش کرو.... جیپ کا حادثہ ہو جائے گا، آرام سے بیٹھو.... (وہ ابھی تک بے آرام ہے اور بہت شور مچا رہی ہے۔) زرگل کیا ہو گیا ہے؟ (زرگل بے چین ہے، جیپ سے اترنا چاہتی ہے۔ اگر مناسب لگے تو اتر کر واپس بھاگتی ہے تو شان اسے پکڑ کر لاتا ہے۔) اب شان اسے ڈانٹ کر کہے گا، آرام سے بیٹھو، شور نہیں مچاؤ.... بے وقوف لڑکی.... نہیں تو (جیسے اسے مارنے کی دھمکی دیتا ہے۔ زرگل سہم جاتی ہے۔ چپ ہو جاتی ہے لیکن ایک کتورے کی طرح چوں چوں کرتی رہتی ہے کہ میری ندی، میرا جنگل، گاؤں.... ادھر نہیں جانا.... نہیں) جیپ سڑک پر آتی ہے جس پر "چترال 24 کلو میٹر" کا سنگ میل آویزاں ہے۔

CUT

(جیپ چترال جا رہی ہے۔ زرگل دبکی بیٹھی ہے۔ جیپ چترال شہر میں داخل ہوتی ہے۔ اب زرگل اس شہر سے ڈرتی بھی ہے اور اسے دلچسپی بھی ہے کہ یہ کیا جگہ ہے کیونکہ وہ پہلی بار اپنے گاؤں سے نکلی ہے۔ جیپ چترال فورٹ کے بڑے دروازے میں سے اندر داخل ہوتی ہے)

CUT

(قلعے کا کوئی کمرہ۔ منظر کو درمیان میں سے کٹ کرتے ہیں۔ شان ثناءاللہ کو بتا چکا ہے کہ باہر یا ساتھ والے کمرے میں جو کالاش لڑکی ہے، وہ اس کے ساتھ شادی کر چکا ہے۔)

ثنا: کیا؟ I don't believe it..... Are you out of your mind?

شان: میں نے اس کے ساتھ باقاعدہ شادی کی ہے ثنا.....

ثنا: شادی؟.....اس گنوار اور.....جنگلی.....اور For heaven sake yar یہ ..... یہ تم مذاق کر رہے ہو جان من۔

شان: نہیں...

ثنا: لیکن..... میں تمہارے ڈیڈی کو کیا جواب دوں گا..... میں میں..... کسی کو بھی کیا جواب دوں گا۔ باباجان مجھے گھر سے نکال دیں گے۔

شان: شادی میں نے کی ہے اور گھر سے تمہیں نکال دیں گے۔

ثنا: ہاں.....ان کے لیے یہی کافی ہے کہ میرا ایک دوست..... بہت جان من دوست اس قسم کی..... احمقانہ حرکت کرے..... شان... کیا واقعی سچ مچ شادی کی ہے؟

شان: (جیب میں سے ایک کاغذ نکالتا ہے) نکاح نامہ پیش خدمت ہے۔

ثنا: (منہ کھول کر نکاح نامہ پڑھتا ہے) یہ تو واقعی... نہیں.. یہ کیسے ہو سکتا ہے..... شان یہ لوگ... کالاش لوگ جاہل اور جنگلی ہوتے ہیں۔ ان سے بُو آتی ہے۔

شان: آہستہ بولو..... زرگل سن لے گی۔

ثنا: اور یہ زرگل کون ہے؟

شان: وہی جس کے ساتھ میں نے شادی کی ہے۔ ساتھ والے کمرے میں بیٹھی ہے۔

ثنا: اچھا..... زرگل سن لے گی..... تو سن لے..... وہ..... کیا سنے گی، اسے تو ہماری زبان بھی نہیں آتی..... اور... شان میں نے تمہیں ایئرپورٹ پر پوچھا تھا ناں کہ کیا اب بھی تمہارے دل پر حسن اس طرح اثر انداز ہوتا ہے... تو..... تم پھنس گئے ناں؟

شان: نہیں... میں نے بہت کوشش کی ہے، بہت منت سماجت کے بعد اس سے شادی کی ہے...

ثنا: انگلینڈ میں بھی تم ہر دوسری لڑکی کے ساتھ عشق میں مبتلا ہو کر اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تھے جان من۔

شان: یہ اس قسم کی دوسری لڑکی نہیں ہے۔

ثنا: اور جان من بے شک تم ہر دوسری کی بجائے ہر پہلی لڑکی پر بھی عاشق ہو جاؤ

لیکن شادی..... شادی تو سیریس بزنس ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

شان: یہ ہو گیا ہے ثنا اور اگر تمہیں میں اور میری بیوی ناپسند ہیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ ایک شام کے لیے کسی ہوٹل میں ٹھہر جائیں گے جان من... اور کل اسلام آباد...

ثنا: تمہارے ڈیڈی مجھے مار ڈالیں گے... میں تمہارے لیے Responsible تھا... یہ تم نے کیا کیا... اس جنگلی عورت کے ساتھ .. شادی (یہاں زرگل اندر آجاتی ہے)

زرگل: سانس... نہیں ہے... بہت بند.... باہر... دل گھبراتا ہے...

ثنا: (اس کے حسن سے متاثر ہوتا ہے) اچھا یہ ہے... یہ... یہ تو... اتنی جنگلی بھی نہیں۔

زرگل: نہیں جنگلی... میں تو... زرگل OK... بہت OK

ثنا: ہاں زرگل OK لیکن.... جان من ہم تو مارے گئے۔ ہم تو OK نہیں... اور شان اس... اس "چیز" کو باباجان کے سامنے نہیں آنا چاہیے ورنہ..... (کیمرہ زرگل کے حیران چہرے پر)

CUT

(مہر فاطمہ کا تقریباً وہی شاٹ Repeat ہوگا جو قسط نمبر 1 میں تھا یعنی ڈائننگ ٹیبل کے سامنے اپنے آپ کو پسند کرتی ہوئی ایک خاتون اور موم بتی کی روشنی میں)

CUT

(چترال کا ایک منظر۔ شام ہوتی ہے اور پہاڑیوں پر روشنی ہے)

CUT

(ایک نیم تاریک راہداری میں 'شان پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا ہے کہ کیا کیا جائے۔ اتنی دیر میں مہر فاطمہ آتی ہے۔ شان اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا' اس لیے ایک جانب ہو جاتا ہے۔ مہر کو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ہے۔ وہ اس طرف جاتی ہے اور شان کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے)

مہر فاطمہ: اوہ...

شان: جی.... یہ میں ہوں۔

مہر: آپ ذرا پوشیدہ رہنا چاہتے تھے مجھ سے.... کیا نام تھا آپ کا... ہاں شان...

شان: میں صرف مخل نہیں ہونا چاہتا تھا...

مہر: میں اس قلعے کی ایک ایک اینٹ سے واقف ہوں۔ جانتی ہوں کہ رات کے وقت کس راہداری میں کیسے سائے ہوتے ہیں.. کہیں ایک پتہ گرتا ہے تو مجھے خبر ہو جاتی ہے.... ثنااللہ کو میری یہ عادت پسند نہیں...

شان: لیکن اسے.... آپ کی بہت ساری عادتیں پسند ہیں۔

مہر: سفارش ہو رہی ہے...

شان: نہیں.... وہ بہت زبردست شخص ہے مہر فاطمہ صاحبہ...

مہر: Really (یہاں ثنا آتا ہے۔ آوازیں سن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سن رہا ہے)

شان: جی... اسے کھو دیجئے گا تو اس جیسا اور کوئی نہ ملے گا...

مہر: یقیناً ثنا نے آپ کو سفارش کرنے کے لیے بھیجا ہے... لیکن نہیں... آپ نہیں جانتے کہ شادی ایک سیریس بزنس ہے۔

شان: میں جانتا ہوں کیونکہ میں شادی شدہ ہوں۔

مہر: آپ... وہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ تو.... واقعی....

شان: جی... میں شادی کر چکا ہوں۔

مہر: مجھے انتظار ہے شان صاحب۔

شان: کس کا؟

مہر: یہ تو میں خود بھی نہیں جانتی کس کا؟ کہیں اس قلعے میں ایک پتہ بھی گرتا ہے تو مجھے خبر ہو جاتی ہے لیکن.... یہ خبر نہیں کہ انتظار کس کا ہے.... کم از کم ثنا کا نہیں ہے... وہ فی الحال میرے معیار پر پورا نہیں اترتا... نہیں (کیمرہ ثنااللہ کے چہرے پر)

CUT

(پرنس شجاع اپنے بیٹے کی تصویر دیکھ رہا ہے۔ پس منظر میں کوئی موسیقی ابھرتی

ہے۔ رحیم الدین پس منظر میں بیٹھا اپنے پرنس کو دیکھ رہا ہے)

شجاع: رحیم الدین (وہ اٹھ کر قریب آتا ہے "جی میرے پرنس" کہتا ہے) یہاں وہ سب کچھ نقش ہے۔ آخری منظر کھدا ہوا ہے میرے سینے پر... رحیم الدین۔ ایک نہ ایک دن میں واپس جاؤں گا.... ترچ میر کی برفوں میں اپنے بیٹے کو تلاش کرنے کے لیے.... میں جاؤں گا.... اور لوگ کہتے ہیں....

رحیم الدین: یہ نصیب میں تھا میرے پرنس... یہ نصیب میں تھا...

شجاع: میرا بیٹا تھا وہ.... شاندار بیٹا.... میں.... میں اس کا باپ، اسے موت کے گہرے غاروں میں کیسے گرا سکتا تھا.... اور لوگ.... مجھے قصوروار ٹھہراتے ہیں.... مجھے مجھے!

رحیم: اٹھیے میرے پرنس ذرا ستا لیجئے.... آرام کر لیں.... ابھی تھوڑی دیر میں مہمان آنے والے ہیں (شجاع وہیں بیٹھے ہوئے اونگھنے لگتا ہے)

CUT

(زرگل اور شان ایک کمرے میں جو قلعہ میں واقع ہے اور پرانی طرز کا ہے، دیواروں پر تلواریں اور پرانی بندوقیں۔ اگر ممکن ہو تو ایک کھڑکی جو چترال شہر پر کھلتی ہے اور زرگل باہر دیکھ رہی ہے۔ شان کپڑے بدل رہا ہے)

شان: زرگل... میں ابھی جا رہا ہوں... کھانے کے لیے.... تم یہیں ٹھہرو... اوکے؟

زرگل: نہیں اوکے.... میں بھی.... تمہارے ساتھ جانا۔

شان: نہیں تم ادھر ٹھہرو.... تمہارا کھانا ادھر آ جائے گا۔

زرگل: نہیں کھانا نہیں کھانا.... تم OK کھانا..... نہیں تو نہیں کھانا....

شان: (ذرا سختی سے) تم نے اس کمرے سے بالکل نہیں نکلنا... کھانا یہاں آ جائے گا.... سمجھ آئی۔

(کمرے کا دروازہ بند کرتا ہے۔ باہر سے کنڈی لگانے لگتا ہے۔ پھر کچھ سوچ کر نہیں لگاتا اور چلا جاتا ہے)

CUT

(ڈائننگ روم میں ثنااللہ انتظار کر رہا ہے۔ پس منظر میں "تم آئے ہو نہ شب

انتظار گزری ہے" والی غزل کی آواز ہے۔ مہر فاطمہ آتی ہے۔ چونکہ ثنا اس کی گفتگو سن چکا ہے، اس لیے اس کا رویہ ذرا سرد ہو گا....)

مہر: کیا بہت مشکل ہے شب انتظار گزارنا؟ کیوں ثنا؟

ثنا: ...انتظار آپ کو ہے مہر فاطمہ.... مجھے نہیں۔

مہر: اوہ.....

ثنا: اس قلعے میں ایک پتہ بھی گرے تو آپ کو خبر ہو جاتی ہے.... لیکن محبت کی کوئی قدیم حویلی مسمار ہوتی چلی جائے تو آپ کو خبر نہیں ہوتی...

مہر: کیا اس حویلی کی ایک اینٹ بھی باقی نہیں بچی...

ثنا: نہیں... کچھ ملبہ باقی ہے.... ایک آدھ منتظر کھڑکی۔ کوئی ایک در نیم وا.... ایسی حویلی لمحوں میں تو کھنڈر نہیں ہوتی مہر فاطمہ، وقت لگتا ہے.... لیکن میں اب کسی کا انتظار نہیں کر رہا۔

مہر: (جان جاتی ہے کہ ثنا نے شان کے ساتھ اس کی گفتگو سن لی تھی)۔ ثنا... آپ بہت اچھے شخص ہیں اور...

ثنا: ناں.... مہر فاطمہ مجھے آپ کی تھپکی، آپ کی ہمدردی کی ضرورت نہیں...

(شان آتا ہے اور ذرا کھانس کر کہ شاید کوئی پرائیویٹ گفتگو ہو رہی ہے)

ثنا: جان من ہمیشہ دیر کر دیتے ہو (ایک طرف لے جا کر) وہ.... وہ جو ہے... تمہاری بیوی

شان: نہیں.... وہ کمرے سے باہر نہیں آئے گی۔

ثنا: شکر ہے.... میری انتہائی Graceful اور بے حد چارمنگ کزن مہر فاطمہ سے تو تمہاری ملاقات ہے ناں؟

شان: (نہیں جانتا کہ وہ ان دونوں کی گفتگو سن چکا ہے) ہاں بھئی.... جب میں اسلام آباد سے آیا تھا تو... ملاقات رہتی تھی اور ابھی.....

ثنا: (حیرت سے) ہوئی تھی۔ اچھا؟ اور انہوں نے تمہیں شرف باریابی بخش دیا؟ حیرت ہے.... ان کے معیار پر تو کوئی پورا نہیں اترتا اور.... انہیں خود معلوم نہیں کہ انہیں کس کا انتظار ہے....

مہر: (اٹھتی ہے اور بہت غصے میں ہے) ہر چیز کی حد ہوتی ہے.... تم.... تم.... اور

برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے (پھنکارتی ہوئی چلی جاتی ہے)

ثنا: چھوڑو جان من.... چھوڑو.... ابھی دکھ باقی ہے۔ ایک آدھ منتظر کھڑکی۔ کوئی ایک در نیم وا.... باقی ہے۔ محبت کی حویلی لمحوں میں تو کھنڈر نہیں ہوتی ذیشان۔ وقت لگتا ہے.... چھوڑو جان من.....

(شجاع، رحیم الدین اور اس کے دو ملازم آتے ہیں) شان آگے بڑھ کر ملتا ہے۔ شجاع اسے حیرت سے دیکھتا ہے۔)

شجاع: تم کون ہو؟

ثنا: بابا یہ میرا دوست ہے شان.... آپ پہلے بھی مل چکے ہیں۔

شجاع: اچھا اچھا تو یہ ابھی یہاں سے گیا نہیں؟

ثنا: گیا تھا، پھر واپس آ گیا ہے۔

شجاع: کیا حال ہے اسلام آباد کا....

ثنا: یہ اسلام آباد نہیں گیا تھا بابا جان.... وادیٔ کالاش گیا تھا...

شجاع: کالاش.... ہونہہ... وہاں کیا کرنے گیا تھا؟ تم نے اسے روکا نہیں؟ وہاں تو لوگ کپڑے نہیں بدلتے مہینوں اور نہاتے نہیں.... اور تم تو نہاتے ہو ناں روزانہ؟

شان: جی سر.... باقاعدگی سے....

شجاع: تو پھر تم سے یہ.... ایک عجیب قسم کی بُو کیوں آ رہی ہے جیسے.... شائد یہ میری غلط فہمی ہے۔

ثنا: بالکل غلط فہمی ہے (شان سے) یقیناً ہے... یہ جو تمہاری.... ہماری بھابی ہے تو... خیر چھوڑو... بابا جان میں اور ذیشان انگلینڈ میں اکٹھے رہے ہیں....

شجاع: (چڑ کر) جانتا ہوں۔ بالکل جانتا ہوں۔ یہ یہاں کھانے پر آیا تھا اور اسے گلاب جامن بہت پسند تھے.... اور اس نے کم از کم چھ گلاب جامن کھائے تھے۔ مجھے یاد ہے۔

ثنا: بابا جان....

شجاع: (مسکراتا ہے) میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں ایک سنکی اور مخبوط الحواس

بڈھا نہیں ہوں.... ہاں کبھی کبھی بن جاتا ہوں .... رحیم الدین کھانا لگوادیں۔

(ایک ڈزالو۔ کھانا کھار ہے ہیں۔ پھر ڈزالو اور بیٹھ کر چائے پی رہے ہیں)

شجاع: بھئی.... سلمان کیوں نہیں آیا؟

ثنا: بابا وہ ایک کوہ پیما مہم کے ساتھ ترچ میر کی طرف گیا ہے۔

شجاع: ترچ میر (کھونے لگتا ہے۔ پھر سنبھل جاتا ہے) ادھر تو نہیں جانا چاہئے.... اور بیٹا تم کب اسلام آباد جارہے ہو؟

شان: (حیران کہ مجھے بیٹا کہا ہے) جی میں؟.... میں تو کل صبح انشاء اللہ.... اگر فلائٹ گئی تو....

شجاع: تم آنا بھی دوبارہ... تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے... اور (اس لمحے زرگل جھانکتی ہوئی اندر داخل ہوتی ہے اور شجاع کا منہ حیرت سے کھل جاتا ہے اور چائے اس کے کپڑوں پر گر جاتی ہے) یہ یہ... ثنااللہ... یہ (ناک پر ہاتھ رکھتا ہے) یہاں... رحیم الدین...

شان: بے وقوف لڑکی میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا اور...

شجاع: یہ... یہ کیا ہے.... کون ہے... یہ کون ہے ثنااللہ؟

ثنا: (جلدی سے) یہ... ذیشان کی بیگم صاحبہ ہیں۔

شجاع: بیگم صاحبہ (اس کا منہ حیرت سے کھلا رہ جاتا ہے اور وہ بول نہیں سکتا)

CUT

(وہی کمرہ جس میں شان اور زرگل قیام پذیر ہیں۔ زرگل ڈری ہوئی ایک کونے میں بیٹھی ہے۔)

ثنا: اگر میرے بابا پر یہ اثر ہوا ہے تو تمہارے ڈیڈی تو... واقعی تمہیں مار ڈالیں گے۔ اسے کبھی قبول نہیں کریں گے....

شان: میں انہیں سمجھالوں گا....

ثنا: تم جانتے ہو کہ وہ میرے بابا سے بھی زیادہ غصے والے ہیں۔ نہیں شان یکدم ایک ایسی بہو دیکھ کر.... بہت ہنگامہ ہوگا....

شان: تو ہو جائے... عاق کر دیں گے ناں۔ میں خود کھا کما سکتا ہوں... خود....

ثنا: جائیداد کی بات نہیں ہو رہی۔ رشتوں کی بات ہو رہی ہے... شان اس کا ایک ہی حل ہے.... اسے ابھی ساتھ لے کر نہ جاؤ.... (زرگل کو کچھ سمجھ آتی ہے اور وہ کھڑی ہو جاتی ہے) اکیلے اسلام آباد جاؤ.... آہستہ آہستہ اس کے لیے زمین ہموار کرو.... پھر لے جانا۔

شان: نہیں ثنا.... میں

ثنا: اور کوئی حل نہیں شان نہیں.... یوں اچانک لے جاؤ گے تو بربادی.... کسی اچھے لمحے میں بات چھیڑ دینا.... غصہ کریں گے، شاید ہاتھ بھی اٹھالیں لیکن مجھے یقین ہے کہ بالآخر مان جائیں گے....

شان: اسے یہیں چھوڑ جاؤں؟

ثنا: ہاں.... صرف چند روز کے لیے۔

شان: کیوں زرگل (اس کی جانب بڑھتا ہے اور وہ نفی میں سر ہلاتی ہے)

CUT

(جیپوں کا اڈہ۔ زرگل دوسرے مسافروں کے ہمراہ اکیلی جیپ میں پریشان بیٹھی ہے۔ شان اور ثنا کھڑے جیپ کے چلنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ بشارا بھی آجاتا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے)

شان: زرگل، یہ میرے لیے بھی بہت مشکل ہے تم سے جدا ہونا لیکن.... صرف چند روز کی بات ہے.... شاید پانچ چھ دن میں (پنجہ دکھاتا ہے).... ڈیڈی مان جائیں گے تو.... میں آکر لے جاؤں گا۔ شاید اگلے ہفتے ہی.... اگر نہ مانے تو بھی آؤں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اور پھر ہم بشارا کا گھر کرائے پر لے کر اسی میں رہیں گے ہمیشہ کے لیے۔ یہ میرا وعدہ ہے.... تمہیں اکیلے جاتے ہوئے ڈر تو نہیں لگے گا زرگل؟

بشارا: (آگے آتا ہے) اکیلے تو نہیں جائے گی زرگل۔ بشارا خان ٹورسٹ گائڈ ساتھ جائے گا۔ نو پرابلم۔

شان: بشارا تم.... میں بس ڈیڈی سے بات کر کے فوراً واپس آجاؤں گا.... تم اس کا

خیال رکھنا.... مجبوری ہے.... تم سمجھ رہے ہوناں بشارا؟

بشارا: نہیں سمجھا تو نہیں لیکن سمجھ گیا.... اور زرگل کا کیا ہے صاحب.... گھاس کا کیا ہے.... پاؤں تلے دبتی ہی رہتی ہے.... یہ بھی گھاس تھی.... (ڈرائیور سے) چلو یارا، ہمیں ان تہذیب یافتہ انسانوں سے دور لے چلو۔ اپنے جنگل میں لے چلو.... نو پرابلم!

(جیپ سٹارٹ ہو کر جاتی ہے۔ زرگل کے آنسوؤں سے بھرے چہرے کے کلوز۔ بشارا، شان.... پہلی بار ثنا آگے آتا ہے)

ثنا: ذیشان.... اب اسے طلاق بھیج دو۔

CUT

کالاش

قسط نمبر 6

کردار:

۱- زرگل
۲- ذیشان
۳- ثناءاللہ
۴- شجاع
۵- مہ وش
۶- داؤد شاہ
۷- ثریا داؤد
۸- موسے شاہ
۹- خان نمبر2
۱۰- بی بی شپو
۱۱- ظفر خان
۱۲- اظہار
۱۳- مزمل
۱۴- زبیدہ

(آغاز قسط نمبر 5 کے آخری منظر سے ہوتا ہے۔ بشارا کے مکالمے "نہیں سمجھا تو نہیں" سے جیپ جاتی ہے۔ زرگل کے آنسوؤں سے بھرے چہرے کے کلوز۔ پہلی بار ثنا آگے آتا ہے۔)

ثنا: ذیشان، اب اسے طلاق بھیج دو (شان کا زبردست ری ایکشن)....ہاں ذیشان میں پوری سنجیدگی سے یہ مشورہ دے رہا ہوں ... ایک دوست کی حیثیت سے....اسے اب طلاق بھیج دو۔

CUT

(اسی منظر کو ہم قلعے میں یا قلعے کی راہداری میں یا کسی کمرے میں جاری رکھتے ہیں۔اسی موڈ کے ساتھ)

ثنا: ہاں شان میں پوری سنجیدگی سے یہ مشورہ دے رہا ہوں ....ایک دوست کی حیثیت سے اب اسے طلاق بھیج دو۔

شان: یہ لفظ... یہ.... طلاق کا لفظ.... دوبارہ اپنے لبوں پر نہ لانا... تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے گڈی گڈے کا کھیل کھیلا ہے.... کالاش کی سٹیج پر ایک ڈرامہ رچایا ہے... میں ایک بہروپیا ہوں، اداکار ہوں... تم... کیا سمجھے ہو جان من؟

ثنا: تمہاری بہتری اسی میں ہے۔

شان: اتنے بے شمار لوگ میری بہتری کے بارے میں اپنے آپ کو ہلکان کر رہے ہیں... میرے والد صاحب، میری بہن ثریا... اور... میرا بہترین دوست..... مجھے تو کچھ پتہ نہیں ناں۔ میں تو بچہ ہوں ناں... آپ کی اجازت ہو تو انگوٹھا چوس لوں؟

ثنا: ہاں ابھی تو تم React کرو گے... ابھی تو وادی کی گھاس کی خوشبو تمہارے بدن میں ہے۔ ابھی تو جذبات کی گرمی سے تم جلتے ہو... ہاں... ابھی تو طلاق کا لفظ

تمہیں زہر لگے گا.... لیکن.... وقت گزرنے دو جان من۔

شان: (مسکراتے ہوئے کہتا ہے) تم نہیں جانتے۔ تم جان ہی نہیں سکتے کہ... محبت کیا ہے...اس قلعے کی چار دیواری کے پتھروں اور تم میں کوئی خاص فرق نہیں... اور پتھر پگھل نہیں سکتے...

ثنا: (وہ بھی مسکرا رہا ہے)....ہم تو بہت عرصے سے پگھل رہے ہیں جان من لیکن کسی پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا.... تم تو اب اس کے دکھ سے آشنا ہوئے ہو....اور ہمیں پتھر کہتے ہو....ہم نہیں جانتے کہ محبت کیا ہے؟

شان: سوری ثنا... نہیں، میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا.... میں.... پلیز میرے سامنے تم نے یہ لفظ دوبارہ نہیں کہنا۔ ثنا.... مجھ سے تو سانس نہیں لیا جاتا اس کے بغیر .... کانٹوں کی ایک فصل اُگ آئی ہے میرے حلق میں۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں .... میں ابھی کالاش جاؤں گا.... میں نہیں رہ سکتا اس کے بغیر (دروازے کی طرف جاتا ہے تو ثنا آگے آجاتا ہے۔) ثنا میں اس کی شکل دیکھنا چاہتا ہوں.... میں.... نہیں روکو مجھے....

ثنا: کالاش کے لیے آخری جیپ جا چکی ہے شان....

شان: میں پیدل چلا جاؤں گا۔ کسی کی منت کرلوں گا.... تمہاری جیپ کہاں ہے؟

ثنا: اسے کندھے سے پکڑ کر بٹھاتا ہے۔ ادھر آرام کرو شان....(سر ہلاتا ہے) تم نے مجھے Convince کرلیا ہے کہ.... تمہاری محبت زرگل کے لیے... بہت گہری ہے....اس کی جڑیں تمہارے تن بدن میں پیوست ہیں اور.... آئی ایم سوری میں نے.... طلاق کا نام لیا....

شان: میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں...

ثنا: بہتر یہی ہو گا کہ تم....اسلام آباد جا کر پہلے اپنے ڈیڈی سے بات کرلو....وہ.... اب میں بھی تمہارے ساتھ ہوں شان.....

شان: میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں.....پتہ نہیں، اب وہ کہاں ہو گی۔

CUT

(جس جیپ پر زرگل سوار ہوئی تھی وہ بمبوریت کی وادی میں داخل ہو رہی

ہے۔ زرگل اور بشارا کے کلوز۔ ٹاپ شاٹ۔ مینڈک کے چہرے والا زرگل کو واپس آتے دیکھتا ہے اور پھر نقاب اتارتا ہے۔ یہ بودلک ہے۔ وہ مسکراتا ہے)

CUT

(رات کا وقت۔ شان اپنے کمرے میں اندھیرے میں بیٹھا ہے۔ پس منظر میں موسیقی۔ پرنس شجاع راہداری میں چلتا ہوا آتا ہے۔ کمرے میں داخل ہو کر سیدھا شمع دان کے پاس جاتا ہے۔ شمع روشن کرتا ہے۔ شان اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

شجاع: تمہیں اندھیرے سے ڈر نہیں لگتا ینگ مین؟

شان: نہیں سر....

شجاع: وہ بہت ڈرتا تھا۔ اسی لیے میں نے قلعے کے ہر کونے میں، راہداریوں میں، جھروکوں میں، باغ میں.... ہر جگہ موم بتیاں رکھوائی ہوئی تھیں.... اور ان کے ساتھ ماچسیں... تاکہ.... اسے ڈر نہ لگے۔ رات کو پورا قلعہ روشن ہوا کرتا تھا....

شان: آپ کا بیٹا سر؟

شجاع: اسے تاریکی سے خوف آتا تھا اور پھر وہ تاریکی میں ہی چلا گیا۔ کسی برفانی غار کے اندر.... شاید کسی دراڑ کے اندر گرا... کریوس میں... برفانی دراڑ کے اندر بہت اندھیرا ہوتا ہے.... اور منجمد کر دینے والی سردی ہوتی ہے.... اندھیرا ہوتا ہے اور وہاں کوئی موم بتی نہیں ہوتی.... اسے بہت ڈر لگا ہوگا....

شان: آئی ایم سوری سر....

شجاع: یہاں (سینے پر ہاتھ مارتا ہے) سب کچھ نقش ہے.... اور لوگوں نے مجھے Blame کیا... بیتھو ینگ مین... شام کا دھندلکا جب اترتا ہے تو اس کے ساتھ جن کے ساتھ تم محبت کرتے ہو، ان کی یادیں اترتی ہیں....

شان: جی سر.. ایسے اترتی ہیں کہ دل میں چھید کرتی چلی جاتی ہیں۔

شجاع: ہاں... تم شاید سچ مچ اس گنوار لڑکی سے عشق کرتے ہو... یار ڈانڈی عشق آتش لائی ہے... ہوں؟

شان: جی سر....

شجاع: تمہیں اندھیرے سے ڈر نہیں لگتا ینگ مین!

شان: نہیں سر۔

شجاع: اسے بہت لگتا تھا (جاتا ہے)

CUT

(زرگل بھی ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھی ہے۔ پس منظر میں موسیقی یا تھیم سانگ۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور یہاں چند فلیش شان کے چہرے کے۔ زرگل اٹھتی ہے اور وہی دیا روشن کرتی ہے۔ پھر ایک کوئلے سے دیوار پر ایک لکیر لگاتی ہے... کچھ سوچتی ہے اور پھر پھونک مار کر دیا گل کر دیتی ہے۔ مکمل تاریکی اور موسیقی)

CUT

(چترال ایئرپورٹ۔ ثنا اپنی جیپ کے پاس کھڑا ہے)

شان: میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں آجاؤں گا.... اگر فلائٹ نہ ملی تو بائی روڈ آجاؤں گا لیکن تم نے اس دوران کم از کم ایک مرتبہ کالاش ضرور جانا ہے اور زرگل کی خیریت معلوم کرنا ہے۔ اسے کسی بھی چیز کی ضرورت ہو... کسی بھی...

ثنا: تم فکر نہ کرو....

شان: اور... اسے کہنا... اسے کہنا

ثنا: جان من میں جانتا ہوں کہ اسے میں نے کیا کہنا ہے.... یہی کہ شان چند روز میں واپس آجائے گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔

شان: ہاں ہاں... بس یہی... اور اسے کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو (فلائٹ کی روانگی کی اناؤنسمنٹ ہوتی ہے) ثنا... اس کا خیال رکھنا (شان گلے ملتا ہے) تم اسلام آباد کب آرہے ہو؟

ثنا: جب تم اپنی بیگم کے ساتھ اپنے ذاتی گھر میں سیٹل ہو جاؤ گے تب....

شان: یہ سب کچھ تو دو ہفتے کے اندر اندر ہو جائے گا انشاءاللہ... خدا حافظ ثنا۔

ثنا: خدا حافظ جان من اور Take care of yourself....

(شان جاتا ہے۔ جہاز ٹیک آف کرتا ہے۔ جہاز کے اندر کا منظر۔ شان کی اداسی،

نیچے دیکھ رہا ہے۔ کیپٹن کی آواز آتی ہے)

خواتین و حضرات! آپ کا کیپٹن آپ سے مخاطب ہے۔ اس وقت ہم دریائے چترال کے عین اوپر پرواز کر رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم لواری ٹاپ پر سے گزریں گے جہاں موسم بالکل صاف ہے۔ نیچے دریا کے ساتھ جو راستہ دکھائی دے رہا ہے، وہ وادیٔ بمبوریت کو جا رہا ہے.... (یہاں یکدم کالاش کے کچھ فلیش بیک۔ زرگل کے چہرے کے کلوز۔ جب واپس شان کے چہرے پر آتے ہیں تو وہی فقرہ دہرایا جاتا ہے "نیچے دریا کے ساتھ جو راستہ دکھائی دے رہا ہے، وہ وادیٔ بمبوریت کو جارہا ہے۔"

CUT

(زرگل کسی جنگل میں یا اپنے گھر میں۔ اوپر آسمان کی طرف دیکھتی ہے جیسے جہاز کی آواز سن لی ہو۔)

CUT

(جہاز اسلام آباد ایئرپورٹ کے رن وے پر اتر رہا ہے)

CUT

(ذیشان ایئرپورٹ سے باہر آتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ کوئی اسے لینے نہیں آیا۔ اس دوران ایک دو ٹیکسی والے اس سے پوچھتے ہیں اور وہ ان سے پیچھا چھڑاتا ہوا باہر نکل جاتا ہے۔ باہر وہ ایک فٹ پاتھ پر سامان رکھے کھڑا ہے کہ مہ وش آتی ہے۔ مہ وش ایک پلی ہوئی، خوش شکل ماہی منڈا قسم کی امریکہ پلٹ بچی ہے۔ شان کی چچازاد ہے۔ اس میں بہت مردانگی ہے اور وہ اکثر جین اور جوگر اور جیکٹ وغیرہ میں ہوتی ہے۔ آواز بھی اگر Husky ہو تو بہتر ہے۔ موٹر سائیکل پسندیدہ سواری ہے۔ مہ وش ایک بڑے موٹر بائیک پر آتی ہے اور شان کے قریب آکر ہارن بجاتی ہے۔ شان چونکتا ہے)

مہ وش: Hello Shani, Waiting for somebody?

شان: Even if I were waiting for somebody, won't be you sweet

مہ وش: Now Shani dear, don't be cruel, want a ride?

شان: نو تھینکس... میرا دماغ خراب نہیں کہ میں تمہارے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھ جاؤں۔ مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے۔

مہ وش: کون بہت پیاری ہے؟

شان: تم نہیں۔ اور مجھے ایئرپورٹ پر کوئی لینے کیوں نہیں آیا؟

مہ وش: میں جو آگئی ہوں..

شان: پلیز وشی... میں تھکا ہوا ہوں... کیا سچ مچ کوئی نہیں آیا؟

مہ وش: (دوسری جانب دیکھ کر اشارہ کرتی ہے اور منہ سے ہلکی سی سیٹی بجاتی ہے تو ایک گاڑی شوفر کے ساتھ آتی ہے) آپ اس میں تشریف رکھیں۔

شان: اور تم....

مہ وش: میں آپ کے پائلٹ کے طور پر کار کے آگے آگے ڈرائیو کرتی ہوں... یور رائل ہائی نیس...

شان: (حیران ہو کر) You don't mean it.

(شارپ کٹ)

(کار اسلام آباد کی طرف جارہی ہے اور اس کے آگے مہ وش موٹر سائیکل چلاتی جارہی ہے۔ ایک دیہاتی عورت حیرت سے دیکھتی ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ سے سگریٹ گر جاتا ہے۔ ایک باریش صاحب لاحول پڑھتے ہیں)

CUT

(کار اسلام آباد کے ایک مہنگے سیکٹر کے ایک محل نما مکان کے اندر جاتی ہے۔ آگے آگے مہ وش ہے۔ کار پورچ میں رکتی ہے۔ مہ وش اور شان اترتے ہیں۔ کیمرہ ایک جانب لان کی طرف جاتا ہے جہاں گھریلو ملازمہ عمر تقریباً بیالیس سے پینتالیس برس... کھڑی ہے اور شان کو دیکھ کر مسکراتی ہے۔ شان اسے نہیں دیکھ رہا۔ ملازمہ کا نام بی بی شفقت ہے لیکن اسے بی بی شپو یا صرف شپو کہا جاتا ہے... مہ وش اور شان گھر کے اندر جاتے ہیں۔ مختلف راہداریوں میں سے گزر کر ڈرائنگ اور لیونگ ایریا میں پہنچتے ہیں جہاں آپا ثریا اور ان کا خاوند داؤد شاہ موجود ہیں۔ آپا ثریا آگے بڑھ کر ملتی ہے)

ثریا: (اس کا لہجہ کچھ کچھ سلیمہ ہاشمی جیسا ہوگا یعنی نیشنل کالج آف آرٹس میں جو لوگ پڑھتے پڑھتے عجیب سے ہو جاتے ہیں۔ ویسا لہجہ) ہائے ہائے شانی، یہ تم نے کیا کیا... بڑا ظلم کیا... اتنے سالوں بعد انگلینڈ سے آئے۔ ابھی جی بھر کے دیکھا نہیں تھا کہ ادھر چلے گئے... کدھر چلے گئے تھے؟

شان: چترال ثریا آپا...

ثریا: ہاں تو ادھر چلے گئے... کیوں چلے گئے تھے؟

شان: آپ سے پوچھ کر تو گیا تھا آپا...

ثریا: اچھا... پوچھ کر گئے تھے۔ پھر بھی کیا ضرورت تھی جانے کی... اکلوتی آپا کو اچھی طرح مل کر بھی نہیں گئے۔ میں نے تو ابھی تمہارے ساتھ بہت باتیں کرنی ہیں ڈھیر ساری... ہائے ہائے شانی تمہارا رنگ کتنا کالا ہو گیا ہے... سن لوشن لگایا ہوا ہے؟

شان: نہیں آپا...

ثریا: ہائے ہائے، ڈیوڈ تم نے ابھی تک شانی کو ویلکم ہی نہیں کیا...

داؤد: تم چپ کرو گی تو میں اسے ویلکم کروں گا ناں...

ثریا: لو بھائی کے ساتھ بہن کی محبت دیکھ کر جیلس ہو گئے... جل بھن کے کوئلہ ہو گئے...

شان: آپ کیسے ہیں داؤد بھائی؟

داؤد: میں ایک میٹنگ میں تھا کہ تمہاری آپا کا فون آ گیا کہ شان آ رہا ہے... اور تم فوراً اسے ویلکم کرنے کے لیے پہنچو... میں پہنچ گیا۔ تمہارا ٹرپ کیسا رہا؟

شان: (زر گل کا سوچتے ہوئے) کیا بتاؤں داؤد بھائی... میں اگر وہاں نہ جاتا تو نامکمل رہتا... ادھورا رہتا۔

ثریا: لیکن تم اتنے کالے کیوں ہو گئے ہو شان... ادھر گرمی ہوتی ہے؟... کدھر گئے تھے؟ ہاں چترال... داؤد ان دنوں بہت مصروف ہیں... اتنے مصروف ہیں کہ... کتنے مصروف ہیں ڈیوڈ؟

داؤد: (مسکرا کر) بہت زیادہ دراصل سیکرٹری نیا آیا ہے اور آتے ہی اس نے اپنی

ایفی شنسی شو کرنے کے لیے پورے ڈیپارٹمنٹ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ بس ایک دو ہفتے کی بات ہے۔ صورتِ حال معمول پر آ جائے گی۔

شان: صورتِ حال معمول پر کیوں آ جاتی ہے داؤد بھائی؟

داؤد: اس لیے کہ اس ملک میں کوئی بھی کام نہیں کرنا چاہتا... اگر کوئی کام کرنے والا آ جاتا ہے تو اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے... اسے ہر جانب سے طنزیہ مسکراہٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ شخص آہستہ آہستہ مجرم سا محسوس کرنے لگتا ہے... وہ سوچتا ہے، میں کیوں اتنے ڈھیر سارے لوگوں کو ناراض کروں... وہ بھی ان جیسا ہو جاتا ہے اور ایک مرتبہ پھر راوی چین ہی چین لکھنے لگتا ہے...

ثریا: یہ تم کدھر چلے گئے ہو ڈیوڈ... لاہور میں گئے ہو... راوی تو ادھر ہے... جس کے درمیان میں وہ ہے، پتہ نہیں کتنی دری... جہاں ہم پکنک منانے گئے تھے..

داؤد: شان میں چلتا ہوں... میں واقعی میٹنگ میں تھا۔ جلد ملاقات ہو گی...

شان: تھینک یو بھائی جان... (داؤد جاتا ہے۔ شان، مہ وش کی طرف دیکھتا ہے جو اس دوران پہریداروں کی طرف ہاتھ پیچھے باندھے کھڑی ہے) مہ وش تم یہاں پہرہ دینے آئی ہو۔ Relax... یار۔

مہ وش: تھینک یو یور ایکسی لینسی... (بیٹھ جاتی ہے) شکر ہے آپ کو ہمارا خیال آیا... اوئے بات سنو شانی...

ثریا: ہائے ہائے وشی Where are your manners?... اوئے اوئے کیوں کرتی ہو...

مہ وش: آئی ایم سوری آپا... لیکن... اوئے... آئی ایم سوری... بات سنو شانی۔

شان: سناؤ...

مہ وش: ... وہ تم سے ایک بات کہنی تھی لیکن پتہ نہیں مجھے پوچھنی چاہیے یا نہیں... شاید لڑکیاں نہیں بولتیں... اور میں تو لڑکی ہوں۔

شان: لڑکیاں کہاں نہیں بولتیں...

مہ وش: بلکہ شاید وہ تو شرماتی ہیں... اور اسی لیے میں نہیں بولوں گی...

ثریا: میں بھی نہیں بولوں گی... ہائے ہائے شانی کیا بتاؤں کیا بات ہے...

شان: (تنگ آجاتا ہے)۔ ہم لوگ اپنے آپ کو کیوں بھول گئے ہیں آپا.... ادھر یہ وشی ہے، اس کی شکل سے اس کی چال، ڈھال اور Mannerism سے لگتا ہے کہ یہ پاکستانی ہے....؟

ثریا: ہائے ہائے کیسے لگے.... ساری عمر تو وہاں گزار آئی ہے۔ کہاں گزار آئی ہے؟

مہ وش: میساچوسٹس...

ثریا: ہاں.... وہاں گزار آئی ہے۔

شان: اب تو وہاں نہیں ہے ناں.... اور دوسری جانب آپ ہیں۔ آپ پر ایک تو کانونٹ کا اثر ہوا۔ پھر نیشنل کالج آف آرٹس چلی گئیں۔ ایسی گئیں، ایسی گئیں کہ ابھی تک واپس نہیں آئیں۔

ثریا: ہائے ہائے شان، اپنی بات بھی تو کرو.... تم نہیں گئے تھے انگلینڈ.... وہاں، کہاں گئے تھے؟

شان: ہاں گیا تھا لیکن میں اپنی چال تو نہیں بھولا۔ اپنا رنگ تو نہیں بدلا۔

ثریا: لو... کالے تو ہو گئے ہو، کہتے ہو کہ رنگ نہیں بدلا۔

شان: (ہنستا ہے) آپ نہیں سمجھیں گی.... اور تم تو ہو ہی ٹام بوائے... کیوں کزن مہ وش...

مہ وش: یس یور ایکسی لینسی....

شان: (ایک دم چونکتا ہے) آپا.... ابو جان کہاں ہیں؟ دفتر میں ہیں؟

ثریا: نہیں.... ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اپنے بیڈ روم میں ہیں۔

شان: میں دیکھتا ہوں۔

ثریا: نہیں.... کہتے تھے، ڈسٹرب نہ کرنا۔ شام کو خود ہی مل لیں گے...

مہ وش: اوئے شانی.... یہ تم میں سے ایک... عجیب سی بُو آ رہی ہے.... جیسے جیسے پتہ نہیں... (قریب آتی ہے۔ شان کے گلے میں وہی پٹی ہے)

شان: (پٹی اتارتا ہے) شاید اس میں سے آ رہی ہے...

مہ وش: اوہ (سونگھ کر منہ بناتی ہے) یہ کیا ہے؟

شان: یہ... کالاش کی ہے۔

ثریا: ہائے ہائے کس لاش کی ہے؟

شان: نہیں آپا.... یہ.... وادیٔ کالاش کی ہے... یہ وہاں کی خوشبو ہے... وہ ندی اب بھی وہیں بہہ رہی ہو گی.... اور اس کے کنارے شاید... (آہستہ سے) زرگل (اپنے آپ سے) میں آج ہی ابو سے بات کروں گا.... آج ہی.... (پٹی سونگھتا ہے)

ثریا: ہائے ہائے کہاں چلے گئے؟

(کیمرہ شان پر جو کالاش کی یاد میں گم ہو چکا ہے اور مسکرا رہا ہے)

CUT

(شان کے کمرے کے باہر۔ ملازمہ بی بی شپو ادھر اُدھر دیکھتی ہے اور پھر کھڑکی کے اندر دیکھنے کی کوشش کرتی ہے لیکن پردے کھنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے کچھ بھی دیکھ نہیں پاتی.... داؤد کا بھائی موسےٰ شاہ آیا ہے۔ نوجوان، نکما، سمارٹ، باتونی اور باادب.... بھائی کے پاس رہتا ہے اور بھائی اپنے سسر کے گھر میں۔ بات کرتا ہے تو شپو چونک جاتی ہے)

موسےٰ: بی بی شپو۔ یہ کیا آپ شپ شپ اندر دیکھ رہی ہیں؟

شپو: کچھ بھی نہیں۔ بس یونہی جھانکا تھا کہ شاید صاحب بلا رہے ہوں (موسےٰ اندر جانے لگتا ہے) داؤد صاحب تو دفتر میں ہیں...

موسےٰ: بھابی تو گھر ہیں ناں... اور انکل ظفر خان بھی ہوں گے.... اور خوب یاد آیا شپو بی بی میں خود بھی تو اس گھر میں رہتا ہوں، اپنی بھابی کا گھر ہے...

شپو: ویسے ہمارے ہاں اپنی بہنوں کے گھر میں یوں دائمی طور پر رہنا کچھ اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

موسےٰ: بالکل درست لیکن.... ثریا بھابی میری بہن تو نہیں بھابی ہیں... اور اپنی بھابی کا گھر ہے.... سنا ہے ذیشان بھائی بھی آگئے ہیں چترال سے... چل کر ان سے سفر نامہ سنتے ہیں۔

شپو: ابھی ریسٹ کر رہے ہیں....

موسےٰ: تو میں نے کون سا ان سے ڈنڈ بیٹھکیں نکلوانی ہیں.... ریسٹ کر رہے ہیں....

(جاتا ہے۔ کیمرہ شیبو کے ناگوار چہرے پر)

CUT

(ذیشان کا بیڈ روم۔ وہ ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے ہاتھوں میں وہی چترالی پٹی ہے اور وہ اپنے خیالات میں گمن ہے۔ دستک ہوتی ہے۔ وہ پٹی رکھ کر اٹھتا ہے اور دروازہ کھولتا ہے۔ باہر موسے کھڑا ہے)

موسے: شان بھائی سلاما لیکم.... کیا حال ہے؟ کب آئے؟ اندر آجاؤں (اجازت سے پیشتر اندر آجاتا ہے) آپ ریسٹ تو نہیں کر رہے؟ آپ کا ٹرپ کیسا رہا؟ اور کیا حال ہے؟

شان: اور بھی ٹھیک حال ہے.... تم سناؤ.... ان دنوں کیا کاروبار ہو رہا ہے؟

موسے: (سنجیدگی سے) ایک N.G.O کھولنے کا ارادہ ہے.. نان گورنمنٹ آرگنائزیشن..

شان: تم ایک N.G.O کھولو گے؟

موسے: ہاں بالکل۔ ان دنوں بہت رواج ہے۔ خدمت خلق بھی ہوتی رہتی ہے اور مال پانی بھی بنتا رہتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مجھے خدمت خلق کا بڑا شوق ہے۔

شان: میں جانتا ہوں۔

موسے: اور یہ N.G.O ہو گی آلودگی اور ماحولیات کے حوالے سے... فنڈ بھائی جان داؤد Release کروا دیں گے... آرگنائز میں کروں گا... آپ بھی جائن کر سکتے ہیں... آپ جانتے ہیں مجھے آلودگی اور ماحولیات کا بڑا فکر ہے...

شان: جانتا ہوں۔

موسے: اور جنگلی حیات (وائلڈ لائف) کا تو میں دیوانہ ہوں۔ میری N.G.O پاکستان کے جنگلوں میں ناپید ہوتے ہوئے لومڑوں کو بچائے گی... آپ جانتے ہیں کہ میں لومڑوں کے بارے میں کتنا...

شان: میں جانتا ہوں...

موسے: (ہنستا ہے) آپ سنجیدہ نہیں ہیں لیکن میں ہوں۔ یہ درست ہے کہ میں نے آج تک جتنے کاروبار شروع کیے... اور آپ سے بھی ایک مرتبہ تھوڑا سا قرضہ لیا... تو یہ کاروبار کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر.... بس.... کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئے

لیکن شان بھائی...N.G.O... ماحولیات... وائلڈ لائف... آلودگی.... یہ سو فیصد کاروبار ہے.... ایک دو سیمینار بڑے ہوٹلوں میں۔ انگریزی میں مقالے اور .... بیوروکریسی میں تعلقات... اور کھل جا سم سم۔

شان: ویسے تم ابھی تک.... یہیں.... قیام پذیر ہو....

موسے: میں نے اور کہاں جانا ہے۔ آفٹر آل اپنی بھابی کا گھر ہے۔ (دستک ہوتی ہے) میں دیکھتا ہوں (دروازہ کھولتا ہے بی بی شیبو کھڑی ہے)۔ جی بی بی جی...

شیبو: بڑے صاحب جی کہہ رہے ہیں کہ اگر چھوٹے صاحب نے آرام کر لیا ہے تو وہ نیچے ان کا انتظار کر رہے ہیں....

موسے: اوہو آپ کی تو پیشی ہو گئی ہے شان بھائی... میں چلتا ہوں۔

شان: کہاں جا رہے ہو؟

موسے: جانا کہاں ہے۔ اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ آفٹر آل اپنی بھابی کا گھر ہے۔

CUT

(ایک بہت پوش اور نفیس ذوق کا حامل ڈائننگ روم۔ ظفر خان ایک آرام کرسی پر بیٹھا سگار پی رہا ہے۔ کافی کی ٹرالی پاس کھڑی ہے۔ انسٹافون پر کسی کو ہدایات دے رہا ہے)

ظفر: ہمارا دماغ خراب ہے کہ ہم سونے کے بھاؤ والی زمین پر پارکنگ لاٹ بنائیں... ہاں ہاں مجھے رولز اینڈ ریگولیشنز مت بتاؤ۔ میں جانتا ہوں کہ کسی بھی کمرشل بلڈنگ یا پلازا کے لیے پارکنگ لاٹ بنانا ضروری ہے ورنہ نقشہ پاس نہیں ہوتا۔ تو ہم آج تک رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق چلے ہیں جو اب چلنا شروع کر دیں۔ پارکنگ لاٹ والی جگہ پر کم از کم بیس دکانیں تعمیر ہو سکتی ہیں۔ تم ان میں سے دو.... ان کو پیش کر دو... ہاں.... آزمودہ ہے....

(شان آتا ہے۔ تھوڑی دیر کھڑا رہتا ہے۔ پھر کھانستا ہے۔ ظفر خان اسے دیکھ کر اٹھتا ہے اور گلے ملتا ہے) ہاں بھئی شانی.... کیسے ہو؟ How was the trip?

شان: آپ کی طبیعت خراب تھی تو اب....

ظفر: ایک ہوتا ہے پریشر۔ ایک ہوتا ہے پریشر کا دباؤ تو مجھ پر ذرا پریشر کا دباؤ بڑھ گیا

تھا.... اب تمہیں دیکھ کر بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ پرنس ثناءاللہ نے کوئی شاہانہ خاطر و مدارات بھی کیں یا یونہی سیر سپاٹے پر ہی ٹرخا دیا.... پہاڑ وغیرہ دکھا کر....

شان: پورے چترال نے میری خاطر و مدارات کیں ڈیڈی... انہوں نے مجھے ایسے لذیذ کھانے کھلائے کہ ان کا ذائقہ اب تک میری زبان پر ہے.... بہت محبت کرنے والے لوگ ہیں۔

ظفر: تم Impress بھی تو فوراً ہو جاتے ہو۔ تمہاری عادت ہے۔

(اس دوران کیمرہ ملازمہ شیپو پر جاتا ہے جو ایک کونے میں خاموش کھڑی دونوں کو دیکھ رہی ہے۔ ظفر اسے دیکھتا ہے اور ناپسند کرتا ہے)

ظفر: شیپو تم یہاں کیا کر رہی ہو؟.... ہماری باتیں سن رہی ہو؟

شیپو: نہیں بڑے صاحب.... میں تو چائے وغیرہ کا پوچھنے آئی تھی....

ظفر: اور آ کر کھڑی ہو گئی.... چلو.... جاؤ یہاں سے (وہ جاتی ہے) کسی روز میں نے اسے نوکری سے نکال دینا ہے۔ بہت Eves-dropping کرتی ہے۔

شان: بی بی شیپو.... نیک خاتون ہیں ڈیڈی۔ ہم سب سے محبت کرنے والی....

ظفر: ہم سے یا ہماری دولت سے....؟

شان: مجھے تو لگتا ہے کہ صرف ہم سے....

ظفر: ہاں تم Impress بھی تو ہو جاتے ہو، عادت ہے تمہاری.... تو ینگ مین انگلینڈ سے ایم بی اے بھی ہو گیا۔ چترال کا ٹرپ بھی لگ گیا۔ اب کچھ کاروبار کی طرف بھی دھیان دو.... مجھے تم سے شکایت ہے۔ یہی کہ لاپروا ہو' اپنے کاروبار کے سلسلے میں.... میں تو شکر گزار ہوں داؤد کا.... بہت خیال رکھتا ہے.... میرے کاروبار کا بھی اور میرا بھی.... اور ظاہر ہے ثریا کا بھی.... ہاں جی تو پھر.... کیا ارادہ ہے؟

شان: آپ خواہش کا اظہار کریں۔ میں آپ کا بیٹا ہوں.... اس کے مطابق چلوں گا....

ظفر: ہوں.... تو کر دوں اپنی خواہش کا اظہار؟

شان: اور اسکے بعد ڈیڈی.... میں نے بھی آپ سے ایک بات کرنی ہے.... اور آپ نے بھی میری خواہش کو پورا کرنا ہے۔ میں دوبارہ آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگوں گا....

ظفر: جو مانگو گے، مل جائے گا شان.... لیکن اس سے پیشتر.... اس سے پیشتر... اگلے ہفتے تمہاری شادی ہے (کیمرہ شان پر) ہاں... یہی میری خواہش ہے... صرف چند رشتے داروں اور دوستوں کو بلایا ہے.... شان.... کیا بات ہے....

شان: میں.... ڈیڈی.... یہ تو نہیں ہو سکتا.... میں نے.... یہ نہیں ہو سکتا....

ظفر: یہ تو سمجھو کہ ہو چکا ہے شان۔ مہ وش میرے مرحوم بھائی کی اکلوتی بیٹی ہے.... میں اسے خاندان سے باہر نہیں جانے دوں گا۔ یوں بھی مجھے پسند ہے۔

شان: مہ وش کے ساتھ میری شادی... وہ تو.... میں مہ وش کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔

ظفر: تم مہ وش کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتے؟

شان: میں... نہیں میں کسی کے ساتھ بھی شادی نہیں کرنا چاہتا... ڈیڈی میں تو..

ظفر: سنو شان... میں نے، ثریا اور داؤد نے تمہاری بہتری کے لیے یہ فیصلہ کیا ہے اور انگریزی کے لفظ Irrevocable کا مطلب جانتے ہو.... یہ فیصلہ Irrevocable ہے... ناقابل واپسی... بہت آوارہ گردی کر چکے.... بہت Romantic ہو چکے۔ اب پریکٹیکل لائف شروع کرو... کاروبار، گھریلو زندگی، تعلقات اور زندگی میں وسعت...اگلے ہفتے تمہاری شادی ہے مہ وش کے ساتھ ....اور.... اگر اس دوران میں ہارٹ اٹیک، برین ہیمرج سے مر نہ گیا تو اگلے ہفتے تمہاری شادی ہے....Irrevocable (کیمرہ شان پر)

CUT

(ثریا کا کمرہ۔ ثریا پر شارپ کٹ ہوگا پچھلے منظر سے)

ثریا: ہائے ہائے شانی میں تو بیٹی ہوں اور بیٹیاں تو ڈیڈی کو نہیں سمجھاتیں... میں کیسے ڈیڈی کو سمجھاؤں۔ وہ تو تمہیں پتہ ہے کہ بہت ظالم ہیں۔ ظالم نہیں.... وہ.... وہ ہیں غصے والے۔ بابا وہ چھینٹی بھی لگا سکتے ہیں... میں نے نہیں کھانی چھینٹی....

شان: لیکن ثریا آپا میں... میں مجبور ہوں۔ میں مہ وش کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔

ثریا: کیوں جی... ایسی زبردست کیوٹ لڑکی ہے۔ نازک سی! کیوں نہیں شادی کر سکتے؟

شان: دیکھیں ناں اب وہ... میں ایک ایسی لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا جو موٹر سائیکل چلاتی ہو۔

ثریا: بس.... یہی اعتراض تھا تو اسے منع کر دینا۔ سویٹی نہ چلاؤ موٹر سائیکل تو وہ نہیں چلائے گی موٹر سائیکل۔

شان: آپ سمجھنے کی کوشش کریں ثریا آپا.... میں نہ صرف یہ کہ مہ وش کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا بلکہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔

ثریا: (ثریا کے چہرے پر یکدم شاک کی کیفیت۔ شان کے قریب آتی ہے) اچھا... تو یہ مسئلہ ہے۔

شان: ہاں یہی مسئلہ ہے۔

ثریا: تو تم.... ڈیڈی کو بتا دو ناں کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ....

شان: فار گاڈ سیک ثریا آپا.... وہ والا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ... آپ اگر میری مدد کا وعدہ کریں تو میں آپ کو مسئلہ بتا دوں گا۔

ثریا: Promise

شان: دراصل اُدھر کالاش میں...

ثریا: کس کی لاش میں.... پلیز شان لاشوں کی بات مت کرو۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔

شان: اُدھر.... (بے بس ہو جاتا ہے) کیا فائدہ؟.... کوئی فائدہ نہیں.... آپ نہیں سمجھیں گی اور آپ سمجھ ہی نہیں سکتیں....

ثریا: نہیں نہیں میں تمہاری آپا ہوں۔ تم سمجھانے کی کوشش تو کرو سویٹی... لیکن لاشوں کی بات نہ کرنا...

شان: مسئلہ یہ ہے ثریا آپا کہ .... (یکدم ہار مان لیتا ہے کہ یہ نہیں سمجھے گی) کوئی مسئلہ نہیں۔ بالکل کوئی مسئلہ نہیں۔

ثریا: (خوش ہو کر) تو پھر تم مہ وش سے شادی کرو گے؟

شان: (چیخ کر) نہیں....

ثریا: ہائے ہائے شانی شاؤٹ تو نہیں کرو... کہیں وہی مسئلہ نہ ہو... پوّر شانی!

CUT

(ایک ماڈرن آٹو ورکشاپ۔ اس میں زیادہ عملہ نہیں ہے۔ دو "چھوٹے" ہیں اور ایک مستری ہے اور یہ ورکشاپ مزمل خواجہ کی ہے جو شان کا بہت قریبی دوست ہے بلکہ بچپن کا دوست ہے۔ سمارٹ، تعلیم یافتہ شخص ہے جو کاروں کے شوق میں اس کام میں آیا ہے اور اچھی کمائی کرتا ہے۔ منظر کھلتا ہے تو وہ ایک پرانی فوکس واگن کے نیچے گھسا ہوا ہے۔ فوکس واگن کی مالکہ ایک کرنل ترمذی کی نوجوان بیٹی زبیدہ ترمذی ہے جسے مزمل پسند کرتا ہے لیکن وہ اسے خاص لفٹ نہیں کراتی۔ زبیدہ جھک کر اس کے ساتھ باتیں کر رہی ہے۔ اس کی آواز آ رہی ہے)

زبیدہ: خواجہ صاحب Is there something wrong? ... کچھ گڑبڑ ہے فوکسی میں....

مزمل: کچھ نہیں، بہت گڑبڑ ہے۔ انجر پنجر ہلا ہوا ہے۔ کچھ پتہ نہیں کونسی تار کہاں جا رہی ہے۔ اسے بیچ دیں مس صاحبہ... کیا حرج ہے۔

زبیدہ: نہیں ناں.... کرنل صاحب بہت اٹیچڈ ہیں اس کے ساتھ۔ ممی کے جانے کے بعد تو وہ اور زیادہ اٹیچڈ ہو گئے ہیں... اگر آپ ان کے سامنے کہیں گے کہ اسے بیچ دیں تو وہ شاید آپ کو گولی مار دیں...

مزمل: (باہر آتا ہے) ہم تیار ہیں جی گولی کھانے کے لیے۔ کتنے بجے گولی مارتے ہیں.... ہم اتنے بجے حاضر ہو جائیں گے...

زبیدہ: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو پھر خواجہ صاحب.... سٹارٹ ہو جائے گی؟

مزمل: جی ہاں.... آپ سیلف لگائیں یا تو سٹارٹ ہو جائے گی یا اس میں آگ لگ جائے گی۔

زبیدہ: نہیں ناں، آگ تو نہیں لگانی۔

مزمل: لگ جائے تو کیا حرج ہے.... اتنے عرصے سے کوشش کر رہے ہیں کہ اُدھر بھی لگ جائے، لگتی ہی نہیں۔

زبیدہ: دیکھیں خواجہ صاحب آپ دیر بہت لگاتے ہیں۔ اب میں صبح سے یہاں بیٹھی ہوئی ہوں اور.... آپ سے یہ ٹھیک ہی نہیں ہوتی۔

مزمل: لیکن یہ بھی تو دیکھیے کہ ٹائم کتنا اچھا پاس ہوا ہے۔ ہم نے کافی پی ہے، سینڈوچز کھائے ہیں.... اور.... گاڑی بھی ٹھیک ہو گئی ہے۔ ذرا اندر بیٹھ کر سیلف لگائیں...

زبیدہ: آپ تو کہتے تھے کہ آگ لگ جائے گی۔

مزمل: ابھی تک تو لگی نہیں، اب کہاں لگے گی۔ آپ لگائیں (کار سٹارٹ ہو جاتی ہے) ایک.... دو.... تین... چار...

زبیدہ: خواجہ صاحب یہ کیا گن رہے ہیں؟

مزمل: اگر تو اسے آگ لگنی ہوئی تو پندرہ تک پہنچتے پہنچتے لگ جائے گی.... نہیں تو...

زبیدہ: خواجہ صاحب (بہت ڈرتے ہوئے)

مزمل: تیرہ، چودہ اور پندرہ.... نہیں اب تو آپ مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ کرنل صاحب کو میرا سلام کہیے گا۔ اب کب ملاقات ہو گی؟

زبیدہ: جب یہ پھر خراب ہو گی...

مزمل: پھر تو جلد ہو گی انشاءاللہ (کار جاتی ہے۔ مزمل جیب میں سے چند تاریں نکال کر دیکھتا ہے) کمال ہے اتنی ساری تاریں صرف اس لیے نکالیں کہ کمبخت سٹارٹ نہ ہو اور کچھ وقت مل جائے لیکن... پتہ نہیں کیسے سٹارٹ ہو گئی.... آئے گی، جلد آئے گی.... انشاءاللہ

CUT

(رات کا وقت۔ بی بی شپو اپنے کمرے میں پہلو بدل رہی ہے۔ اٹھ کر ایک صندوق کھولتی ہے۔ تصویروں کا ایک بنڈل نکالتی ہے۔ ایک تصویر دیکھتی ہے۔ پھر اٹھتی ہے۔ راہداری میں چلتی ہے۔ شان کے کمرے میں داخل ہوتی ہے۔ وہ سویا ہوا ہے۔ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے جیسے مارنا چاہتی ہو۔ باہر کوئی آواز آتی ہے۔ فوراً پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوتی ہے اور پھر کمرے سے باہر نکل جاتی ہے)

CUT

(داؤد شاہ کا دفتر۔ ظفر اطمینان سے سگار پی رہا ہے اور کافی آچکی ہے)

داؤد: (فون پر اپنے سیکرٹری کو ہدایات دے رہا ہے) جی سبحانی صاحب.... نو کالز.... نو وزیٹر.... کم از کم چالیس پچاس منٹ کے لیے... جی؟ ہاں اوپر والی کوئی کال ہوئی تو ملا دیجئے گا۔ وہ تو مجبوری ہے.... شکریہ (فون رکھتا ہے) جی ڈیڈی آپ نے ضرور مجھے شرمندہ کرنا تھا۔ کیا ضرورت تھی بہ ذات خود میرے دفتر آنے کی.... حاضری کی سعادت مجھے دیا کیجئے۔

ظفر: کیوں؟ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اپنے بیٹے سے ملوں.... داؤد خدا گواہ ہے میں.... میں تمہیں ذیشان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں...

داؤد: میں جانتا ہوں ڈیڈی.... آپ نے مجھے کبھی احساس نہیں ہونے دیا کہ میرے ماں باپ بچپن میں جدا ہو گئے۔ کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں آپ کا داماد ہوں بیٹا نہیں۔ میں جانتا ہوں ڈیڈی....

ظفر: تم میری بیٹی کو بھی تو خوش رکھتے ہو۔ اس کی حماقت کے باوجود اسے خوش رکھتے ہو.... ثریا تھوڑی سی بے وقوف تو ہے ناں....

داؤد: ہاں تھوڑی سی....

ظفر: اور ذیشان بھی ہے.... (ذرا تلخی سے) ماں پر گئے ہیں.... داؤد وہ... فتح جنگ روڈ والی زمین کے بارے میں، میں نے کچھ انفرمیشن حاصل کی ہیں.... وہ تو بالکل بنجر اور اونچی نیچی اور خشک قسم کی زمین ہے۔ ملتی تو کوڑیوں کے بھاؤ ہے لیکن اس کا کرنا کیا ہے....

داؤد: بس آپ خرید لیں۔ نصف میرے لیے اور نصف اپنے لئے.... اور پھر انتظار کیجئے۔

ظفر: کتنا انتظار...

داؤد: صرف دو برس.... وہ زمین سونا ہو جائے گی.... (ایک فائل نکال کر عینک لگا کر پڑھتا ہے) فتح جنگ سائڈ روڈ پراجیکٹ.... (ایک قلم اٹھاتا ہے) جب آپ زمین خرید لیں گے تو میں اس پر سائن کروں گا۔

ظفر: فائل اتھارٹی تم ہو؟

داؤد: میں بھی ہوں۔ اور میں دوسروں کا کام کرتا ہوں اور دوسرے میرے کہنے پر اس

پراجیکٹ کواو کے کردیں گے.... جونہی اس علاقے میں سڑک منظور ہوگی، اس کی قیمت کئی سوگنا زیادہ ہو جائے گی (ہنستا ہے) اور تو اور میں خود آپ سے سرکار کے Behalf پر منہ مانگے داموں پر زمین خریدلوں گا....

ظفر: ہونہہ.... مجھے تمہاری یہی عادت پسند ہے۔ ایماندار شخص ہو، کرپٹ نہیں ہو.... صرف کیلکولیشن کرتے ہو۔ اپنی آنکھیں کھلی رکھتے ہو۔ اپنے لیے بھی اور میرے لیے بھی..... ٹھیک ہے، میں آج ہی اپنی ٹیم بھجوا رہا ہوں....

داؤد: اور جتنی زیادہ زمین ہو سکے، خرید لیں.... اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

ظفر: نہ.... نہیں ہو گی....

داؤد: کافی ٹھنڈی تو نہیں.... اور منگاؤں؟.... ڈیڈی آپ شان کی شادی کر رہے ہیں تو.... ہمیں شفٹ تو نہیں کرنا پڑے گا؟

ظفر: ارے نہیں بیٹے.... اس گھر پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ شان کا.... اور یوں بھی .... دیکھو داؤد شان کو میں بزنس میں لا تو رہا ہوں لیکن مجھے اس پر اعتبار نہیں۔ ذرا نالائق ہے اور نان پریکٹیکل ہے.... تم نے اس پر نظر رکھنی ہے داؤد۔.... I Trust you

داؤد: آپ فکر نہ کریں۔ آپ فکر ہی نہ کریں۔

CUT

(ذیشان کسی پارک میں۔ راول ڈیم کے کنارے۔ کہیں خزاں رسیدہ جنگل اور درختوں میں اور اس پر تھیم سانگ کی موسیقی اوورلیپ ہوتی ہے اور اس کے ساتھ زرگل کا چہرہ.... باپ کے ایک دو مکالمے شادی کے بارے میں.... اداس اور رنجیدہ ہے۔ پھر کچھ سوچتا ہے اور جا کر اپنی کار میں بیٹھتا ہے۔ کار اسلام آباد کی چند ویران سڑکوں پر۔ مزمل کی ورکشاپ پر پہنچتا ہے۔ وہ حسب معمول ایک کار کے نیچے گھسا ہوا ہے)

مزمل: (آواز آتی ہے) شان شہزادے اتنے دنوں سے اسلام آباد میں ہو اور آج اپنے یار کی یاد آئی ہے.... ذرا ہاتھ بڑھانا (اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر آتا ہے) کیا میں تم سے بغلگیر ہو جاؤں؟ کیا حرج ہے (وہ موبل آئل وغیرہ میں لتھڑا ہوا ہے)

شان: نہ نہ پرے پرے.... حرج ہے..... کیسے ہو مزمل؟

مزمل: (ہنس کر اپنا سیاہ چہرہ دکھاتا ہے) بس ایسا ہوں.... کب آئے چترال سے؟ اور ملنے نہیں آئے۔ فون بھی نہیں کیا۔

شان: میں.... میں تم سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں.... کہیں بیٹھ سکتے ہیں؟

مزمل: اوپر فلیٹ میں.... خالی پڑا ہے۔ آؤ.... اوئے چھوٹے ذرا مارکیٹ سے دو مگ کاپوچینو کے لانا.... آؤ۔

(ورکشاپ کے اوپر فلیٹ ہے۔ دونوں اسی میں جاتے ہیں)

شان: فلیٹ اپنا ہے، اس کے باوجود نیچے ورکشاپ میں ڈیرہ جما رکھا ہے... بے آرامی کی زندگی گزارنے میں ہی تمہیں آرام ملتا ہے؟

مزمل: آرام تو تب ملے گا جب وہ آئے گی (جیب میں سے دو تین تاریں نکالتا ہے) پتہ نہیں ان تاروں کے بغیر وہ فوکسی ابھی تک کس طرح چل رہی ہے... لیکن آئے گی.... جلد آئے گی انشاءاللہ!

شان: ابھی تک سلسلہ چل رہا ہے؟

مزمل: جب فوکسی کھڑی ہو جاتی ہے اور وہ اسے میری ورکشاپ میں لاتی ہے تو سلسلہ چل پڑتا ہے۔ فوکسی چلتی ہے تو سلسلہ رک جاتا ہے۔

شان: اور اسے ابھی تک یہ علم نہیں کہ تم اس کے عشق میں مبتلا ہو۔

مزمل: گوڈے گوڈے۔

شان: ہاں گوڈے گوڈے۔

مزمل: نہیں۔ لیکن میں مسلسل آہیں بھرتا رہا ہوں اور ان آہوں کا اثر ہو گا.... آہیں بھرنے میں کیا حرج ہے اور تم مجھ سے علیحدگی میں....

شان: بتاتا ہوں.... وہ.... تم میری کزن وشی کو جانتے ہو ناں؟

مزمل: اچھا وہ موٹر سائیکل سوار حسینہ۔ اسے دیکھ کر تو پرانی فلمیں یاد آ جاتی ہیں.... لیکن یار مجھے تو وہ.... کچھ منڈا منڈا سی ہے۔

شان: بس ... وہی... تو ڈیڈی جو ہیں ... وہ.... ان کی خواہش ہے، خواہش نہیں۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میری شادی اس کے ساتھ کر دیں گے... اور دو

چار دن میں۔

مزمل: مبارک ہو دوست.... تمہارے نکاح پر میں بھی دو چار چھوہارے کھاؤں گا۔ شاید ان کی برکت سے ہمارا یہ فلیٹ بھی آباد ہو جائے۔

شان: لیکن مزمل میں شادی کرنا نہیں چاہتا۔

مزمل: موٹر سائیکل والی سے نہیں کرنا چاہتے؟

شان: نہیں یار میں کسی کے ساتھ بھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو.... Already اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ میری کیا مجبوری ہے.... بتاؤں گا تو سہی لیکن... بس یوں سمجھ لو کہ میں.... شادی کر ہی نہیں سکتا اور تم... کوئی مشورہ دو، کوئی راستہ بتاؤ.... کیا کروں؟

مزمل: واقعی شادی نہیں کرنا چاہتے؟ (شان سر ہلاتا ہے) موٹر سائیکل والی کے ساتھ...

شان: کسی کے ساتھ بھی نہیں۔ ابھی نہیں...

مزمل: تو پھر.... وہ کیا کہتے ہیں۔ تم میں ہمت ہے تو دنیا سے بغاوت کرلو ورنہ جہاں ماں باپ کہتے ہیں... وہاں... شادی کرلو....

شان: بغاوت کردوں؟ (وہ سر ہلاتا ہے) کس طرح؟

مزمل: اپنے ڈیڈی کے کمرے میں Entry دو۔ اس سے پیشتر کہ وہ کچھ کہیں، تم فوراً بات شروع کر دو اور کہو کہ ڈیڈی میں شادی نہیں کروں گا۔ میں آپ کی بے حد عزت کرتا ہوں لیکن.... میں آپ کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا... نہ آج نہ کل... میں شادی نہیں کروں گا.... اور کمرے سے باہر آ جاؤ۔

شارپ کٹ

ظفر: اور کمرے سے باہر کہاں جا رہے ہو..... بد تمیز..... ٹھہرو... کیا مطلب کہ تم آج نہ کل، شادی نہ کرو گے اور تم میری بے حد عزت کرتے ہو... یہ عزت کرتے ہو میری؟... شان... سنو اور غور سے سنو... مہ وش میرے بھائی کی بیٹی ہے اور پھر اس کے نام جو جائیداد ہے، وہ بھی فیملی سے باہر نہیں جانی چاہیے.... اس لیے تمہاری شادی مہ وش سے ہو گی...

(یہاں پر ثریا آ کر کچھ دیر یہ گفتگو سنتی ہے)

شان: لیکن ڈیڈی میرے کچھ پرابلمز ہیں... میں... ٹھیک ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ میری کیا پرابلم ہے۔ میں کیوں مہ وش کے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی شادی کیوں نہیں کر سکتا... دراصل....

ظفر: میں کوئی بہانہ نہیں سننا چاہتا شان' بلکہ میں تم سے کچھ بھی سننا نہیں چاہتا۔ اب اگر تم بولو گے تو صرف اس لمحے جب تم کہو گے کہ "مجھے منظور ہے" سمجھے تم...

ثریا: ہائے ہائے شان تم کتنے سویٹ لگو گے جب تم کہو گے کہ مجھے... مجھے منظور منظور ہے۔ نہیں صرف منظور ہے اور تم نے وہ بھی تو پہنا ہو گا، کیا پہنا ہو گا ڈیڈی...

ظفر: سہرا...

ثریا: ایک اور آخری بات شان۔ I want children... ثریا کے کوئی اولاد نہیں اور میرا کیا پتہ کب.... کب بلاوا آ جائے.... تم میرے اکلوتے بیٹے ہو اور تم سے ہی میری نسل آگے بڑھے گی.... تم شادی کے لیے تیاری کرو۔

(جاتا ہے)

ثریا: ہائے ہائے شانی.... کتنا مزہ آئے گا جب...

شان: (غصے سے) آپ چپ نہیں رہ سکتیں ثریا آپا...

ثریا: ہائے ہائے شانی میں تو... ہم تو.... وہ بھی تو بجائیں گے ناں.... کیا کہتے ہیں اسے.... ڈھولکی.... کلچر ہے ہمارا۔

(ڈھولکی کی تیز اور بلند تھاپ۔ حجلۂ عروسی۔ شان ایک سنجیدہ چہرے کے ساتھ۔ پلنگ پر مہ وش دلہن کے روپ میں۔ شان تقریباً بت بنا کھڑا ہے اور کیمرہ مہ وش پر چارج کرتا ہے)

CUT

(کالاش میں زرگل بیٹھی ہے۔ کمرے میں جہاں لکیریں لگاتی ہے۔ وہاں دس بارہ لکیریں لگ چکی ہیں۔ کھڑکی کی چوکھٹ میں دیا جل رہا ہے۔ زرگل دیوار پر ایک اور لکیر لگاتی ہے۔ یکدم دیا گل ہو جاتا ہے۔ کیمرہ زرگل کے پریشان چہرے پر

اوراس کے ساتھ موسیقی.... یہاں پروڈکشن کے حوالے سے اگر انٹر کٹ متاثر کن ہو سکیں تو استعمال کریں ورنہ قسط کا اختتام زرگل کے چہرے پر ہوگا اور وہ جانتی ہے کہ شان کے حوالے سے کوئی ٹریجڈی ہوئی ہے)

CUT

کالاش

قسط نمبر7

کردار:

۱- ذیشان
۲- مہ وش
۳- ثریا
۴- داؤد
۵- ظفر
۶- مزمل
۷- زرگل
۸- بشارا
۹- ثناءاللہ
۱۰- موسےٰ
۱۱- شیوبی بی
۱۲- زبیدہ
۱۳- ندی

(یہ قسط بھی قسط نمبر 6 کے آخری منظر سے شروع ہو گی۔ شان کی شادی کی رات اور زرگل کا دیا بجھنا اور اس کا پریشان چہرہ۔ واپس شان کے شادی کے کمرے میں۔ مہ وش چوری چوری اسے دیکھتی ہے اور پھر بالکل ٹام بوائے کی طرح گھونگھٹ الٹ کر کہتی ہے "ہیلو شانی")

شان: مہ وش یہ.... تم کیا کر رہی ہو؟ شادی کی رات دلہن خود تو گھونگھٹ نہیں الٹ دیتی۔

مہ وش: And why not?

شان: اس لیے کہ یہ ہماری ٹریڈیشن ہے... یہ... ایسا ہی ہوتا ہے.... اور یہ خوبصورت بات ہے۔

مہ وش: تم ان باتوں پر یقین رکھتے ہو شانی؟.... کیوں شانی؟

شان: ہاں...

مہ وش: Then No Problem. (پھر گھونگھٹ ڈال لیتی ہے) ٹھیک ہے! لیکن یار میرا دل بہت گھبرا رہا ہے اس ٹینٹ میں.... تم اٹھا لو اس کو جلدی سے... What do you say?

شان: مہ وش.... تم شاید جانتی ہو کہ میں.... فی الحال شادی پر رضامند نہیں تھا۔ یہ صرف ڈیڈی.... بس ان کی خوشی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان کوئی بھید نہ ہو۔ کوئی ایسی دیوار نہ ہو جس کے پار ہم ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں.... میں ایک بات تمہیں بتانا چاہتا ہوں... اور.... ایک اقرار کرنا چاہتا ہوں... لیکن تم وعدہ کرو کہ تم ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرو گی...

مہ وش: مجھے یہاں کچھ سنائی تو دے نہیں رہا۔ تم پتہ نہیں کیا تقریر کر رہے ہو... اسے پہلے اٹھا دو پلیز... (شان آگے بڑھ کر گھونگھٹ الٹ دیتا ہے) That's Better

ہاں تو تم کسی دیوار کی بات کر رہے تھے اور بابایوں ٹہل ٹہل کر تقریر نہ کرو۔ ادھر آ کر بیٹھو... میرے پاس اور مجھے بتاؤ کہ کیا پرابلم ہے...

شان: (قریب آتا ہے) پرابلم تو نہیں ہے.... لیکن تم اسے پرابلم بنا نہ دینا... دیکھو مہ وش.... تم مجھے بچپن سے جانتی ہو...

مہ وش: OK بچپن کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتی ہوں کہ میں تم سے تین سال بڑی ہوں؟So what

شان: نہیں نہیں، میں عمروں کے فرق کے بارے میں بات نہیں کر رہا... میں تو تمہارے ساتھ.... راز ہے.... راز بھی نہیں، حقیقت ہے جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں (پلنگ پر بیٹھتا ہے۔ اس کے نیچے کوئی شے ہے۔ بے آرام ہوتا ہے۔ ٹٹولتا ہے۔ ہاتھ اوپر لاتا ہے۔ چابیوں کا ایک گچھا ہے' کی رنگ کے ساتھ۔) یہ... یہ کیا ہے؟

مہ وش: میری موٹر بائیک کی Keys ہیں بھئی۔ میں نے سوچا کیوں نہ ہم اپنی ویڈنگ نائٹ موٹر سائیکل پر منائیں.... ہیں شانی؟ Go for a ride. کیا خیال ہے شانی ... It will be just divine...

شان: موٹر بائیک پر ویڈنگ نائٹ؟

مہ وش: Why not?... چلیں (پلنگ سے چھلانگ مار کر اتر آتی ہے) ٹینکی بھی فل ہے۔

(کیمرہ شان کے پریشان چہرے پر)

CUT

(شارپ کٹ مزمل پر جو ہنس رہا ہے اور بہت لطف اندوز ہو رہا ہے اور شان بے حد شرمندہ ہو رہا ہے اور کچھ غصے میں بھی آ رہا ہے)

مزمل: نہیں یار You must be joking (ہنستا ہے) واقعی؟.... یعنی تم نے اپنی شادی کی رات موٹر سائیکل پر منائی (ہنستا ہے) ایسے بنا رہے ہو مجھے... یہ کیسے ہو سکتا ہے... ہیں؟ ہیں یار.... واقعی....

شان: تو اور کیا میں یونہی تمہیں ہنسانے کے لیے بکواس کر رہا ہوں۔

مزمل: یار ناراض کیوں ہوتے ہو۔ واقعی یار؟

شان: کیا واقعی یار واقعی یار کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کیا کوئی صحیح الدماغ نوجوان یہ کہے گا کہ اس نے اپنی ویڈنگ نائٹ اپنی دلہن کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھ کر منائی.... نہیں کہہ سکتا ناں؟ تو پھر میں کہہ رہا ہوں تو سچ کہہ رہا ہوں.... اور ہنسنا بند کرو For God Sake... تم ہنستے ہوئے ایک بے وقوف لگز بگز لگتے ہو۔

مزمل: OK.... OK اگر میں ہنستے ہوئے بیوقوف لگز بگز لگتا ہوں تو تم اپنی دلہن کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھے ہوئے کیا لگ رہے ہو گے۔ ہیں یار!

شان: بکواس بند کر دیار....

مزمل: اور سنو (ذرا سنجیدہ ہو کر پوچھتا ہے) نینی واقعی فُل تھی (پھر ہنستا ہے)

شان: تم چپ نہیں کرو گے؟ ٹھیک ہے خدا حافظ (اٹھ کر جانے لگتا ہے)

مزمل: (اسے تھام لیتا ہے) اوئے کیوں مائنڈ کرتے ہو۔ بیٹھو۔ نہیں یار.... واقعی؟.... اچھا تو گئے کہاں تھے؟....

شان: مری تک گئے تھے۔ وہاں ایک کافی بار میں کافی پی اور رات بارہ بجے واپس آ گئے اور.... سو گئے....

مزمل: اور اس نے .... یعنی ہماری بھرجائی نے سہاگ کے جوڑے میں ملبوس موٹر سائیکل چلائی.... کیا منظر ہو گا۔

شان: نہیں یار.... اب وہ اتنی بھی بے وقوف نہیں ہے۔ جین اور جیکٹ میں تھی۔ البتہ میں.... اسی بے وقوفوں والے لباس میں تھا.... خیر سے دولہا بنا بیٹھا تھا۔ وہ ابھی تک سو رہی ہے۔ اس لیے میں تمہاری طرف چلا آیا۔ اپنی بپتا سنانے.... اور فار گاڈ سیک ذرا سیریس ہو جاؤ....

مزمل: شانی۔ میرا خیال تھا کہ عمر کے ساتھ ساتھ تم ذرا مضبوط ارادے کے ہو جاؤ گے۔ انگلینڈ نے بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑا.... ڈرپوک کے ڈرپوک ہی رہے... بھئی اگر اس نے کہا تھا کہ آؤ اپنی ویڈنگ نائٹ موٹر سائیکل پر گھومتے گزارتے ہیں تو تم نے انکار کر دینا تھا....

شان: ہاں آں.... میں .... تم مجھے جانتے ہو مزمل میں ہوں تھوڑا سا Reserved ڈرپوک کہہ لو.... میں بول نہیں سکتا.... میں.... شرمیلا ہوں شاید اس لئے....

مزمل: انگلینڈ میں کوئی ایسی گوری دستیاب نہیں ہوئی جو.... خیر چھوڑو.... اور ہاں شان ایک روز جب تم چترال سے واپس آئے تھے تو..... مجھ سے کچھ کہنا چاہتے تھے.....

شان: ہاں.... بہت کچھ کہنا چاہتا تھا.... لیکن اب کوئی فائدہ نہیں.... میں ایک ایسا شخص تھا جو جنگل کی گھاس پر چلتا تھا..... ندیاں مجھ سے باتیں کرتی تھیں اور اب... میں ایک دلدل میں پھنس چکا ہوں۔ کوئی راستہ نہیں۔ کوئی روشنی نہیں.... میں کیا کروں مزمل...

مزمل: (تھوڑا سا حیران کہ یہ شخص اتنا رنجیدہ کیوں ہے) چھوڑو یار۔ اگر ہماری بھرجائی موٹر سائیکل چلاتی ہے تو اس میں اتنے اداس اور رنجیدہ ہونے کی کیا بات ہے۔ (ہنس کر) تم اس کے ٹائروں کی ہوا نکال دو....

شان: نہیں، یہ مذاق کا موقع نہیں مزمل.... قصور میرا ہے۔ میں بولا نہیں۔ میں... میں واقعی ڈرپوک ہوں.... میں بہت نکما اور بہت بیکار شخص ہوں مزمل۔ میں ...اس روز ندی مجھ سے ہم کلام ہوئی تھی.... اس نے کہا تھا....

ندی کی آواز اوورلیپ ہوتی ہے۔

"ذیشان۔ ذیشان۔ یہ میں ہوں۔ تمہارے خیمے کے ساتھ بہنے والی ندی.... تمہیں پتہ ہے ناں، میں صرف اس سے ہم کلام ہوتی ہوں جس کی قسمت کا حال میں جان لیتی ہوں... میں تو جانتی ہوں کہ تمہاری قسمت میں کیا ہے۔"

آواز کے خاتمے پر کیمرہ شان پر "کیا ہے میری قسمت میں؟ بتا دو.... پلیز بتا دو۔ کیا ہے میری قسمت میں" (سنتا ہے اور اسے ندی کی ہنسی کی آواز سنائی دیتی ہے)

CUT

(ندی کی ہنسی کی آواز جاری رہتی ہے اور ہم شان کے چہرے سے زرگل کے چہرے پر ڈزالو کرتے ہیں جو ندی کنارے بیٹھی ہے۔ وہ بھی جیسے ندی سے باتیں کرنا چاہتی ہے یا کر رہی ہے)

زرگل: بولو... تم بولو... تم ندی کا پانی بولو... شان او کے؟... وہ نہیں شان کدھر کو... بولو...

ندی: سنو زر گل... غور سے سنو... میں جانتی ہوں کہ تمہاری قسمت میں کیا ہے... تمہارے نصیب میں کیا ہے... سنو گی؟ (ہنسی کی آواز)

زر گل: بولو... سناؤ... میرا نصیب... کیا ہے... شان نہیں آیا... ادھر نہیں آیا... کب... کدھر کو... آئے گا.. شان آیا...

ندی: (پھر ہنستی ہے) بتادوں... یہ بتادوں... سنو گی؟

زر گل: ہاں...

ندی: تو... سنو.. شان نہیں آئے گا...

زر گل: نہیں...

ندی: نہیں آئے گا...

زر گل: آئے... گا... وہ شان... وہ تم جھوٹ ہے... آئے گا

ندی: نہیں... میں ہی سچ ہوں... نہیں...

زر گل: ہاں... ہاں...

ندی: نہیں... میں جانتی ہوں... نہیں نہیں...

زر گل: ہاں ہاں... (ندی کی ہنسی۔ زر گل روتی ہوئی بھاگتی ہے۔ کھیتوں... راستوں پر... گاؤں کی ایک گلی میں... راستے میں بشارا ایک غیر ملکی ٹورسٹ کو وہ ہال دکھا رہا ہے جو کالاش کا مقدس ہال ہے

Sir this is very sacred.... yes gods come here every night, yes two gods, three gods, come personally. you want to see gods, no problem.

زر گل کو روتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کے پیچھے جاتا ہے۔ زر گل اوپر قربان گاہ میں پہنچتی ہے۔ لکڑی کے تین بتوں کے نیچے جو قربانی کا خون ہے، اسے ہاتھ لگا کر دیکھتی ہے۔ بشارا آجاتا ہے۔

بشارا: زر گل... کیا دکھ ہے... کیوں روتی ہو... ایسے نہیں روؤ... مجھے بتاؤ کیا بات ہے...

زر گل: ندی... ندی بولا... ہاں... وہ ندی...

بشارا: کیا کہا ندی نے... کیا بولا؟

زر گل: وہ کہا... شان... نہیں آئے گا۔ ندی کہا، میں قسمت جانتی... نہیں آئے گا... وہ کہا ندی نے... ہاں... ابھی... مجھے بولا... شان نہیں آتا... شان OK نہیں... ندی بولا۔

بشارا: ندی جھوٹ بولتی ہے...

زر گل: (یکدم سنجیدہ ہو کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھتی ہے) نہیں... نہیں ایسا نہیں بولو... ندی ناراض ہو گی...

بشارا: ہو جائے ندی ناراض۔ سارا جنگل۔ ایک ایک پتہ۔ ساری گھاس اور ہوا ناراض ہو جائے لیکن میں تم کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا... مت روؤ زر گل...

زر گل: ندی بولتی... شان نہیں آئے گا...

بشارا: ابھی کتنے دن ہوئے ہیں زر گل... وہ آجائے گا... میں جانتا ہوں کہ وہ پہلی برف کی طرح صاف اور شفاف ہے... وہ آجائے گا... اور نہیں آئے گا تو میں اسے لے آؤں گا (جیب میں سے کارڈ نکال کر اس کا پتہ پڑھتا ہے... سٹریٹ 63 35 ہاؤس نمبر G.10 اسلام آباد) خود لے آؤں گا۔

زر گل: (زور سے) نہیں... بالکل نہیں... وہ آئے... تم نہیں جاؤ... نہیں... میں بیوی... وہ خاوند... وہ آئے... وہ آئے تو میں ندی کو بتاؤں... تم جھوٹ بولا... شان آگیا... تم نہیں جاؤ... کبھی نہیں (ہاتھ آگے کرتی ہے اور ہلاتی ہے)

(کیمرہ اوپر درختوں کی طرف جاتا ہے جہاں بودلک جیسے انتظار کر رہا ہے)

CUT

(مہ وش اپنے بیڈ روم میں۔ کوئی تیز دھن کا گانا سن رہی ہے۔ خوش ہے۔ ایک رسالہ دیکھ رہی ہے۔ موٹر سائیکل کے بارے میں بلکہ منظر کا آغاز اس میگزین میں چھپے ہوئے موٹر سائیکل پوسٹر سے ہو سکتا ہے۔ کمرے میں دو تین بڑے بڑے پوسٹر پہلے سے چسپاں ہیں۔ مہ وش اس میگزین میں سے ایک پوسٹر نکال کر دیوار پر لگاتی ہے اور پھر چیزیں ادھر اُدھر رکھتی ہے۔ ایک بیگ کھولتی ہے۔ اس میں سے زر گل کی بنائی ہوئی پٹیاں اور ہار وغیرہ نکلتے ہیں اور چترال کے

ٹورسٹ کتابچے۔ مہ وش انہیں حیرت سے دیکھتی ہے، پھر سونگھتی ہے اور بہت برا سا منہ بنا کر انہیں ردی کی ٹوکری میں ڈالتی ہے۔ گانے کی آواز بلند کرتی ہے۔ شان آتا ہے۔ اسے دیکھ کر پھر آہستہ کر دیتی ہے)

مہ وش: اوئے کدھر رہے ہو اتنی دیر۔ کوئی خیال نہیں، اپنی نوبیاہتا بیوی کا... (ہنستی ہے) مجھے خود بڑا Strange لگتا ہے۔ جب میں بیوی کا لفظ کہتی ہوں... مہ وش شان... That's me... کہاں تھے؟ میں صبح جاگی تو تم غائب...

شان: میرا ایک بہت قریبی دوست ہے مزمل... اس کے پاس گیا تھا...

مہ وش: کیا کرتا ہے؟

شان: زبردست میکینک ہے۔ ورکشاپ ہے اس کی۔

مہ وش: موٹر سائیکل مکینک ہے؟

شان: (بیزاری سے) نہیں... آٹو ورکشاپ ہے... اور (ادھر ادھر دیکھتا ہے) یہ... یہ پوسٹر کس نے لگائے ہیں؟

مہ وش: میں نے لگائے ہیں... Are,t they beautiful? آفٹر آل یہ میرا بیڈ روم بھی تو ہے...

شان: جی بالکل... میں تو آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ اپنا عزیز از جان موٹر سائیکل بیڈ روم میں نہیں لے آئیں...

مہ وش: You are funny Shan

شان: Yes I am funny, I am a Joker in fact.

(ردی کی ٹوکری کی طرف جاتا ہے۔ کالاش پٹی اور ہار اور پمفلٹ وغیرہ کو دیکھتا ہے۔ جھک کر انہیں اٹھاتا ہے) یہ... یہ کس نے یہاں پھینکے ہیں؟

مہ وش: پوسٹر کس نے لگائے ہیں... یہ کس نے یہاں پھینکے ہیں... یہ کیا ہے، وہ کیا ہے... شان you are married... یہ میرا بیڈ روم بھی ہے اور... یہ بدبودار چیزیں اگر میں نے پھینک دی ہیں تو کیا ظلم کیا ہے...

شان: (ذرا ٹھنڈا ہوتا ہے) نہیں۔ وہ تو... یہ میں کافرستان سے لایا تھا۔ سووینئر کے طور پر... وہاں کی لڑکیاں ہاتھوں سے بناتی ہیں...

مہ وش: اچھا... تو اس لیے اتنا غصہ چڑھا تھا۔ کس لڑکی نے بنا کر دیا ہے شانی؟ سنا ہے یہ کافر لڑکیاں بہت Pretty ہوتی ہیں... ہوتی ہیں؟

شان: شاید...

مہ وش: شاید کیا... یا ہوتی ہیں یا نہیں ہوتیں... اور ان کے ڈریسز بڑے Cute ہوتے ہیں... اور سنا ہے ڈانس وانس بھی بہت زبردست کرتی ہیں۔ شانی... (یکدم خوش ہوتی ہے) میرے ذہن میں ایک زبردست آئیڈیا آیا ہے... اور پتہ ہے کیا؟... ہم نے ابھی تک یہ Plan نہیں کیا کہ ہم اپنے ہنی مون کے لیے کہاں جائیں گے؟ Lets go to Chitral... Right... چترال چلتے ہیں۔

شان: نہیں۔ بالکل نہیں۔

مہ وش: And why not?... تمہیں بھی تو چترال بہت پسند ہے۔

شان: ہاں... اور... میں ابھی تو واپس آیا ہوں اور... بہت خشک اور بور جگہ ہے... اور وہاں اداسی بہت ہے... اور... وہاں ہمارا کوئی جاننے والا بھی تو نہیں... کیا کریں گے جا کر...

مہ وش: جاننے والا کوئی نہیں۔ What about prince Sanaullah...

شان: ہاں ثناءاللہ... وہ تو بے حد مصروف شخص ہے... اور ہاں وہ تو جھیل ہندرب پر مچھلی کے شکار کے لیے گیا ہوا ہے... اسی لیے تو ہماری شادی بھی Attend نہیں کر سکا تھا... اور... وہاں بچھو بھی بہت ہوتے ہیں... ہاں۔

مہ وش: Scorpion... اوہ مائی گاڈ... Really?

شان: ہاں... جوتوں میں بچھو... بستر میں بچھو... اور تو اور... رات کو سوتے ہوئے کانوں میں گھس جاتے ہیں... کیا کرنا ہے وہاں جا کر (مہ وش بہت برا سا منہ بناتی ہے۔ اب شان کہیں اور چلا جاتا ہے) اور لوگ بھی بہت سادہ اور بے وقوف سے ہیں... بہت جلد اعتبار کر لیتے ہیں... یقین کر لیتے ہیں... (ہار اور پٹی کو نظروں کے سامنے لاتا ہے)... انہیں کیا پتہ کہ باہر کی دنیا میں جھوٹ ہے، فریب ہے... خواہ مخواہ یقین کر لیتے ہیں ہر بات کا... کیا کرنا ہے وہاں جا کر...

CUT

(مزمل اپنی کار پر جا رہا ہے۔ ایک ویران سڑک کے کنارے زبیدہ کی فوکسی کھڑی ہے۔ مزمل گزر جاتا ہے۔ پھر بیک مرر میں کار کو پہچانتا ہے۔ بریک لگاتا ہے اور گاڑی پیچھے کر کے اتر جاتا ہے۔ زبیدہ سیلف مار رہی ہے لیکن کار سٹارٹ نہیں ہو رہی۔ ایک بار باہر نکل کر دھکا لگانے کی بھی کوشش کرتی ہے لیکن کار بالکل حرکت نہیں کرتی۔ مزمل تھوڑی دیر دیکھتا ہے۔)

مزمل: گڈ مارننگ مس زبیدہ... سویرے سویرے سیر ہو رہی ہے؟ بہت زبردست موسم ہے۔ سیر کے لیے... (ایک سانس ہوا میں لیتا ہے) واہ کیا تازہ ہوا ہے... اور واہ آپ تو کار کو دھکا لگا کر ورزش بھی کر رہی ہیں... ورزش بہت مفید چیز ہے... اچھا مس زبیدہ آپ ورزش کیجئے، میں چلتا ہوں، خدا حافظ!

زبیدہ: خواجہ صاحب... (سانس چڑھا ہوا ہے) میں ورزش تو نہیں کر رہی... میری تو فوکسی خراب ہو گئی ہے۔

مزمل: اب جا کر خراب ہوئی ہے؟ میرا مطلب ہے... یہ پچھلے دو دن سے چل رہی ہے۔ آپ پرسوں تشریف لائی تھیں ناں میرے پاس...

زبیدہ: ہاں... اور پرسوں کے بعد آج گھر سے نکالی ہے اور خراب ہو گئی ہے...

مزمل: تو پھر آپ دھکا لگائیں، میں چلتا ہوں۔

زبیدہ: خواجہ صاحب، یہ کیا کر رہے ہیں؟

مزمل: دیکھیں بی بی، میں اس وقت ایک شریف شہری ہوں... آپ کا مکینک نہیں ہوں... کار ٹھیک کروانی ہے تو ورکشاپ میں لائیں۔

زبیدہ: کیسے لاؤں۔ یہ تو چلتی ہی نہیں ہے اور خواجہ صاحب، کیا آپ مجھے یہاں بے آسرا اور بے مددگار چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اتنے پتھر دل ہیں؟

مزمل: (یکدم نرم پڑتے ہوئے) ہم کہاں پتھر دل ہیں۔ آپ ہی موم نہیں ہوتیں۔ ہم تو پگھل پگھل کر آپ کے قدموں میں جمع ہو رہے ہیں۔

زبیدہ: جی کیا فرما رہے ہیں خواجہ صاحب؟

مزمل: کچھ نہیں... ذرا ادھر ہٹیے (سٹارٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے) نہیں اس میں تو جان ہی نہیں ہے... (اپنی گاڑی میں سے وہی تاریں نکال کر لاتا ہے جو اس نے

فوکسی میں سے اتاری تھیں۔) ذرا بانٹ کھولیے (وہ فرنٹ کا بانٹ کھولتی ہے) ہائیں، اس میں تو انجن ہی نہیں ہے مس زبیدہ...

زبیدہ: نہیں ناں، ادھر تو نہیں ہوتا ناں فوکسی کا انجن... ادھر ہوتا ہے...

مزمل: Of course آپ کو دیکھ کر میں بھی پتہ نہیں لدھر سا ہو جاتا ہوں۔

زبیدہ: کیا ہو جاتے ہیں خواجہ صاحب؟

مزمل: لدھر... دیکھا ہے کبھی... پانی میں رہتا ہے...

زبیدہ: تو آپ کیوں ہو جاتے ہیں... لدھر؟

مزمل: اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا... چلئے پچھلا بانٹ کھولئے (وہ کھولتی ہے۔ یہ تاریں یہیں سے نکالی تھیں۔ نہیں... یہ تاریں یہاں فٹ ہوں گی... (لگاتا ہے۔) ویسے اس کے انجن کو کس احمق نے ہاتھ لگایا تھا؟

زبیدہ: آپ ہی نے تو لگایا تھا خواجہ صاحب... جب آپ کی ورکشاپ پر آئی تھی پرسوں...

مزمل: Of course... ذرا اندر تشریف رکھیں اور سٹارٹ کریں (زبیدہ گاڑی میں بیٹھتی ہے اور سیلف لگاتی ہے تو سٹارٹ ہو جاتی ہے)... واہ

زبیدہ: تھینک یو خواجہ صاحب، آپ تو فرشتہ بن کر آ گئے' پر پھڑپھڑاتے ہوئے... ہیں ناں... تو آپ بل یہاں تو نہیں دیں گے...

مزمل: (یکدم چونک کر) ہیں... ہم کیوں دل یہاں نہیں دیں گے بلکہ دیئے ہوئے ہیں... آپ نے کیا کہا تھا...؟

زبیدہ: میں نے کہا تھا کہ میں کل ورکشاپ آؤں گی تو آپ کا بل ادا کر دوں گی، ٹھیک ہے؟

مزمل: بل چیز کیا ہے، آپ میری جان لیجئے۔ بس آپ جان لیجئے کہ آپ کی کار کم از کم دو چار گھنٹے ٹھیک چلے گی... اور پھر...

زبیدہ: خدا حافظ خواجہ صاحب... اور پلیز مجھے دیکھ کر آپ وہ نہ ہو جایا کیجئے... وہ جو پانی میں رہتا ہے...

مزمل: آپ کو دیکھ کر اگر ہم وہ نہیں ہوں گے جو پانی میں رہتا ہے تو پھر وہ ہو جایا کریں

گے جو رات کے وقت کھنڈروں میں بیٹھ کر گول گول آنکھیں گھماتا ہے... کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی ہے آپ کو دیکھ کر۔

(زبیدہ چلی جاتی ہے۔ ایک ٹھنڈی آہ بھرتا ہے۔ اپنی گاڑی میں بیٹھتا ہے۔ چابی گھماتا ہے تو گاڑی سٹارٹ نہیں ہوتی۔ دو تین بار کوشش کر کے باہر آتا ہے۔ دھکا لگاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد زبیدہ واپس آتی ہے۔ کار روکتی ہے)

زبیدہ: گڈ مارننگ خواجہ صاحب۔ سویرے سویرے سیر ہو رہی ہے۔ بہت اچھا اور بیوٹی فل موسم ہے سیر کے لیے... اچھا آپ تو کار کو دھکا لگا کر ورزش بھی کر رہے ہیں۔ ورزش بہت اچھی چیز ہے۔ اچھا خواجہ صاحب، آپ ورزش کیجیے، میں چلتی ہوں۔ خدا حافظ (ایک جھٹکے سے کار لے کر جاتی ہے۔ کیمرہ مزمل کے چہرے پر۔ پاؤں زمین پر پٹختا ہے)

CUT

(رات کا وقت۔ کوئی بہت آرام سے شان کے بیڈروم کا دروازہ کھولتا ہے۔ آواز آتی ہے۔ شان جاگ جاتا ہے۔ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور لائٹ جلاتا ہے۔)

وش: (غنودگی میں) شانی... سونے دو بھئی... لائٹ آف کر دو... (شان اٹھ کر دروازہ چیک کرتا ہے جو کھلا ہوا ہے۔ پریشانی کا تاثر، برآمدے میں جھانکتا ہے) اوئے شانی پلیز لائٹ آف کر دو ڈارلنگ... (شان لائٹ آف کر کے بستر پر بیٹھا سوچتا رہتا ہے)

CUT

(بمبوریت کا بازار۔ چترال سے ایک جیپ آتی ہے جو ثنا اللہ کی ہے۔ وہ جیپ پارک کرتا ہے۔ ارمان کے ہوٹل کے ساتھ پارک کرتا ہے۔ ارمان چائے یا کھانے کی ٹرے لے جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت کا اظہار کرتا ہے)

ارمان: صاحب آپ... آپ کدھر آ گئے... آؤ صاحب آؤ...

ثنا: میں ذرا جلدی میں ہوں ارمان۔ مجھے آج ہی چترال واپس بھی جانا ہے جان من (اِدھر اُدھر دیکھتا ہے) بشارا کدھر ہو گا؟

ارمان: اس نے کدھر ہونا ہے۔ میرے ہوٹل میں ایک ٹورسٹ کو کھانا کھلا رہا ہے... آؤ

CUT

(ہوٹل کی راہداری میں لکڑی کی کرسیاں اور بنچ وغیرہ۔ ان میں ایک پر ایک پاکستانی ٹورسٹ ہے اور سامنے بشارا بیٹھا ہے۔ ٹورسٹ کے سامنے کچھ کھانا ہے جو اسے پسند نہیں آ رہا)

ٹورسٹ: بھئی یہ کیسا کھانا آپ کھلا رہے ہیں مجھے گائڈ صاحب... کیا نام ہے آپ کا؟

بشارا: (کارڈ دیتے ہوئے) بشارا خان ٹورسٹ گائڈ۔ بمبوریت ویلی چترال سر...

ٹورسٹ: کارڈ پاس ہی رکھو، پہلے بھی دے چکے ہو... لیکن یہ فوڈ...

بشارا: سر یہ فوڈ... یہ فوڈ Alexander the Great نے کھایا تھا... ہاں سکندر اعظم نے... اور اس کے بعد سر ساری دنیا فتح کر لیا تھا۔ دنیا نو پرابلم سر...

ٹورسٹ: سکندر اعظم نے...

بشارا: ہاں سر... کالاش لوگ سکندر اعظم کی اولاد ہے۔ یہ دیکھو (اپنا چہرہ دکھاتا ہے) اور یہ ناک (ناک پکڑ کر) اور (کھڑا ہو جاتا ہے) یہ قد... یہ سب یونانی ہے سر... گریک فیچرز... میں خود تھوڑا سا سکندر اعظم ہوں... نو پرابلم سر...

ٹورسٹ: لیکن یہ فوڈ... یہ تو چنے کی دال ہے اور وہ بھی کچی... اور...

بشارا: بالکل سر... ویری گڈ فوڈ... ٹریڈیشنل کالاش فوڈ... (ارمان اور ثنا اللہ کو اپنی طرف آتا دیکھتا ہے) ایکسکیوزمی... صاحب آپ...

ثنا: ہیلو بشارا خان۔ کیا حال ہے... تم نے تو Promise کیا تھا کہ چترال آؤ گے تو مجھے ملو گے۔

بشارا: صاحب ان دنوں ٹورسٹ سیزن ہے تو سال بھر کا روٹی پانی کماتا ہے... اور صاحب... آپ صاحب لوگ ہے، پتہ نہیں ادھر ہمیں پہچانتا ہے کہ نہیں...

ثنا: میں اس قسم کا صاحب نہیں ہوں بشارا... اور بشارا... میں زر گل سے ملنے آیا ہوں... میں نے ذیشان سے وعدہ کیا تھا کہ... اس کا خیال رکھوں گا... مصروفیت کی وجہ سے میں نہیں آ سکا...

بشارا: وہ... شان صاحب بھی شاید مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ سکا... اتنا مصروف ہے

کہ... چلو زر گل کو ملاتا ہوں... (ٹورسٹ کو مخاطب ہو کر) آپ ذرا اسکندر اعظم کا فوڈ کھاؤ، میں ابھی آتا ہوں۔

CUT

(زر گل ندی کے کنارے کنگھی کر رہی ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ پھر ندی کو دیکھتی ہے۔)

زر گل: نہیں بولو... OK نہیں بولو تو نہیں بولو... میں نہیں سنوں... شان... آئے گا... میں بولوں... ہاں میں بولوں (اٹھتی ہے۔ کھیتوں میں سے ندی کے کنارے جنگل میں جا رہی ہے اور اسی لمحے بودلک کو دکھاتے ہیں جو اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ زر گل پہلے نہیں جانتی، پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ رفتار تیز کر دیتی ہے۔ آخر کار قربان گاہ (یہ اوپن ایئر قربان ہے۔ بموریت سے اوپر) میں پہنچتی ہے۔ اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتی ہے۔ یکدم لکڑی کے بتوں میں سے بودلک چھلانگ مار سامنے آ جاتا ہے)

CUT

(ثنا اور بشارا جنگل میں چلے آ رہے ہیں۔ گاؤں، کھیت، آبادی وغیرہ)

CUT

(قربان گاہ، زر گل کا خوفزدہ چہرہ۔ جیسے ایک جانور جسے معلوم ہے کہ وہ اب کچھ نہیں کر سکتا۔ اسے ہر صورت قربان کر دیا جائے گا۔ قربان گاہ کے اوپر درختوں، خون، بتوں اور لکڑی پر منقش بیل بوٹوں اور زر گل اور بودلک کے کلوز... موسیقی کے ساتھ۔ پھر زر گل ایسے ساکت کھڑی ہو جاتی ہے جیسے اس پر جادو کر دیا گیا۔ بودلک ایک جادوگر کی طرح آنکھوں میں سحر لیے اس کی طرف بڑھ رہا ہے... قریب آتا ہے۔ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتا ہے۔ پھر نزدیک ہوتا ہے اور اس لمحے بشارا اور ثنا اس منظر کو دیکھتے ہیں۔)

ثنا: بشارا... یہ

بشارا: زر گل...

ثنا: اور...

بشارا: اور (سر جھکا کر اور ڈرا ہوا) بودلک... سر

ثنا: تو پھر روکو اسے۔ اس کی یہ ہمت...

بشارا: (قدرے خوفزدہ) نہیں صاحب (پیچھے ہوتا ہے) یہ بودلک ہے... اسے کوئی نہیں روک سکتا... یہ... بہت طاقت ہے اس میں سر...

ثنا: ٹھہرو (بودلک پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے کہ یہ کس کی ہمت ہے کہ مجھے پکارے) یہ... زر گل ہے... میرے دوست کی بیوی... اسے ہاتھ نہیں لگاؤ...

بشارا: نہیں روکو صاحب... یہ... نہیں صاحب (سر جھکا کر کھڑا ہو جاتا ہے)

(ثنا اس کے قریب جاتا ہے اور اس کے رویئے سے ظاہر ہے کہ وہ بودلک کو مار سکتا ہے... پرے ہٹ جاؤ... تم شاید ان لوگوں کے لیے دیوتا ہو یا کیا ہو... لیکن میرے لئے... تم ایک بزدل شخص ہو... پرے ہٹ جاؤ (بودلک پلٹ کر اسے گھورتا ہے اور اس کی طرف بڑھتا ہے۔ ثنا اپنے قدموں پر کھڑا اس کا انتظار کرتا ہے۔ وہ قریب آ کر زیر لب کچھ بڑبڑاتا ہے جیسے کوئی جادو کر رہا ہے اور پھر اس پر ایک پھونک مارتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ زر گل روتی ہوئی پاس آ جاتی ہے)

ثنا: میں شان کا دوست ہوں ثناء اللہ... یاد ہے؟

زر گل: شان آیا...؟

ثنا: نہیں... وہ ابھی تو نہیں آیا... آ جائے گا... تم میری بہن کی طرح ہو... کوئی چیز چاہیے۔ کوئی کام، کوئی جگہ... تو مجھے چترال پیغام بھیج دینا... اور... اگر اس شخص نے دوبارہ تنگ کیا... تو ضرور پیغام بھیج دینا...

زر گل: گھر جائیں گے... کھانا... پینا... OK...

ثنا: نہیں بہن، میں جلدی میں ہوں... مجھے واپس پہنچنا ہے۔ اب میں انشاءاللہ شان کے ساتھ ہی واپس آؤں گا تمہیں لینے کے لیے... بشارا... زر گل کو کوئی تکلیف نہ ہو (جیب میں سے کچھ رقم جھجکتے ہوئے نکالتا ہے) یہ...

بشارا: یہ ادھر نہیں چلتا صاحب... سب کھوٹا ہے... یہ اُدھر چلتا ہے، آپ کی دنیا میں... آپ کے کام آئے گا... ہمارے کام محبت آتا ہے۔ وہ ادھر بہت ہے

ہمارے پاس... محبت... نو پرابلم۔

ثنا: نہیں وہ تو... میں نے سوچا (شرمندہ ہو کر رقم جیب میں ڈالتا ہے) تھینک یو بشارا۔ زرگل... خدا حافظ...

(وہ جاتا ہے، زرگل اور بشارا ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ پھر اوپر ان درختوں میں دیکھتے ہیں جن میں ان کے خیال کے مطابق بودلک بیٹھا ہوگا... کیمرہ موسیقی کے ساتھ درختوں پر)

CUT

(شان پہلے روز اپنے باپ کے دفتر میں کام سنبھالنے کی غرض سے داخل ہوتا ہے۔ سوٹ میں ملبوس وہ بہت سنجیدہ لگے گا۔ دفتر کا سیٹ بے شک چھوٹا ہو، عملہ بھی کم ہو لیکن بہت Posh اور بہت سمارٹ ہو۔ لگے کہ بڑے کاروباری کا دفتر ہے۔ شان کو دیکھ کر عملے کے لوگ کھڑے ہو کر اس سے سلام دعا کرتے ہیں۔ ظفر خان بھی آتا ہے)

ظفر: واہ تم تو واقعی بزنس ایگزیکٹو لگ رہے ہو۔ Welcome شان Welcome۔ سٹاف سے مل چکے ہو؟ قریشی صاحب، سیف صاحب... ادھر مس کوثر... اور... شان... ان کو تو تم ملتے ہی رہو گے... تم یہ بتاؤ تمہیں آفس ورک پسند ہے یا فیلڈ ورک؟

شان: جو آپ مناسب سمجھیں... جیسے آپ پسند کریں۔

ظفر: یہ بات اب بدل ڈالو شان... مجھ پہ انحصار کرنا چھوڑ دو۔ اپنے فیصلے خود کرو۔ تم بتاؤ۔

شان: ڈیڈی... مجھے دونوں پسند ہیں... ابھی تو میں انڈر ٹریننگ ہوں... آہستہ آہستہ اپنے فیصلے بھی خود کرنے لگوں گا... میرا کمرہ کونسا ہے؟

ظفر: کیوں سیف صاحب، شان کے لیے کونسا کمرہ تیار کیا ہے؟

سیف: وہ سر... Space آپ جانتے ہیں جتنی ہے... ذرا کم ہے... تو... اگر شان صاحب کچھ روز داؤد صاحب کے کمرے میں بیٹھ کر کام کر لیں تو... اس دوران ادھر پارٹیشن کر کے ان کے لیے الگ بندوبست ہو جائے گا۔

شان: داؤد بھائی جان کا بھی ادھر کمرہ ہے؟

ظفر: ہاں... وہ اپنی میٹنگ اور ذمہ داریاں چھوڑ کر صرف مجھے Help کرنے کے لیے روزانہ دو تین گھنٹوں کے لیے یہاں آتا ہے... اور شان... داؤد کی عزت کرنا۔

شان: بالکل ڈیڈی... یہ آپ نے کیوں کہا... میں... جانتا ہوں کہ وہ میرے بہنوئی ہیں۔

ظفر: صرف بہنوئی نہیں، جتنا عرصہ تم باہر رہے، داؤد نے شاید تم سے بھی زیادہ میرا خیال رکھا اور (آہستہ) یہ جو بزنس نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی ہے تو... داؤد!

شان: جی ڈیڈی...

ظفر: اب تم اپنے آپ کو ذرا اس ماحول کا عادی بناؤ۔ میں کچھ فون کر لوں... چائے پر اکٹھے ہوں گے۔ (جاتا ہے)

(شان بیٹھتا ہے... مختلف چیزیں دیکھتا ہے۔ ایک فائل چیک کرتا ہے۔ کوئی فون آتا ہے۔ اٹھاتا ہے۔ "جی، نہیں میں ذیشان بول رہا ہوں... داؤد صاحب؟ وہ تو ابھی نہیں آئے..." ایک اور فائل دیکھ رہا ہے۔ ایک ہاتھ آتا ہے اور وہ فائل اس سے لے لیتا ہے۔ یہ داؤد کا ہاتھ ہے)

داؤد: (مسکراتے ہوئے)... دوسروں کے پرائیویٹ پیپرز دیکھنا بہت معیوب بات ہے... بہت ہی قابل اعتراض!

شان: (اٹھ کھڑا ہوتا ہے) السلام علیکم داؤد بھائی جان...

(کیمرہ داؤد کے ناراض یا طنزیہ مسکراتے ہوئے چہرے پر)

CUT

(یہاں شیبو بی بی کو گھر کے کسی حصے میں پراسرار طور پر چلتے ہوئے، جھانکتے ہوئے دکھایا جائے یا وہ دیکھ رہی ہے کہ شان کار سے اترا ہے اور اندر چلا گیا ہے یا شان لان میں کوئی رسالہ وغیرہ پڑھ رہا ہے اور وہ دیکھ رہی ہے)

CUT

(ثریا اور داؤد کا بیڈ روم)

ثریا: ہائے ہائے ڈیوڈ ڈارلنگ اگر شانی آپ کے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا تھا تو اس میں میرا کیا قصور ہے... قصور ہے؟ کتنا قصور ہے؟

داؤد: تمہارا ہی تو سارا قصور ہے۔ نہ تم سے شادی کرتا اور نہ اس گورکھ دھندا میں پھنستا...

ثریا: کونسے دھندے میں ڈیوڈ...؟

داؤد: تم اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتیں؟

ثریا: رکھ سکتی ہوں۔ کتنی دیر کے لیے منہ بند رکھوں ڈیوڈ؟

داؤد: ہمیشہ کے لیے... تم سمجھ نہیں رہیں۔ آج آپ کے چھوٹے بھائی جان میری کرسی پر براجمان ہوئے ہیں۔ کل کاروبار پر قبضہ کریں گے۔ پرسوں ہمیں اس گھر سے نکال باہر کریں گے۔

ثریا: نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ شانی تو اتنا کیوٹ ہے۔

داؤد: پچیس برس کا ہو گیا ہے۔ شادی شدہ ہو چکا ہے اور اب بھی... کیوٹ ہے۔

ثریا: ہاں تو... کیوٹ تو تم بھی ہو... اور تم وہ بھی تو ہو... کیا ہو...؟ کیا ہو ڈیوڈ؟

داؤد: پتہ نہیں... ثریا... یہ تو تم جانتی ہو کہ تمہارے ڈیڈی کا بالکل معمولی بزنس تھا۔ ایک کنال کی چھوٹی سی کوٹھی میں رہتے تھے Right?... تو اب جو بزنس ہے... اور یہ (گھر کی طرف اشارہ) یہ سب کچھ صرف اور صرف میری وجہ سے ہوا اور اب وہ صاحب... چار سال انگلینڈ میں گلچھرے اڑانے کے بعد آئے ہیں اور...

ثریا: (حیرت سے) اچھا؟ وہاں... گلچھرے... اڑاتا رہا... اچھا یہ خود بخود نہیں اڑتے.... اڑانے پڑتے ہیں گلچھرے؟

داؤد: Be serious,... for heaven sake Suriyya

ثریا: لیکن تم کیوں فکر مندی کرتے ہو ڈیوڈ۔ ڈیڈی تو تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ شانی سے بھی زیادہ تو کیوں Worry کرتے ہو...

داؤد: نہیں مجھے ڈیڈی کی طرف سے تو کوئی ڈر نہیں لیکن یہ نوجوان... شکل سے بہت بھولا لگتا ہے لیکن I can bet اسے نہیں... یہ کوئی نہ کوئی گل کھلائے گا۔

ثریا: کیا کھلائے گا...؟

داؤد: کچھ نہیں... ثریا... مجھے اس... تمہارے بھائی کی آمد نے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے...

ثریا: سوچنا وغیرہ تو اچھی بات ہوتی ہے... ہوتی ہے ناں؟

داؤد: (ڈانٹ کر) خاموشی سے میری بات سنو... کتنا عرصہ ہو گیا ہے ہماری شادی کو... پندرہ برس... اور... پندرہ برس بہت ہوتے ہیں ثریا... ایک عام مرد کتنا انتظار کر سکتا ہے؟ پانچ سات برس... لیکن میں نے... انتظار کیا... ثریا... میں کسی وقت بھی فیصلہ کر سکتا ہوں کہ اب مجھے انتظار نہیں کرنا... بس... یہاں تک...

ثریا: (سمجھ جاتی ہے) نہیں تو ڈیوڈ... میرا قصور تو نہیں ہے... ڈاکٹر نے بھی کہا تھا... کہا تھا ناں... تو میرا قصور تو نہیں...

داؤد: قصور ہمیشہ عورت کا ہوتا ہے... تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھ میں کوئی کمی ہے... بولو؟

ثریا: نہیں نہیں ڈیوڈ۔ تم تو اتنے پرفیکٹ ہو... اتنے اچھے ہو... میں تو... میں تو... تمہارے بغیر رہ نہیں سکتی... I love you David...

داؤد: تو پھر یہ میری Large- Heartedness ہے کہ میں نے تمہیں... اب تک رکھا ہوا ہے۔

ثریا: Of course David اور میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں... Ever so Thankful David پلیز مجھے چھوڑنا نہیں... میں... I am sorry... میرا کوئی بچہ نہیں لیکن... میرا قصور تو نہیں... پلیز ڈیوڈ I can't live without you. داؤد... تم میں تو کوئی کمی نہیں... مجھ میں ہے لیکن... پلیز مجھے چھوڑنا نہیں...

داؤد: نہیں (دہراتا ہے) میں تمہیں بالکل نہیں چھوڑوں گا... فکر نہ کرو... فکر ہی نہ کرو...

CUT

(شان کا بیڈ روم۔ وہ کوئی فائلیں دیکھ رہا ہے۔ مہ وش کو اس کی توجہ نہیں مل رہی۔ اس لیے وہ قدرے بے چین ہے۔ کبھی کچھ کرتی ہے اور کبھی کچھ)

شان: (فائل کو غور سے دیکھتے ہوئے) یہ داؤد بھائی جان نے پتہ نہیں کیسے اکاؤنٹس Maintain کیے ہوئے ہیں۔ اتنا زیادہ فرق ہے کہ... ذرا دیکھو...

مہ وش: مجھے اکاؤنٹس سے کوئی دلچسپی نہیں...

شان: ویسے کمال ہے... میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ... مثلاً دسمبر میں تئیس لاکھ کی جو L/C جاپان کے لیے کھولی گئی، اس میں... مہ وش جاپان میں جو مارکیٹ ہے...

مہ وش: مجھے جاپان سے بھی کوئی دلچسپی نہیں۔

شان: (اکتاکر) اچھا تو تمہیں کس میں دلچسپی ہے؟

مہ وش: تم میں...

شان: میں تو Already تمہارے قبضے میں ہوں۔

مہ وش: مکمل قبضے میں نہیں ہو... (ذرا مسکراکر) میں چاہتی ہوں کہ تمہیں ... (قریب آتی ہے) تمہیں... میں تم پر بس... قابض ہو جاؤں اور (فون کی گھنٹی بجتی ہے) اوہ شٹ...

شان: ذرا Attend کرلو...

مہ وش: (اکتاہٹ سے فون اٹھاتی ہے) Yes ... جی بالکل یہی نمبر ہے... جی ہاں۔ ذیشان کا گھر ہے... آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں... جی جی ... جی میں، میں ان کی بیگم بول رہی ہوں... بالکل بات کرواتی ہوں... ذیشان چترال سے تمہارا فون ہے۔

شان: چترال سے؟ (ذرا نروس ہو جاتا ہے۔ اٹھاتا ہے) جی... ذیشان بول رہا ہوں۔

(فون کی گفتگو کے لیے ثنااللہ پر کٹ ہوگا)

ثنا: جان من! میں ثنااللہ بول رہا ہوں۔

شان: (ذرا مجرم محسوس کرتا ہے) اچھا ثنا... یار کیا حال ہے... کہاں تھے؟ غائب ہی ہوگئے ہو...

ثنا: میں غائب ہوگیا ہوں؟ (ہنستا ہے) بہت خوب... تم نے اسلام آباد واپس پہنچ کر اتنا بھی نہ کیا کہ خیریت کے دو لفظ لکھ کر بھیج دیتے۔ فون تو ظاہر ہے بہت

مہنگا ہوتا ہے اور تم Afford نہیں کر سکتے...

شان: سوری یار... بس میں یہاں آتے ہی کچھ چیزوں میں اتنی بری طرح پھنس گیا کہ I apologise yar ... بس غلطی ہو گئی...

ثنا: اور... بس یہی غلطی ہوئی ہے یا کوئی اور بھی غلطی ہوئی ہے؟

شان: کیا مطلب؟

ثنا: ابھی جس خاتون نے فون اٹھایا تھا، وہ کون ہیں جان من؟

شان: میری کزن ہے مہ وش... تمہیں بتایا تھا ناں اس کے بارے میں... وہی تھی۔

ثنا: کزن... لیکن وہ تو کہہ رہی تھی کہ میں ان کی بیگم بول رہی ہوں۔

شان: نہیں نہیں... وہ تو ... اس کا پورا نام مہ وش بیگم ہے... ہیلو... ہیلو... ایک تو لائنوں میں بہت گڑبڑ ہے۔ کمال کرتے ہو یار، میری شادی کیسے ہو سکتی تھی... میرا مطلب ہے تم...

ثنا: شان... میں بمبوریت گیا تھا... تم جب سے گئے ہو، تم نے زرگل سے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا... اس کا حال اتنا اچھا نہیں... بہت مایوس اور اداس ہے۔ تم واپس کیوں نہیں آئے شان، اسے ساتھ لے جانے کے لیے...

شان: بس یار مصروفیت... آؤں گا... ضرور آؤں گا... تم بھی آؤ ناں کسی وقت... اچھے دوست ہو... اور انکل شجاع کیسے ہیں! ... اور مہر فاطمہ... اچھا یار کسی نے Bell دی ہے دروازے پر... میں فون کروں گا ایک دو روز میں۔ خدا حافظ۔

شان: (شک میں مبتلا ہو گیا ہے کہ اسے کیا ہوا ہے۔ چونگے کو رکھنے سے پیشتر کچھ دیر دیکھتا رہتا ہے)

مہ وش: اور میرا نام مہ وش بیگم کیوں ہے اور میں تمہاری بیگم کیوں نہیں ہوں؟

شان: ثنا تھا ناں... تو بہت Sensitive شخص ہے۔ اسے شادی پر تو ... بلا نہیں سکا ناں... اتنی آناً فاناً شادی ہوئی اور میرا اتنا نزدیکی دوست ہے تو... بہت دکھ ہوتا اسے... ملاقات پر میں اس کو ذرا منت سماجت کر کے سمجھا دوں گا... ورنہ... تم ... بیگم تو ہو بھئی۔

مہ وش: لیکن تم نے تو کہا تھا کہ ثنااللہ اس لیے شادی میں شریک نہیں ہو سکا کہ وہ پتہ

نہیں کسی جھیل پر مچھلی کے شکار کے لیے گیا ہوا ہے...

شان: ہاں... وہ... ہاں اب یاد آیا کہ اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں۔ میں نے فون کیا تھا تو وہ چترال میں نہیں تھا۔ مچھلی کے شکار کے لیے جاچکا تھا... تو بس... کافی نہیں پی بہت دیر سے... کافی مل سکتی ہے؟

(مہ وش اسے بہت غور سے دیکھ رہی ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ دال میں کچھ کالا ہے)

CUT

(گھر کا کوئی حصہ۔ موسےٰ اور ثریا)

ثریا: ہائے ہائے موسےٰ... تو پھر تم نے کیا کہا... تم تو میرے اتنے کیوٹ دیور ہو...؟ اتنے اچھے ہو تو داؤد نے کیا کہا اور پھر تم نے کیا کہا...

موسےٰ: بس بھابی جی... داؤد بھائی بڑے اپ سیٹ رہتے ہیں کہ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ اپ سیٹ ہونے والی بات تو ہے۔ اتنی جائیداد ہے، زمین ہے... تو... ان کے بعد... بس میں ہی میں ہوں... تو بھابی اولاد تو ہونی چاہیے ناں؟

ثریا: ہاں ہونی تو چاہیے موسےٰ... لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔

موسےٰ: ہاں تو کل شام بہت اداس اور دل گرفتہ تھے...

ثریا: کیا تھے موسےٰ؟

موسےٰ: بہت رنجیدہ تھے... کہنے لگے موسےٰ میں سوچ رہا ہوں کہ دوسری شادی کر لوں...

ثریا: ہائے ہائے ایسے ہی کہا تھا؟

موسےٰ: ہاں بھابی... بلکہ... اور بھی بہت کچھ کہا تھا۔ آپ کے خلاف... تو میں نے کہا کہ بھائی جان... ثریا بھابی کے ہوتے ہوئے میں آپ کو دوسری شادی نہیں کرنے دوں گا... ٹھیک ہے۔ آپ میرے بڑے بھائی ہیں لیکن ثریا بھابی تو... بھابی ہیں میری... کبھی نہیں...

ثریا: پھر کیا کہنے لگے؟

موسےٰ: بہت ناراض ہوئے مجھے بلکہ ایک جھانپڑ بھی رسید کیا... لیکن میں نے کہا، سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ دوسری شادی کریں... بس پھر موم ہو گئے، کہنے لگے، ٹھیک ہے موسےٰ تمہارے کہنے پر... میں ابھی دوسری شادی نہیں کروں گا... شاید اس دوران اللہ فضل کر دے...

ثریا: تھینک یو موسےٰ۔ ہائے تم اس فیملی میں میرے ایک ہی تو Well- Wisher ہو۔ بس تم خیال رکھنا کہ کہیں... چوری چھپے...

موسےٰ: نہیں جی نہیں... جب تک میرا دم میں دم ہے، آپ ہی میری اکلوتی بھابی ہوں گی۔

ثریا: تھینک یو موسےٰ...

موسےٰ: اور بھابی میں نے جو N.G.O بنائی ہے، اس کے لیے دفتر کا ایڈوانس کرایہ ادا کرنا ہے اور... کچھ سٹیشنری چھپوانی ہے تو... مجھے معلوم ہے کہ پہلے بھی آپ کا بہت سارا قرضہ دینا ہے... ایک ایک پائی چکا دوں گا...

ثریا: (اپنا پرس کھول کر کافی رقم دیتی ہے) ہاں ہاں تم تو میرے اتنے کیوٹ دیور ہو... یہ... شائد پندرہ ہزار ہیں... کافی ہیں؟

موسےٰ: کافی تو نہیں... لیکن... گزارہ کرلوں گا... آپ بھی تو اتنی کیوٹ بھابی ہیں میری۔

CUT

(رات کا وقت۔ داؤد شاہ اپنی بڑی کار میں۔ اس کے ہمراہ ایک خاتون ہے جو دکھائی نہیں جائے گی۔ کسی جگہ پارک کر کے کافی پی رہے ہیں۔)

داؤد: ہاں... ہاں یہ بہت ہی حیرت انگیز بات ہے کہ اچھے خاندان سے ہونے کے باوجود... اور پڑھی لکھی بھی کانونٹ اور کنیرڈ سٹائل لیکن... بے حد بے وقوف۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ میرے پلے کیا پڑنے والا ہے... (ہنستا ہے) یہ تو شادی ہونے کے بعد پتہ چلا کہ... ہائے ہائے ڈیوڈ... تم کتنے کیوٹ ہو... دنیا کی کسی شے میں دلچسپی نہیں... بس ہائے ہائے کرتی رہتی ہے اور میری طرف اداس بلیوں کی طرح دیکھتی رہتی ہے (وہ خاتون ہنستی ہے) تم ہنس کیوں رہی ہو؟... ویسے اچھی لگ رہی ہو ہنستے ہوئے... واہ ... More Coffee...

CUT

(رات کا وقت۔ ذیشان اور مہ وش ایک ڈنر پر جانے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ مہ وش ڈریسنگ ٹیبل پر ... لپ سٹک لگا رہی ہے۔ شان باقاعدہ ڈنر جیکٹ میں ملبوس اور بوٹائی لگا رہا ہے۔ پس منظر میں موسیقی اور ذرا جلدی کر رہے ہیں)

شان: بھئی مہ وش، اتنی دیر کر رہی ہو۔ ادھر مزمل غریب انتظار کر رہا ہوگا... ہماری شادی کی خوشی میں خصوصی کھانے کا انتظام کیا ہے اس نے...

مہ وش: دو ماہ بعد اسے کھانا کھلانے کا خیال آیا ہے تمہارے عزیز ترین دوست کو...

شان: اچھا تم حساب کر لو... کوئی ایک دن بھی گزرا ہے کسی کھانے کے بغیر۔ وہ بیچارہ تو ہر روز پوچھتا ہے۔ بہر حال جلدی کرو (فون کی گھنٹی۔ جاتا ہے) ہیلو... ہم... بس دس منٹ میں پہنچ رہے ہیں۔ تم ڈائننگ روم میں چل کر بیٹھو... واقعی دس منٹ میں آرہے ہیں مزمل خواجہ (فون رکھتا ہے) مہ وش (ڈور بیل بجتی ہے) اب یہ کون آگیا ہے... ذرا دیکھو...

مہ وش: نہیں... (لپ سٹک لگا رہی ہے) پلیز تم دیکھ لو... (لب سکیڑ کر لپ سٹک بھی دکھاتی ہے)

(شان بوٹائی وغیرہ باندھتا ہوا جاتا ہے۔ دروازہ کھولتا ہے۔ باہر زر گل کھڑی ہے اور اس کے ساتھ بشارا ہے۔ شان کا چہرہ۔ مہ وش کی آواز "کون ہے شانی؟" پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے، پھر زر گل اور بشارا کو دیکھتا ہے)

CUT

کالاش

قسط نمبر 8

کردار:

۱- ذیشان
۲- زر گل
۳- مزمل خواجہ
۴- زبیدہ ترمذی
۵- مہ وش
۶- ثریا
۷- موسے
۸- داؤد
۹- خان نمبر 2
۱۰- ظفر
۱۱- شپو بی بی
۱۲- بشارا

(قسط نمبر 7 کا آخری منظر دوبارہ دکھایا جاتا ہے۔ مہ وش کی آواز "کون ہے شانی" پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے، پھر زر گل اور بشارا کو دیکھتا ہے)

شان: تم ...زر گل... تم کیسے آ گئیں... تم نے فون بھی نہیں کیا۔ میرا مطلب ہے ... دراصل... میں مصروف ہو گیا تو... صرف اس لیے...

بشارا: جنگل کی گھاس بہت اداس تھی صاحب، سوکھ رہی تھی... دیکھو زر گل کو دیکھو ... یہ بہت اداس تھی۔

شان: (ذرا گھبرا کر اور سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کرے) ہاں بالکل... تھینک یو یار...

بشارا: نو پرابلم صاحب... میں چلتا ہوں...

شان: نہیں نہیں... سنو... (بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا ہے اور پسینہ پونچھ رہا ہے) ابھی نہیں۔ میرے کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں... آپ لوگ... ابھی نہیں۔

بشارا: آپ کا بیوی ہے صاحب...

شان: ہاں ہاں... لیکن میرا ایک مسئلہ ہے بشارا (کبھی بلند آواز میں کبھی سرگوشی میں لیکن ہمہ وقت خدشے میں کہ مہ وش کو آواز نہ چلی جائے) وہ ... تم تو میرے دوست ہو... تو تم ایسے کرو کہ... پلیز میں بہت مصیبت میں ہوں اور زر گل ... تھوڑا سا اور ساتھ دو... تھوڑا سا...

مہ وش کی آواز "شانی کون ہے بھئی... کیا بات ہے؟"

شان: (ان دونوں کو تقریباً دھکیلتا ہے) دیکھو... یہ جو سامنے چوک ہے، مسجد کے پاس... تم ادھر چلو... میں ابھی وہاں پہنچتا ہوں۔ ابھی... اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا...

زر گل: شان میں اب OK نہیں؟...

شان: نہیں نہیں، تم اب بھی او کے... لیکن ابھی چلو... میں آ رہا ہوں، پلیز بشارا میری مدد کرو... میں تمہارا احسان مند ہوں گا... ایک دوست کی مدد کرو... میں ابھی پانچ منٹ میں آ رہا ہوں... پلیز...

بشارا: ہم واپس چلے جائیں؟

شان: نہیں نہیں... بشارا... میں وہی شان ہوں... میں بالکل نہیں بدلا۔ پلیز میری مدد کرو۔ میں ابھی آتا ہوں... چوک میں مسجد کے قریب... ابھی (دروازہ بند کرتا ہے تو مہ وش آ جاتی ہے۔ اسے دیکھتی ہے۔ پسینہ اور رنگ نچڑا ہوا)

مہ وش: یہ کس کے ساتھ اتنے طویل مذاکرات ہو رہے تھے شانی... کون تھا؟

شان: کوئی بھی نہیں...

مہ وش: تو دیواروں سے باتیں کر رہے تھے ڈارلنگ...

شان: اوہ نہیں وہ تو... کوئی چندہ مانگنے والے تھے۔ بڑی مشکل سے رخصت کیا... خواہ مخواہ بیل دے دیتے ہیں...

مہ وش: چندہ مانگنے والے؟ Are you sure?

شان: ہاں آں...

مہ وش: تو پھر چلیں؟

شان: کہاں؟

مہ وش: شانی... Is something wrong?... کیا بات ہے؟

شان: کچھ نہیں، میں (ٹائی یا بو کھولتا ہے) مجھے کچھ گھبراہٹ سی ہو رہی ہے... میں... ذرا بیٹھ جاؤں...

مہ وش: ہاں ہاں (ایک کرسی آگے کرتی ہے اور پریشان ہو جاتی ہے) تم ابھی تو بالکل ٹھیک تھے... (پانی لاتی ہے) پانی... (وہ پانی کا گھونٹ بھرتا ہے۔ مہ وش ماتھے پر ہاتھ رکھتی ہے) تمہیں تو ہلکا سا بخار ہے...

شان: ہے ناں؟! I don't feel so well Wishy!... ہم اگر کھانے پر نہ جائیں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا... میری طبیعت ٹھیک نہیں۔

مہ وش: نہیں... مجھے تو نہیں لیکن مزمل انتظار کر رہا ہوگا... (پھر اس کی جانب دیکھتی ہے) نہیں نہیں کھانے پر نہیں جائیں گے۔ میں ڈاکٹر کو فون کروں؟

شان: آں ہاں... اس کی ضرورت نہیں... (اب یہاں سے نکلنا چاہ رہا ہے) بلکہ میں تو ابھی سے بہت بہتر محسوس کرنے لگا ہوں بلکہ ... میرا خیال ہے میں باہر نکل کر تھوڑی سی سیر کرتا ہوں...

مہ وش: سیر؟ اس وقت...

شان: ہاں ہاں، تازہ ہوا سے ذرا یہ گھٹن کم ہو گی۔

مہ وش: تو چلو... میں بھی چلتی ہوں۔

شان: نہیں... تم ساتھ جا کر کیا کرو گی... تم یہیں ٹھہرو... میں ہو آتا ہوں۔

مہ وش: یقیناً تمہاری طبیعت خراب ہے... تم کہیں بھی نہیں جا رہے شانی۔ پلیز کپڑے تبدیل کرو اور بستر پر لیٹ کر آرام کرو... (کوئی ایک روشنی بجھاتی ہے) چلو شاباش۔ جوس پسند کرو گے؟ اورنج؟... تم آرام کرو، میں تمہارے لیے کچھ گولیاں وغیرہ لاتی ہوں... سر درد بھی ہے ناں؟

(مہ وش برابر کمرے کی طرف یا باتھ روم میں جاتی ہے۔ شان اٹھتا ہے اور بہت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا کمرے سے نکل جاتا ہے۔ چند لمحوں میں مہ وش واپس آتی ہے۔ ایک ہاتھ میں پانی، دوسرے میں کوئی دوائی / گولیاں وغیرہ ...ادھر اُدھر دیکھتی ہے)

مہ وش: شانی... (باتھ روم میں جھانکتی ہے۔ تلاش کرتی ہے) شانی... (باہر گیراج سے کار سٹارٹ ہونے کی آواز آتی ہے) پردہ ہٹا کر دیکھتی ہے۔ شان کی کار گیٹ سے باہر جا رہی ہے۔ کیمرہ مہ وش کے فکر مند چہرے پر...)

(چوک میں رات کا وقت۔ زرگل بہت افسردہ۔ تھکی ہوئی۔ اونگھ رہی ہے۔ فٹ پاتھ پر بیٹھی ہے۔ تھوڑا سامان۔ بشارا ٹہل رہا ہے۔ کوئی راہگیر جب گزرتا ہے تو لباس کی وجہ سے زرگل کو ایک نظر دیکھتا ہے۔ شان کی کار دور سے آتی ہے۔ رکتی ہے۔ شان باہر آتا ہے۔ زرگل کے پاس جاتا ہے۔ وہ سر اٹھا کر اسے بے چارگی سے دیکھتی ہے۔ اسی محبت سے۔ اس کی آنکھوں میں نمی ہے۔ تھیم میوزک۔ شان بھی دیکھتا چلا جاتا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ وہ اسے تھام لیتی ہے۔ اسے رخسار سے لگاتی ہے، چومتی ہے اور اٹھتی ہے۔ گلے لگ جانا چاہتی ہے)

شان: زرگل آؤ۔ ادھر کار میں... تم بھی آؤ بشارا...

بشارا: میں چلتا ہوں صاحب... اب آپ جانیں اور آپ کا کام... میں تو... بشارا خان ٹورسٹ گائڈ بمبوریت ویلی چترال صرف آپ کا امانت پہنچانے آیا تھا... نو پرابلم۔

شان: میں تمہاری کوئی خدمت نہیں کر سکا بشارا بھائی۔

بشارا: خدمت تو کیا آپ نے کیا... گھر کے اندر نہیں آنے دیا... جنگل کی گھاس گھر کے اندر تو اچھی نہیں لگتی صاحب...

شان: میری مجبوری تھی بشارا... دراصل میں ابھی تک ڈیڈی کو نہیں بتا سکا کہ میں نے شادی کر لی ہے... صرف یہ بات تھی۔ اگر تم دونوں اندر آ جاتے تو قیامت آ جاتی... اب چند روز کے لیے کوئی بندوبست کروں گا اور پھر زرگل... میرے گھر میں ہو گی... تم اطمینان رکھو...

بشارا: (زرگل سے) ادھر ندی کے پانی صاف تھے زرگل۔ ادھر گدلے لگ رہے ہیں۔ دیکھو اگر ادھر سیلاب آئے۔ برفباری ہو، مصیبت ہو تو تم نے مجھے بتانا ہے بشارا کو... میں تمہیں آ کر لے جاؤں گا... (ذرا آبدیدہ) شان صاحب اس کا دھیان رکھنا۔

شان: شکریہ بشارا... ہم دونوں اگلے ماہ اکٹھے چترال آئیں گے... وعدہ

بشارا: نو پرابلم سر... خدا حافظ... بشارا نو پرابلم سر!

(جاتا ہے۔ زرگل کار میں بیٹھتی ہے پچھلی نشست پر... شان کار چلاتا ہے۔ عقبی آئینے میں زرگل کا چہرہ ہے۔ وہ اسے دیکھ رہی ہے۔ پھر زرگل کے پوائنٹ آف ویو سے شان کو دکھاتے ہیں۔ آواز ختم ہو جاتی ہے کار اور شہر کے شور کی ... یہاں دو تین تاثر کالاش کے... ہم... اب کدھر... گھر کدھر...

شان: ابھی کچھ پتہ نہیں کہ کہاں جانا ہے۔ ابھی تو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اے میری جنگلی گھاس...

زرگل: اور تم... تم جیسے سورج نکلے تو پتے پر... پھول پر پانی چمکتا ہے... ٹھنڈک والا اور اچھا... تم ایسے اچھا... تمہارے بغیر ادھر کالاش میں اچھا نہیں تھا... میں OK نہیں... (دل پر ہاتھ رکھ کر) ادھر محبت... بہت شور... جیسے پانی پتھر پر

لگتا ہے تو شور ہوتا ہے... کیوں نہیں آئے؟

شان: بتاؤں گا... بہت مجبوری تھی...

زرگل: (انگلیوں پر گنتی ہے... حساب لگاتی ہے) پھر پانچ پانچ کے حساب سے 70 تک آتی ہے۔ اتنی راتیں... اور تم نہیں آئے...

شان: اب تو آگیا ہوں...

زرگل: نہ آئی تو میں ہوں۔

(شان سوچ رہا ہے کہ کدھر جائے۔ پھر کچھ فیصلہ کرتا ہے اور ایک جانب موڑ دیتا ہے۔ کار مزمل خواجہ کی ورکشاپ میں داخل ہوتی ہے جہاں وہ بہترین سوٹ پہنے۔ شان اور مہ وش کے انتظار میں ٹہل رہا ہے۔ پس منظر میں دو ویٹر وردیاں پہنے کھڑے ہیں... کار کی جانب آتا ہے۔ کار رکتی ہے۔ شان باہر آتا ہے)

مزمل: (غصے سے) سبحان اللہ۔ میں نے کہا سبحان اللہ... کیا وقت پر آئے ہو کھانے کے لیے... تھوڑی دیر بعد آجاتے تو ناشتہ بھی اکٹھے کر لیتے... میں دو گھنٹے سے یہاں ٹہل رہا ہوں... کیا حرج ہے۔

شان: Sorry

مزمل: سو شکایتوں کا ایک جواب، سوری... فون پر تو تم نے کہا تھا کہ دس منٹ میں آرہے ہیں۔

شان: Again Sorry

مزمل: یہ فوکسی دیکھ رہے ہو؟... اس کی مالکہ کو میں نے طرح طرح کے جھانسے دے کر روکے رکھا تاکہ وہ بھی کھانے میں شریک ہو جائے اور یوں کبھی شریک حیات بھی ہو جائے... وہ ابھی ابھی ٹیکسی لے کر چلی گئی ہے... اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا ہوں۔ میں یہاں تھوڑا ہوں۔

شان: واپس آجاؤ... ایک مرتبہ...

مزمل: ناں... سوری نہ کہنا... اور... او ہو سوری تو مجھے کہنا چاہیے... بھابی کہاں ہے... (کار کا دروازہ کھولتا ہے) بھابی ہم آپ کے غریب سے دیور ہیں۔ آیئے تشریف لایئے (زرگل باہر آتی ہے۔ مزمل شدید پریشان... شان کی طرف دیکھتا ہے)

شان: یہ میرے بہت پیارے... دوست ہیں مزمل خواجہ... اور یہ... میری بیوی ہیں...

مزمل: (منہ کھولے کھڑا ہے۔ کچھ کہنا چاہتا ہے، کہہ نہیں سکتا۔)

شان: ہاں مزمل... یہ تمہاری بھابی ہے زرگل...

مزمل: (شدید ردعمل کی وجہ سے اسے یا تو کھانسی کا دورہ پڑتا ہے یا کوئی اور حرکت کرتا ہے۔ اگر سگریٹ پی رہا ہے تو سگریٹ ہاتھوں سے گر جاتا ہے) یعنی... بھابی... وہ... ویسے کیا حرج ہے... لیکن... (زرگل خوش ہو کر ہاتھ ملاتی ہے)

شان: ہاں... میں اسی کے بارے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا...

مزمل: اچھا تو... کمال ہے... نہیں سچ مچ... کوئی فینسی ڈریس وغیرہ... یا ڈرامہ...

شان: نکاح نامہ دکھادوں؟... اور مزمل یار تم کیسے میزبان ہو۔ تم نے آج رات کے کھانے کے لیے اپنے دوست ذیشان اور اس کی بیوی کو خاص طور پر بلایا ہے یا نہیں...

مزمل: بالکل... سو فیصد... لیکن بیوی تو...

شان: تو ہم آگئے ہیں... چلئے... آؤ زرگل... (مزمل سے) خواجہ کیا ہو گیا ہے تمہیں، بھوت دیکھ لیا ہے؟

مزمل: ہاں... نہیں نہیں...

شان: تو پھر بھابی کو لے کر اندر چلو...

مزمل: بالکل... آ... آئیے بھا... بھابی... (شان سے) لیکن وہ تو... اور تھی... موٹر سائیکل والی اور یہ... (شان منہ پر انگلی رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کرتا ہے)

(تینوں مزمل کے کمرے میں داخل ہوتے ہیں جہاں ایک بڑی ٹیبل پر کھانے کا اہتمام ہے اور میز پر کھانا ہونا چاہیے... زرگل حیران ہوتی ہے کہ اتنا کھانا...)

مزمل: آئیں بھا... بھابی... بسم اللہ کریں...

زرگل: میرے لئے؟... نہیں یہ تو شادی کے لیے... اتنا بڑا اور بہت بہت...

زرگل: اچھا... آپ OK دوست شان کے... بہت اچھے... جیسے صاف پانی میں مینڈک ہوتا ہے۔

مزمل: ہیں؟... میں مینڈک...

شان: یہ تمہاری تعریف ہو رہی ہے خواجہ... شکریہ ادا کرو بھابی کا...

مزمل: شکریہ جی... آئیں تشریف رکھیں (دونوں بیٹھ جاتے ہیں۔ زرگل جھجکتی ہے۔ پھر بے آرام انداز میں بیٹھتی ہے) کچھ لیں... (دونوں کھانا شروع کرتے ہیں۔ زرگل اِدھر اُدھر دیکھتی ہے۔ پھر سلاد کا باؤل اٹھا کر اپنے آگے رکھ لیتی ہے اور کھانے لگتی ہے۔ دونوں دیکھتے ہیں)

مزمل: بھابی آپ... روسٹ چکھیں۔ یہ مرغی لیں... اور...

زرگل: نہیں نہیں مرغی اچھا نہیں... نہیں یہ اچھا... سبزی... یہ اچھا کھانا... (اٹھتی ہے) اِدھر نہیں بیٹھنا... اچھا نہیں... اِدھر بیٹھنا؟ (شان سر ہلاتا ہے۔ وہ اِدھر جا کر زمین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ جاتی ہے اور ساتھ ہی سلاد باؤل لے جاتی ہے اور کھانے لگتی ہے... وہ اب ذرا دور ہے اور مزمل سرگوشی میں بات کر سکتا ہے)

مزمل: دیکھو یار پلیز میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ میرے ساتھ مخول نہ کرو... یہ کیا چکر ہے...

شان: (سنجیدگی سے) میں... مزمل... بہت محبت کرتا ہوں زرگل سے۔ میں نے چترال میں اس کے ساتھ شادی کی تھی... خیال تھا کہ واپس آکر ڈیڈی کے غصے اور ناپسندیدگی کو کم کروں گا۔ منت کروں گا اور پھر اسے لے آؤں گا... لیکن تم جانتے ہو۔ میرے ساتھ کیا ہوا؟... ہم تمہاری طرف آرہے تھے... میں اور مہ وش اور اوپر سے یہ آگئی...

مزمل: اب کیا کرنا ہے... دونوں کو رکھنا ہے؟

شان: Of course سنو خواجہ... میری مدد کرو...

مزمل: میری جان تم بے شک ایک اور لے آؤ۔ ہم ہر قسم کی مدد کے لیے تیار ہیں...

شان: تمہارا اوپر والا فلیٹ... ابھی خالی ہے...؟ (مزمل سر ہلاتا ہے) تو اب خالی نہیں ہے۔ مسز ذیشان اس میں رہتی ہے... سمجھے؟...

مزمل: ہوں... لیکن اس کے بعد کیا ہوگا؟

شان: پتہ نہیں... مجھے کچھ پتہ نہیں... کچھ نہ کچھ تو ہوگا۔

مزمل: اور دھماکے دار ہوگا انشاء اللہ... اور اس میں ہم بھی بھک سے اڑ جائیں گے...

شان: تمہیں اگر کوئی خدشہ ہے تو میں کوئی اور بندوبست کر لوں گا...

مزمل: نہیں میری جان... میں تو یونہی فضول گفتگو کر رہا تھا... قربان ہو جائیں تم پر... اور اس کو بتانا ہے کہ ادھر موٹر سائیکل والی ہے اور اس کی ٹینکی فل ہے...؟

شان: نہیں... فی الحال نہیں... میں خود ہی بتا دوں گا... (وقت دیکھتا ہے) دیر ہو رہی ہے... تم فلیٹ کھولو... (مزمل جاتا ہے) زرگل... ادھر آؤ... ادھر آؤ میرے ساتھ... (اسے کمرے سے باہر لے جاتا ہے) وہ حیرانگی میں ہے اور سامان ساتھ ہے... فلیٹ کے دروازے پر مزمل کھلے دروازے کے ساتھ... شان اور زرگل اندر جاتے ہیں)

شان: یہ... تمہارا گھر ہے... زرگل...

زرگل: ہمارا گھر... یہ تو... اس میں بہت سارے گھر ہیں... اتنا... بڑا...

شان: زرگل میری بات غور سے سنو... تم یہیں رہو گی... لیکن میں ابھی یہاں نہیں رہوں گا...

زرگل: کیوں؟... میں تمہارا بیوی... تو تم میرا... کیوں نہیں؟

شان: صبح آؤں گا اور پھر بتاؤں گا... مجھ پر اعتبار کرو... زرگل... تمہاری جدائی میں جتنے دن گزرے ان میں... میں کبھی بھی دل سے نہیں مسکرایا... میں خوشی سے بہت دور رہا تمہارے بغیر... ذرا میرا ہاتھ محسوس کرو (اس کا ہاتھ پکڑتا ہے) یہ کانپ رہا ہے... تمہیں دیکھتا ہوں تو... (ہاتھ چھوڑتا ہے) میں صبح آؤں گا (نکل جاتا ہے)

(زرگل اسے جاتا دیکھتی ہے۔ پھر گھر کو دیکھتی ہے۔ خوش ہوتی ہے۔ کھڑکی میں سے جھانکتی ہے۔ اپنا سامان کھولتی ہے۔ اس میں سے ایک پٹی نکال کر لٹکاتی ہے اور پھر ایک دیا نکال کر کھڑکی میں رکھ کر اسے روشن کرتی ہے۔ روشنی کم ہے۔ ادھر ادھر دیکھتی ہے۔ بلب جل رہے ہیں۔ وہ دیکھتی ہے کہ انہیں کیسے بجھانا ہے۔ سوئچ پر نظر پڑتی ہے۔ انہیں دبا دبا کر دیکھتی ہے۔ بالآخر بجھانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ یکدم چراغ کی روشنی میں اس کا چہرہ بہت خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔ وہ کھڑکی میں کھڑی مسکرا رہی ہے اور موسیقی بجتی ہے)

CUT

(مہ وش کروٹ بدلتی ہے۔ جاگ رہی ہے۔ کار کی آواز اوور لیپ ہوتی ہے۔ چہرے پر روشنی پڑتی ہے۔ شان اندر آتا ہے۔ اندھیرے میں کپڑے بدل رہا ہے)

مہ وش: (بستر میں لیٹے ہوئے اور منہ دوسری جانب) کہاں چلے گئے تھے؟

شان: وہ... بس خیال آیا کہ ڈاکٹر سے چیک اپ کروالوں... ڈاکٹر کے ہاں چلا گیا تھا۔

مہ وش: ڈاکٹر نے کیا کہا؟

شان: کچھ نہیں... تھکاوٹ کا اثر بتاتا ہے۔ ایک انجکشن لگایا اور بس...

مہ وش: شانی...

شان: ہاں...

مہ وش: تم کبھی بھی کامیابی کے ساتھ جھوٹ نہیں بول سکتے ڈارلنگ... (شان فکر مندی سے سنتا ہے) میں نے ابھی ابھی مزمل خواجہ کو فون کیا تھا...

شان: پھر...

مہ وش: میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ تمہاری طبیعت خراب ہے اور ہم کھانے کے لیے نہیں آسکتے... (چپ ہو جاتی ہے۔ شان سنتا ہے) اس نے پتہ ہے کیا کہا؟

شان: ہوں...

مہ وش: کہنے لگا، شان تو پانچ منٹ پہلے میرے پاس تھا۔ کھانا کھا کر گیا ہے۔ شان... تم اکیلے مزمل کے پاس کیوں چلے گئے تھے...

شان: (یکدم بہتر محسوس کرتا ہے۔ لفظ "اکیلے" کی وجہ سے) آئی ایم سوری مہ وش... پتہ نہیں کیوں... بس میں چلا گیا... ایک ابال سا آیا اور میں... اکیلا ہی چلا گیا کھانے پر...

مہ وش: تم اب بھی کامیابی کے ساتھ جھوٹ نہیں بول رہے شان... تم کچھ چھپا رہے ہو...

شان: نہیں مہ وش۔

مہ وش: ہاں شانی... لیکن اب سو جاؤ۔ شاباش!

CUT

(خواجہ کا فلیٹ۔ صبح ہو چکی ہے۔ زر گل فرش پر یا قالین پر سو رہی ہے۔ کیمرہ کلوز پر جاتا ہے۔ خواب میں مسکرا رہی ہے۔ یہاں کالاش کی صبح کے ساؤنڈ ایفکٹس۔ پرندے۔ ہوا... ندی کا پانی اور کچھ فلیش بیک کہ صبح سویرے ندی کی طرف جا رہی ہے۔ اس میں منہ ہاتھ دھو رہی ہے اور پھر کنگھی کر رہی ہے۔ زر گل کی آنکھیں ابھی تک بند ہیں کہ تمام ساؤنڈ ایفکٹس بالکل ختم ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ ورکشاپ کا شور اور کبھی کبھی موٹروں کے ہارن اور ورکشاپ میں کام کرنے والوں کی آوازیں اوور لیپ ہوتی ہیں۔ (شہر کو دکھاتے ہیں) وہ گھبرا کر آنکھیں کھول دیتی ہے کہ میں کہاں آگئی ہوں... جگہ کو نہیں پہچانتی۔ بہت پریشان۔ کھڑکیاں دروازے بند۔ پھر اپنا بجھا ہوا چراغ دیکھتی ہے۔ اپنا سامان دیکھتی ہے تو اسے یاد آتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ آہستہ سے آواز دیتی ہے... شان... شان... پھر ایک دروازہ کھٹکھٹاتی ہے اور شور مچاتی ہے۔ شان... شان... دروازہ کھلتا ہے۔ خواجہ جمائیاں لیتا ہوا نیند میں کھڑا ہے)

زر گل: شان... تم دوست... اچھا... پر شان کہاں؟

خواجہ: کافر بی بی اتنی صبح سویرے بلکہ منہ اندھیرے سے شان کو کہاں سے پروڈیوس کروں... آپ ابھی... (سو کر بتاتا ہے)

زر گل: نہیں... میں زر گل بیوی... اور شان میرا... مرد... ادھر کیوں نہیں... شہر میں بیوی اور مرد... الگ... الگ... او کے

خواجہ: نہیں نہیں شہر والے اتنے بے وقوف نہیں... وہ ذرا روشنی ہولے تو آجائے گا۔

زر گل: پر شان کدھر؟

خواجہ: شان تو فی الحال اپنے شاندار گھر کے شاندار بستر پر شان سے سو رہا ہوگا... آپ بھی سو جاؤ بھابی... شان کے لیے پریشان نہیں ہونا۔

زر گل: میں نہیں بابی... میں زر گل...

خواجہ: میں خواجہ مزمل۔ اپنی فوکسی والی کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ... (وقت دیکھتا ہے) شان آٹھ بجے تک آجائے گا... (ہاتھ کھڑا کر کے) پرامس... شان آئے گا، او کے؟

زر گل: ہاں ... پھر او کے... (باہر جانے لگتی ہے تو خواجہ روکتا ہے)

خواجہ: اب کدھر کدھر... باہر نہیں جانا کافری بی...

زر گل: باہر ندی جائے گا۔ ادھر منہ دھوئے گا۔ بال بنانا ہے... خوبصورت... او کے لگنا شان کے لیے... ندی کدھر؟

خواجہ: بابا ادھر ندی ودی نہیں ہے۔ ہاں قریب میں ایک گندا نالہ ہے... منہ ہاتھ دھوئے گا؟ (ایکشن سے پوچھتا ہے تو زر گل سر ہلاتی ہے) بال میں کنگھی کرے گا (وہ پھر سر ہلا کر اپنی لکڑی کی کنگھی دکھاتی ہے) تو ادھر آؤ (غسل خانے کا دروازہ کھول کر اسے اندر لے جاتا ہے۔ ایک نل کھولتا ہے ٹب کا) یہ ندی... ادھر یہ ندی۔

زر گل: نئیں یہ نئیں... ندی یہ نئیں...

خواجہ: (ذرا سختی سے) ادھر یہی ہے ندی... (بڑبڑا کر) جی چاہتا ہے بھابی جان کا ٹیٹوا دبا دوں... آپ ادھر اپنے آپ کو خوبصورت کرو، میں ناشتہ لاتا ہوں ... (کھانے کا ایکشن) ناشتہ... او کے؟

زر گل: او کے...

(خواجہ فکر مندی کے ساتھ جاتا ہے اور دروازہ مقفل کر کے جاتا ہے... زر گل پانی منہ پر مارتی ہے "گرم... اچھا ٹھنڈا نہیں... ندی او کے نہیں" منہ بناتی ہے) یہاں ندی پر منہ ہاتھ دھونے کے انٹر کٹ۔ نلکے کے نیچے زر گل کا ہاتھ۔ ندی میں اس کا ہاتھ... ندی کے پانی کا منہ پر پڑنا اور اس کی مسرت اور یہاں نلکے کا پانی منہ پر پڑنا اور اس کا ناپسند کرنا... پھر کہتی ہے "شہر کی ندی او کے نہیں"

CUT

(شہر کی عمارتیں۔ اس کی وسعت اور شور، سمندر، شہر کی صبح۔ یہ ایک موازنہ ہو گا کہ زر گل کہاں سے کہاں آ گئی ہے)

CUT

(ذیشان کا گھر۔ ناشتے کی میز پر سب لوگ۔ ذیشان، ظفر شاہ، داؤد، ثریا، مہ وش اور موسیٰ... ایک دو ملازم پیچھے کھڑے ہیں۔ شپو بی بی چائے وغیرہ بنا کر آ گئے

رکھ رہی ہے۔ ذیشان کے ذہن پر زر گل ہے اور بے دھیان ہے)

ظفر: رات کو ڈنر کیسا رہا ذیشان...

شان: کونسا ڈنر سر؟... اچھا وہ مزمل خواجہ والا... وہ تو...

مہ وش: بہت زبردست ڈنر تھا انکل... یہ بہت دیر سے گھر آئے... مطلب کہ ہم بہت دیر سے گھر آئے... رائس مصالحہ بہت زبردست تھا، کیوں شانی؟

شان: ہاں آں...

ظفر: یہ مزمل خواجہ مناسب قسم کا نوجوان ہے لیکن اس نے دنیا میں ترقی نہیں کی... چھوٹی سی ورکشاپ میں ہی خوش رہتا ہے... ذرا لا پرواسا ہے۔

ثریا: ہائے ہائے ایک روز میں اپنی بی ایم ڈبلیو ٹھیک کرانے چلی گئی... اس کا وہ خراب تھا۔ کیا خراب تھا ڈیوڈ...

داؤد: دماغ؟

ثریا: آپ مذاق کتنے اچھے اچھے، سویٹ سے کرتے ہیں... نہیں اس کا... کلچ خراب تھا تو میں نے سوچا شانی کا بیسٹ فرینڈ ہے، زبردست سروس دے گا... تو میں گئی تو پتہ ہے کیا ہوا ڈیوڈ...؟

داؤد: نہیں...

ثریا: ایک فوکسی کے نیچے گھسا ہوا تھا۔ پوری دوپہر نکلا ہی نہیں... میں نے جھک کر کہا کہ میں شانی کی سسٹر ہوں تو اس کو سنائی نہیں دیا... تاروں کو جوڑ رہا تھا، جوڑ رہا تھا یا پتہ نہیں توڑ رہا تھا...

داؤد: ڈیڈی میں چلتا ہوں (وقت دیکھتا ہے) آج بھی دیر ہو گئی ہے... وہ تینوں فائلیں اور چیک بھجوا دیجئے گا۔ میں دو بجے کے بعد آ جاؤں گا... (جانے لگتا ہے)

ثریا: ہائے ہائے، ڈیوڈ تم نے جاتے ہوئے وہ تو کہا نہیں۔

داؤد: کیا نہیں کہا؟

ثریا: وہی... بائے بائے سویٹی...

داؤد: بائے بائے سویٹی...

ثریا: ہاؤ سویٹ... ڈیوڈ کتنا اچھا ہے۔

موسے: آپ بھی تو بہت اچھی ہیں بھابی۔ یہ فرائیڈ ایگز تو ادھر کیجئے اور پنیر بھی...

ثریا: شیبو بی بی صاحب کو فرائیڈ ایگز دو...

شیبو: گرمی ہو جائے گی صاحب جی... چار تو کھا چکے ہو...

موسے: ثریا بھابی... ذرا دیکھیں گھریلو ملازمہ ہو کر یہ میرے ساتھ بد تمیزی سے پیش آتی ہے...

ظفر: (ہنستا ہے) نہیں نہیں... مذاق کر رہی ہے... شیبو...

شیبو: اچھا جی (آگے بڑھ کر انڈے دیتی ہے)

موسے: (شیبو سے) میری بھابی کا گھر ہے... (مہ وش کی طرف دیکھتا ہے) مہ وش آپ نے بازار سے کچھ منگانا ہے تو میں ابھی ناشتے کے بعد جا رہا ہوں۔

مہ وش: تھینک یو موسے... پلیز وہ لپ سٹک واپس کر آنا... اس کا رنگ مجھے پسند نہیں آیا (شان ابرو چڑھا کر دیکھتا ہے کہ یہ کیا سلسلہ ہے) اگر ہو سکے تو ذرا میرے موٹر سائیکل کا موبل آئل چینج کروا لینا...

موسے: بالکل ہو جائے گا سر...

ظفر: تمہاری اس N.G.O کا کیا ہوا موسے؟

موسے: سر بالکل آخری مراحل پر ہے۔ وائلڈ لائف والوں نے OK کر دیا ہے... اب ایک دو فون داؤد بھی کریں گے تو کام ہو جائے گا... آغاز میں ہم دیوسائی میدان میں پائے جانے والے ریچھوں کی گنتی کریں گے...

ثریا: ہائے ہائے موسے... ریچھوں کو کیا کرو گے...

موسے: ان کی گنتی کریں گے اور پھر انہیں بچائیں گے...

ثریا: ہاؤ سویٹ... ریچھ تمہارے کتنے شکر گزار ہوں گے... کوئی ٹیڈی بیئر چھوٹا سا میرے لیے بھی پکڑ لانا... (موسے سر ہلاتا ہے) پرامس... شیبو بی بی موسے کو آملیٹ بھی دو... بے چارے نے کچھ کھایا ہی نہیں۔ کچھ کھائے گا نہیں تو ریچھ کیسے پکڑے گا...

موسے: آپا میں ریچھ گنوں گا، پکڑوں گا نہیں۔

ثریا: تم نے ابھی پرامس کیا ہے کہ میرے لیے ایک ٹیڈی بیئر پکڑ کر لاؤ گے، بھول

گئے... پرامس؟

موسے: ہاں پرامس...

(ناشتہ ختم ہوتا ہے... ظفر کی قمیض پر ناشتے کا کوئی ذرہ یا داغ ہے۔ شیبو دیکھ رہی ہے۔ آگے بڑھ کر نیپکن سے پونچھتی ہے۔ ظفر ناپسندیدگی سے ہاتھ پرے کر دیتا ہے۔ وہ دکھی ہو کر پیچھے ہو جاتی ہے۔ شان اس کوشش میں ہے کہ جلد از جلد فارغ ہو کر زر گل کی طرف جائے...)

ظفر: تمہارا کیا پروگرام ہے ذیشان... آج بے شمار اہم کام ہیں۔

شان: آپ چلیں ڈیڈی... میں تھوڑی دیر میں آ جاؤں گا۔

ظفر: نہیں تم میرے ساتھ ہی چلو... داؤد والی فائلز کو بھی نپٹانا ہے۔ آؤ...

شان: لیکن... ڈیڈی... وہ مجھے ایک بہت ہی ضروری کام ہے اور...

مہ وش: کونسا ضروری کام ہے تمہیں شانی؟... اور کہاں جانا ہے اس ضروری کام کے لیے۔ (شان اسے گھور رہا ہے) ہاں ہاں، انکل ان کو بہت سارے ضروری کام ہیں... اور رات کا ڈنر بھی بہت زبردست تھا، کیوں شانی؟

ظفر: تو پھر تم آ رہے ہو یا نہیں (غصے سے کہتا ہے) کبھی کوئی فیصلہ فوری طور پر بھی کر لیا کرو۔

شان: چلئے ڈیڈی...

(ظفر اور شان جاتے ہیں۔ موسے، مہ وش کی طرف جاتا ہے)

موسے: موٹر سائیکل کی چابی بھی دے دیجئے۔ میں ٹینکی بھی فل کروا لاؤں گا...

(مہ وش جیب میں سے چابی نکال کر فضا میں بلند کرتی ہے اور موسے ہنس کر کیچ کر لیتا ہے۔ شیبو بی بی ناگواری سے دیکھ رہی ہے)

CUT

(خواجہ ناشتے کی ٹرے اٹھائے ہوئے، ٹرے میں حلوہ پوڑی اور چائے وغیرہ۔ دروازے پر دستک دیتا ہے۔ پھر کھول کر اندر جاتا ہے۔ اندر زر گل تیار ہو کر بیٹھی ہے۔ بالوں میں کنگھی کر رہی ہے اور کوئی کالاش گیت گنگنا رہی ہے۔ خواجہ اس کے حسن کو پہلی بار غور سے دیکھ رہا ہے اور مبہوت رہ جاتا ہے)

خواجہ: (کھانس کر) بھابی... ناشتہ... آپ کے لیے بھابی۔

زرگل: میں بابی نہیں... میں زرگل... آپ شان کا دوست، بہت اچھا... جیسے جیسے...

خواجہ: نہیں نہیں میں جیسا بھی ہوں، ٹھیک ہوں... مینڈک وغیرہ نہیں، چائے۔

زرگل: (ہنستی ہے) نہیں آپ اچھا... اچھا ایسے جیسے سانپ گھاس میں چلتے تو... خوبصورت... اچھا ایسے...

خواجہ: (ٹھنڈی آہ بھرتا ہے) کیا تعریف ہو رہی ہے... بہرحال ناشتہ...

زرگل: ناشتہ؟ کھانا... وہ (پیٹ پر ہاتھ رکھ کر) کھایا... میں کھایا... بس۔

خواجہ: کیا کھایا...

زرگل: (ایک پوٹلی میں سے پنیر نکالتی ہے) یہ ... کالاش سے آیا... اچھا... بہت OK ... کھاؤ... ہاں اچھا کھانا... کھاؤ۔

خواجہ: نہیں... بس شکریہ... میں تو حلوہ پوڑی کھا کر آ رہا ہوں... بہت سیر ہو کر آیا ہوں۔

زرگل: کھاؤ... کھاؤ... اچھا... کالاش کھانا... پنیر اچھا۔

خواجہ: اچھا تو پھر... (پنیر کو سونگھتا ہے۔ برا سا منہ بناتا ہے۔ پھر ابکائی لیتا ہوا تھوڑا سا ٹکڑا کھاتا ہے جو بہت بدمزہ ہے...)

زرگل: اچھا؟

خواجہ: ہاں آں... لیکن باہر آتا ہے (پیٹ پر ہاتھ رکھے ابکائیاں لیتا ہوا)... میں ذرا...

زرگل: کدھر کدھر؟

خواجہ: ذرا ندی پر جاتا ہوں... پھر باہر آتا ہے... (زرگل ہنستی ہے) ابکائیاں لیتا ہوا چلا جاتا ہے۔ زرگل پنیر کا ایک ٹکڑا کھاتی ہے اور مزے سے سر ہلاتی ہے اور "OK" کہتی ہے)

CUT

(شان دفتر میں کام کر رہا ہے۔ سیکرٹری کو ڈکٹیٹ کروا رہا ہے۔ پھر خطوط پر دستخط کر رہا ہے۔ وقت بھی دیکھتا جا رہا ہے۔ بالآخر اٹھتا ہے۔ تینوں فائلیں اٹھا کر ظفر کے کمرے میں جاتا ہے)

شان: یہ تینوں کیس تو مکمل ہو گئے ڈیڈی... ان کے ساتھ بینک کے ایفی ڈیوٹ بھی اٹیچ کر دیے گئے ہیں...

ظفر: (فائلیں چیک کرتا ہے) You are learning.... Well done

شان: ڈیڈی میں اب فارغ ہوں؟

ظفر: فارغ؟ بگ بزنس میں "فارغ" نام کا کوئی لفظ نہیں پایا جاتا... You are always busy, if you are not busy in big business,you are bankrupt.... flood drains سیلابی نالوں پر پل نہیں بنائے جاتے۔ ان کا ایک ٹینڈر تیار کرنا ہے... بیس فلڈ ڈرینز... منظوری تو داؤد کی ہیڈ ایک ہے لیکن کوئی Flaw نہیں ہونا چاہیے... یہ ہیں مختلف کنسٹرکشن فرمز کے ریٹس... تو ان کی مدد سے ٹینڈر تیار کرو...

شان: آج ہی؟

ظفر: ابھی۔

(شان مایوس ہو کر اپنے کمرے میں جاتا ہے۔ کام کرنے لگتا ہے۔ ادھر زرگل کمرے میں ٹہل رہی ہے۔ انتظار کر رہی ہے۔ کھڑکی کی چٹخنی کھول کر باہر دیکھتی ہے اور اسے بو آتی ہے تیل وغیرہ کی تو بند کر دیتی ہے)

CUT

(مزمل اوور آل اپنے ورکشاپ میں مختلف کاروں کو چیک وغیرہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ اوپر فلیٹ کی طرف دیکھتا ہے۔ آفس میں جا کر فون گھماتا ہے۔ کٹ... شان فون اٹھاتا ہے۔ مختلف انٹرکٹ جن میں ظاہر ہوتا ہے، خواجہ اسے آنے کو کہہ رہا ہے اور وہ بیچارگی اور مصروفیت کا اظہار کر رہا ہے)

CUT

(خواجہ ایک کار کا بونٹ اٹھائے انجن چیک کر رہا ہے۔ زبیدہ ترمذی کی آواز انجن کے اندر راوور لیپ ہوتی ہے)

زبیدہ: خواجہ صاحب۔ خواجہ صاحب... میں پھر آ گئی ہوں۔

خواجہ: (بانٹ میں سے سر نکال کر اسے دیکھ کر نہال ہو جاتا ہے) آپ گئی ہی کب تھیں

زبیدہ خانم۔ ادھر تھیں میرے آس پاس...

زبیدہ: نہیں ناں، ادھر تو نہیں تھی۔ یاد نہیں کل شام کتنی دیر آپ نے مجھے بٹھائے رکھا تھا کہ ابھی سٹارٹ ہو جائے گی فوکسی... اور وہ نہیں ہوئی تھی...

خواجہ: کیسے ہوتی! ہماری نیت جو خراب تھی... آئیں تشریف رکھیں... کیا حرج ہے۔

زبیدہ: (پہلی بار دکھائیں گے کہ زبیدہ کے ہاتھ میں ایک چین ہے جس کے دوسرے سرے پر ایک خونخوار کتا ہے۔ کتا کسی بھی نسل کا ہو لیکن خونخوار ہونا شرط ہے) سویٹی...

خواجہ: (سمجھتا ہے کہ مجھے کہا ہے) ہیں؟... تو بالآخر پتھر پگھل گئے... سویٹی... ہائے ہائے ہاؤ سویٹ (نظر کتے پر پڑتی ہے) مس زبیدہ... یہ... یہ کیا ہے؟

زبیدہ: یہی تو سویٹی ہے۔ سویٹی ... یہ خواجہ صاحب ہیں... (سویٹی غراتا ہے) نہیں ناں خواجہ صاحب کو تو نہیں کاٹنا یہ تو بہت اچھے ہیں...

خواجہ: (ڈرا ہوا ہے) یہ یہ پہلی مرتبہ ملاقات ہو رہی ہے... سویٹی سے

زبیدہ: ڈیڈی بہت Worry کرتے ہیں ناں میرے بارے میں۔ کہتے ہیں زمانہ ٹھیک نہیں ہے تو کوئی پروٹیکشن ہونی چاہیے۔ سویٹی تو میرے تایا جان کے پاس تھا۔ پھر اس نے تایا جان کو اور تایا جان کے تین چار دوستوں کو کاٹ لیا تو انہوں نے ہمیں دے دیا... اب نہیں کاٹتا، بے شک ہاتھ لگا کر دیکھ لیں۔

خواجہ: بہت بہت شکریہ۔ مجھے آپ پر پورا اعتبار ہے کہ آپ ٹھیک فرما رہی ہیں... تو اب یہ سویٹی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گا؟

زبیدہ: ہاں ناں... ڈیڈی کہتے ہیں زمانہ ٹھیک نہیں... اور ہاں اس نے تائی جان کو بھی کاٹا تھا...

خواجہ: بہت خوب... پھر کیا ہوا؟

زبیدہ: تائی جان فوت ہو گئیں۔

خواجہ: (بہت خوفزدہ ہے) اچھا... اللہ رحم کرے... یہ چین ذرا مضبوطی سے پکڑا کیجئے... جانور کا کیا اعتبار... اور یعنی تائی جان کو اس نے کاٹا جس کے نتیجے میں وہ رحلت فرما گئیں۔

زبیدہ: نہیں ناں، اس نے تو دو سال پہلے کاٹا تھا۔ تائی جان تو بعد میں روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہوئی تھیں... آپ ہاتھ لگا کر اسے ہیلو سویٹی کہیں تو یہ بڑا خوش ہوگا...

خواجہ: (دور سے ہاتھ ہلا کر) ہیلو سویٹی۔

زبیدہ: اور خواجہ صاحب... میں آپ سے بہت ناراض ہونے والی ہوں... مجھے تو کچھ دال میں کالا کالا نظر آ رہا ہے۔

خواجہ: نظر آ رہا ہے ناں؟ میں نے خود ہی دال میں بہت سارا کالا کالا ملایا تھا تاکہ آپ کو کبھی تو نظر آئے...

زبیدہ: جی... میں نے تو محاورہ استعمال کیا تھا... ڈیڈی کہتے ہیں محاورے استعمال کرنے سے بندے کی اردو اچھی ہوتی ہے... لیکن خواجہ صاحب مجھے شک ہے کہ آپ میری فوکسی جان بوجھ کر ٹھیک نہیں کرتے۔ کتنی بری بات ہے۔ میں آپ کی کسٹمر ہوں اور آپ کا فرض ہے کہ مجھے Satisfy کریں۔

خواجہ: آپ موقع تو دیں۔

زبیدہ: ڈیڈی نے کہا ہے کہ ... مکینک بدل لو...

خواجہ: کمال ہے ہم اتنی زبردست سروس دیتے ہیں... فوکسی کے نیچے پہروں لیٹے رہتے ہیں۔ اس کے انجن میں گھسے رہتے ہیں۔ اس کی تاروں سے الجھتے رہتے ہیں اور ڈیڈی کیا اوٹ پٹانگ ہانک رہے ہیں...

زبیدہ: کرنل صاحب کو پتہ چل گیا ناں کہ آپ انہیں اوٹ پٹانگ کہتے ہیں تو وہ آپ کو گولی مار دیں گے۔

خواجہ: تو مار دیں... اس رزق سے موت اچھی۔ کتنے بجے گولی مارتے ہیں ڈیڈی؟ اور یہ ذرا کتے کو پرے رکھئے...

زبیدہ: نہیں ناں، یہ کتا تو نہیں ہے۔ سویٹی ہے... کیوں سویٹی... اب جلدی سے فوکسی کو سٹارٹ کر دیں پلیز... پلیز...

خواجہ: ایک مرتبہ پھر پلیز کہیں... کیا حرج ہے۔

زبیدہ: پلیز خواجہ صاحب۔

خواجہ: ابھی لیجیے...(فوکسی کے نیچے گھس جاتا ہے۔ یہاں اگر ممکن ہو تو کتا اپنی تھوتھنی سے خواجہ صاحب کو سونگھے گا اور خواجہ صاحب کسی اوزار سے اسے... دفع... دفع... کرے گا۔ زبیدہ کھڑی ہے۔ فلیٹ کی طرف دیکھتی ہے۔ کھڑکی میں زرگل کھڑی ہے۔ زبیدہ اسے وہاں دیکھ کر اور ایک عجیب لباس میں دیکھ کر بہت حیران ہوتی ہے۔)زرگل مسکرا کر ہاتھ ہلاتی ہے۔

زبیدہ: خواجہ صاحب...

خواجہ: جی صاحب...(فوکسی کے نیچے سے جواب دے رہا ہے)

زبیدہ: یہ جو ورکشاپ کے اوپر آپ کا فلیٹ ہے،اس میں کون رہتا ہے؟

خواجہ: کوئی بھی نہیں،خالی ہے۔

زبیدہ: خالی ہے...؟

خواجہ: بالکل خالی ہے۔

زبیدہ: میں نے کہا تھا ناں کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے...اور یہ تو بہت کچھ کالا کالا ہے۔

CUT

(شان اپنے دفتر میں کیس تیار کر رہا ہے۔ ظفر فائل دیکھ کر اس میں ردوبدل کر رہا ہے۔ فون پر بات کر رہا ہے۔ پسینہ پونچھتا ہے اور گھڑی کو دیکھتا ہوا۔ دوپہر کا کھانا بے دلی سے کھاتے ہوئے)

CUT

(شام ہو رہی ہے۔ زرگل ٹہل رہی ہے۔ کمرے میں اندھیرا ہو رہا ہے لیکن روشنی نہیں جلا رہی۔ شہر میں شام ہونے کے چند منظر اور پھر واپس زرگل پر... وہ مکمل اندھیرے میں ہے۔ کھڑکی میں رکھا چراغ جلاتی ہے۔ چراغ کی روشنی میں زرگل کا منتظر اور اداس چہرہ۔ اس کی پشت دروازے کی طرف ہے۔ دروازہ کھلتا ہے تو شان اندر آتا ہے۔ یہ منظر بہت Soft اور Romantic ہے اور روشنی اور موسیقی بھی اسی طریقے سے استعمال ہوگی۔ زرگل جان جاتی ہے کہ وہ آ گیا ہے لیکن مڑ کر دیکھتی نہیں ہے۔ اس کی بات کا انتظار کرتی ہے)

شان: زرگل۔ میں جب بھی تم سے ملتا ہوں، معذرت سے شروع کرتا ہوں... اور

خواہش ہوتی ہے کہ محبت سے شروع کروں... ناراض ہو... میں نے سر توڑ کوشش کی لیکن ڈیڈی نے دفتر سے ہلنے نہیں دیا... ایک بار پھر معذرت قبول کر لو... نہیں بولو گی؟

زرگل: زرگل بولے... صرف زرگل نہیں... اس کے اندر جو اچھی اوکے، محبت کی ندی ہے۔ وہ بھی بولے... تمہیں دیکھے تو گھاس اور پھول بھی بولے... میں نہیں...(اپنے بدن کی طرف اشارہ ہے) سب...(سینے پر ہاتھ) سب کچھ تمہارے لیے بولے... تمہارے۔

شان: میرے اندر بھی عشق نے آتش لگائی ہے۔ (یہاں سے یار ڈاہڈی کی موسیقی کا آغاز کریں)اور میرے سینے میں یہ آتش نہیں سماتی زرگل... میں کیسے بتاؤں، مجھے بے حال کرتی ہے، نہیں سماتی... تمہیں دیکھتا ہوں تو بے اختیاری لگ جاتی ہے۔ بے اختیاری(اس کے بہت قریب جا چکا ہے اور اس کا چہرہ دیکھ رہا ہے۔ آنکھوں کی طرف اشارہ کرتا ہے)دیکھو میں تم میں رہتا ہوں...

زرگل: ہاں شان جیسے رات میں دن رہتا ہے... جیسے پھول پر تتلی رہتی ہے اور جیسے (چراغ کی طرف اشارہ) جیسے دیئے میں روشنی رہتی ہے... ایسے شان... تم میرے... مجھ میں رہتے ہو...

شان: (مسکراتا ہے) میرا جی چاہتا ہے، میرے پاس بھی اپنی الفت کے اظہار کے لیے ایسے خوبصورت لفظ ہوں... تم... تم(اسی انداز میں بولنے کی کوشش کرتا ہے) ایسے جیسے چشمے کے پانی پر جھکا پھول... جیسے... پہاڑ سے اترتی دھند... جیسے (زرگل خوش ہوتی ہے کہ وہ اس کے انداز میں بول رہا ہے)سردی میں دھوپ... جیسے پیاسی زمین پر بارش کی پہلی بوند سے اٹھنے والی مہک... تم ہو اور تم ہو...

زرگل: (چراغ کے پاس جاتی ہے) جیسے دیئے میں روشنی رہتی ہے... ایسے مجھ میں رہو... شان... مجھ میں رہو(پھونک مار کر چراغ بجھا دیتی ہے اور موسیقی بلند ہو جاتی ہے۔ یہاں کچھ دیر ٹھہرنا ہے۔ بے شک نیم اندھیرے میں چہروں پر لیکن ٹھہرتا ہے۔ اگر چراغ بجھا دینے میں اخلاق تباہ ہونے کا خطرہ ہو تو زرگل چراغ کی طرف بڑھتی ہے اور پھونک مارنے کے لیے کسی اور Visual پر کٹ ہو جائے اور

وہاں موسیقی کے ساتھ ٹھہرا جائے)

CUT

(مہ وش کروٹیں بدل رہی ہے۔ رات بہت بیت چکی ہے... شان کی کار کی لائٹس کھڑکی کے راستے اس کے چہرے پر پڑتی ہیں۔ شان کمرے میں آتا ہے اور بہت آرام سے اپنے بستر میں لیٹ جاتا ہے۔ مہ وش کا چہرہ سوچ میں۔ پھر جیسے کوئی بُو آتی ہے یا مہک آتی ہے تو اسے سونگھتی ہے... سوچ میں پڑ جاتی ہے)

CUT

(منظر کو درمیان میں سے کٹ کرتے ہیں۔ ظفر خان کا دفتر۔ داؤد بہت غصے میں۔ ظفر خان صلح کے موڈ میں)

ظفر: I am sorry Dawood it will not happen again. مجھے بہت افسوس ہے۔

داؤد: اور یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے ڈیڈی... وہ ایک بچی کی طرح میری ہر فائل سونگھتا رہتا ہے۔ میرے حسابات چیک کرتا ہے۔ کل میں دفتر آیا تو میری چیک بک اس کے ہاتھ میں تھی۔ کیوں ڈیڈی... آپ اسے کیوں نہیں سمجھاتے۔

ظفر: (انٹرکام اٹھا کر بٹن دباتا ہے) ذرا ادھر آجاؤ۔

داؤد: آپ میرے ساتھ بہت ہی شفقت سے پیش آتے ہیں اور... آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی کتنی عزت کرتا ہوں۔ باپ برابر سمجھتا ہوں لیکن ان دنوں مجھے احساس ہو رہا ہے۔ بیٹے اور داماد میں فرق ہوتا ہے... بیٹا... بیٹا ہی ہوتا ہے...

ظفر: نہیں ہوتا... (بہت غصے میں) تم ابھی دیکھ لو گے (شان صورتحال سے آگاہ نہیں اور وہ نارمل طریقے سے اندر آتا ہے اور کرسی پر بیٹھنے لگتا ہے)

ظفر: Don't you have any manners Shan!

شان: جی...

ظفر: تمہیں اتنی تمیز نہیں کہ کرسی پر بیٹھنے سے پیشتر مجھ سے پوچھ لو... اجازت لو...

شان: جی میں... (کھڑا ہو جاتا ہے) آئی ایم سوری ڈیڈی...

ظفر: داؤد کو جانتے ہو؟

شان: جی... وہ...

ظفر: نہیں جانتے... یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے ہم آج اتنے وسیع کاروبار کے مالک ہیں... لندن، بینکاک اور شکاگو میں ہماری برانچز ہیں... تم اتنے بڑے آفس میں بیٹھے ہو۔

شان: جانتا ہوں سر...

ظفر: نہیں جانتے... لیکن جان لو... کہ تم صرف ظفر خان کے بیٹے ہو اور داؤد میرا داماد بھی ہے اور بیٹا بھی...

شان: میری غلطی کیا ہے سر... میں تو ہمیشہ ان کی عزت کرتا ہوں... ہمیشہ...

داؤد: میری فائلوں کو کیوں سونگھتے رہتے ہو... اکاؤنٹس سیکشن میں جا کر میرے حساب کیوں چیک کرتے رہتے ہو... مجھ پر شک کرتے ہو؟

شان: نہیں' آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے بھائی جان... یہ سب کچھ تو میں روٹین میں کرتا ہوں، خاص طور پر تو نہیں کرتا... میں... میں آپ پر کس طرح شک کر سکتا ہوں۔ بس ایک دفعہ جو رقم موصول ہوئی تھی اور جو کمپنی کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئی تھی، اس میں فرق تھا تو میں نے اکاؤنٹس والوں سے...

ظفر: Don't do it again, Do you hear, don't do it again.

شان: جی ڈیڈی...

ظفر: تم ابھی Competent نہیں ہو... (سر جھکا کر جانے لگتا ہے) اور سنو... غور سے سنو، اگر کبھی مجھے تم دونوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑ گیا تو جانتے ہو کہ میری چوائس کیا ہوگی (داؤد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ شان دیکھتا ہے اور چلا جاتا ہے) فرق نہیں ہوتا داؤد... تم نے دیکھ لیا؟

داؤد: آپ بھی خواہ مخواہ Temper لوز کر جاتے ہیں ڈیڈی۔ نا سمجھ ہے... آہستہ آہستہ سمجھ جائے گا... ہاں... میں نے دیکھ لیا اور تھینک یو ڈیڈی!

CUT

(موسیٰ ایک بہت بھاری بیگ اٹھائے چوروں کی طرح چھپتا، ادھر اُدھر دیکھتا گھر سے باہر آرہا ہے۔ مختلف کٹ۔ راہداری، ڈرائنگ روم، شپو بی بی اسے دیکھتی ہے۔ موسیٰ نظر بچا کر نکل جانا چاہتا ہے)

شپو: موسے... میں نے کہا موسے... سنتے نہیں، بہرے ہو گیا؟

موسے: آپ نے کچھ کہا شپو بی بی... میرا خیال تھا یونہی اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہیں ... ہوتا ہے ناں اس عمر میں۔

شپو: اور اس عمر میں یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی چور جا رہا ہو تو اسے بھی فوراً پہچان لیا جاتا ہے... یہ ہوتا ہے اس عمر میں...

موسے: (کھسیانی ہنسی) اچھا اچھا... آپ زیرو زیرو سیون ہو چکی ہیں... شرلاک ہومز وغیرہ... (جانے لگتا ہے) اچھا تو میں چلتا ہوں... مصوری کی ایک نمائش ہو رہی ہے۔ آرٹ کے فن پارے دیکھنے جا رہا ہوں۔

شپو: (بیگ کی طرف اشارہ) اس میں بھی آرٹ کے فن پارے ہیں...؟

موسے: (ہنسی) اس میں تو نمک پارے ہیں... میں چلتا ہوں۔

شپو: (روکتی ہے) بیگ میں کیا ہے؟

موسے: کون سے بیگ میں؟ اسی بیگ میں... بس وہ میرا شیو کا سامان ہے اور ایک کنگھی ہے... اور... اور... ایک ٹوتھ برش ہے۔

شپو: اس بیگ میں؟ بہت بڑی کنگھی ہے اور ٹوتھ برش بھی جہازی سائز کا ہوگا جو بیگ یوں بھاری ہو رہا ہے... موسے... میں تمہیں جانتی ہوں، اسے کھولو... میں خود کھولتی ہوں۔

موسے: پلیز کسی کے ذاتی سامان کو یوں چیک کرنا آپ کو زیب نہیں دیتا...

شپو: "اگر سامان ذاتی نہ ہو تو... (بیگ کی زپ کھول کر ایک استری نکالتی ہے... پھر ایک ہیئر ڈرائر... اسی طرح دو تین گھریلو استعمال کی چیزیں برآمد ہوتی ہیں)... یہ کنگھی ہے؟

موسے: شپو بی بی آپ ملازمہ ہیں اور یہ یہ... میری بھابی کا گھر ہے...

شپو: بھابی کے گھر سے چوری کرنا جائز ہے... بولو...

موسے: نہیں... یہ تو... ان چیزوں کو تو میں مرمت کروانے کے لیے جا رہا تھا... قسم سے...

شپو: کس نے کہا تھا؟

موسے: کسی نے بھی نہیں... میں نے سوچا، اس سے پیشتر کہ کوئی کہے، میں خود ہی ان کو مرمت کروا کے لے آتا ہوں... اس استری کے بش جل گئے ہیں...

شپو: یہ جھانسے کسی اور کو دینا موسے... میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ آئے دن گھر کی چیزیں غائب ہوتی رہتی ہیں اور الزام ملازموں کے سر جاتا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ ہمیں ہوتی ہے... شرم کرو... اور ہاں پچھلے ہفتے جو ٹوسٹر غائب ہوا تھا، وہ کہاں ہے؟

موسے: بیچ دیا۔ میرا مطلب ہے، مجھے کیا پتہ... میں تو... بھلائی کا زمانہ ہی نہیں ہے... میں تو... سچ مچ مرمت کروانے کے لیے لے جا رہا تھا... اگر اسی طرح ٹوٹی پھوٹی چیزیں رکھنی ہیں تو مجھے کیا... نہیں تو نہ سہی... میرے پاس تو یوں بھی وقت نہیں ہے۔ عدیم الفرصت شخص ہوں... اور... خدا حافظ شپو بی بی (جلدی سے نکل جاتا ہے) شپو تمام چیزیں بیگ میں رکھتی ہے اور غصے سے ادھر دیکھتی ہے جدھر موسے گیا تھا۔ پھر یکدم اس کے چہرے پر مزید حیرانی دکھائی دیتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ ذیشان ایک سوزوکی کیری یا کسی اور کار وغیرہ میں کچھ چیزیں رکھ رہا ہے۔ پھر وہ گھر کے اندر جاتا ہے اور چوری چوری ایک کرسی گھسیٹتا ہوا لاتا ہے اور سوزوکی میں رکھتا ہے۔ اس طرح مختلف عام استعمال کی چیزیں... میزیں، لیمپ... ٹیپ ریکارڈر... ایک لوٹا... پلیٹیں وغیرہ چوری چوری لاتا ہے اور اس میں رکھتا ہے... شپو اٹھ کر اس کے قریب جاتی ہے۔ وہ ایک کرسی گھسیٹ رہا ہے۔ شپو کہتی ہے "شان صاحب" اور وہ گڑبڑا جاتا ہے)

شان: اوہ... ش ش شپو بی بی آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا...

شپو: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

شان: یہ... یہ کرسی ہے اور... میں اسے... میں اس پر بیٹھنے لگا تھا (بیٹھ جاتا ہے) اور اخبار پڑھنے لگا تھا (جیب یا کہیں سے ایک اخبار نکال کر اپنے منہ کے آگے پھیلا لیتا ہے) بس اتنی سی بات تھی...

شپو: چائے لاؤں؟

شان: نہیں نہیں... آپ کچھ بھی نہ لائیں، بس جائیں...

شپو: یہ (کار یا سوزوکی کی طرف اشارہ کر کے) میز... اور ڈنر سیٹ وغیرہ...

شان: یہ... میں... دراصل ان کو مرمت کروانے لے جا رہا تھا... بس... ٹوٹ چکی

ہیں۔ یہ میز اور کرسیاں اور ڈنر سیٹ...

شبو: آپ مالک ہیں شان بیٹے... ویسے آج اس گھر میں ہر کوئی گھر کی چیزوں کی مرمت کروانے پر تلا ہوا ہے... آپ جو چاہیں کریں۔

شان: (اٹھ کر شبو کے پاس آتا ہے) دیکھیں شبو بی بی... آپ نے ڈیڈی سے کچھ نہیں کہنا، پلیز۔ اچھی پیاری شبو بی بی... بلکہ بہت ہی پیاری شبو بی بی اور نہ ڈیڈی سے اور نہ آپا ثریا سے... راز کی بات بتاؤں (کان نزدیک لے جاتا ہے) میں ایک ڈرامہ کر رہا ہوں۔ یہ سامان سیٹ لگانے کے لیے ہے... ہاں... بڑا زبردست ڈرامہ ہے۔ کسی کو بتایئے گا نہیں... وعدہ شبو بی بی (وہ مسکرا رہی ہے اور سر ہلا رہی ہے) خدا حافظ شبو بی بی (وہ سوزوکی میں بیٹھ کر چلا جاتا ہے، کیمرہ شبو بی بی کے حیران اور مسکراتے چہرے پر...)

CUT

(سوزوکی کراچی کی سڑکوں پر)

CUT

(سوزوکی مزمل خواجہ کے گیراج میں۔ ڈزالو... وہ زرگل کے ہمراہ فلیٹ میں چیزیں سجا رہا ہے۔ دونوں خوش ہیں۔ پھر اسے ایک کرسی پر بٹھا کر ذرا پرے ہو کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے "او کے... بلکہ بہت ہی او کے"

CUT

ایک مونتاژ۔ ذیشان۔ ظفر، شبو، ثریا، مزمل اور زبیدہ ترمذی کے حوالے سے... جیسے زندگی گزر رہی ہے)

CUT

شارپ کٹ ظفر پر۔ سامنے ذیشان مجرم بنا کھڑا ہے۔

ظفر: I told you I want children. Where are they? بولتے کیوں نہیں؟

شان: ڈیڈی وہ... میں تو... بس کوشش کی بات ہے تو... بس...

ظفر: I think you are not trying hard enough.... شان

شان: جی ڈیڈی... اور میں جاؤں ڈیڈی...

ظفر: جہاں بھی کوئی مشکل Situation آتی ہے تم فرار ہو جانے کے بارے میں سوچتے ہو۔ I want results my boy, results

شارپ کٹ

مہ وش: What the devil do you mean by results? Well Shani..

شان: بس Results سے میرا مطلب ہے... دیکھو وشی... میں تو مائنڈ نہیں کرتا لیکن ڈیڈی...

مہ وش: What is dady got to do with it?

شان: وہ... ان کی بہت خواہش ہے کہ... ان کے ہاں... میرا مطلب ہے ہمارے ہاں...

مہ وش: یہ میری غلطی ہے؟ Is it my fault?

شان: نہیں نہیں... یہ تو... بس... نہیں تو اس میں میرا قصور ہے (یکدم غصے میں آ جاتا ہے) ڈیڈی نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ I want results my boy. تم سے بات کروں تو تم کاٹنے کو دوڑتی ہو... میرا قصور ہے؟

مہ وش: (بہت دھیرے سے آرام سے بولنے والا لفظ ہے خاص تاثر کے ساتھ)... شاید! (کیمرہ شان پر جاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے اور وہ خود بھی شک کا شکار ہو جاتا ہے کہ شاید اس کا ہی قصور ہے۔ کیمرہ اس کے بہت ہی فکر مند چہرے پر اور پھر اسی چہرے پر ایک اور دن ایک اور لباس میں شان کا مسکراتا چہرہ)

شان: کیا سچ زرگل؟... کیا واقعی؟...

زرگل: (ہاتھ پیٹ پر) ہاں... شان... ہم (انگلیاں اٹھا کر) ایک اور دو۔ نہیں ہم ایک اور دو (اور پیٹ پر ہاتھ) اور تین... او کے؟

CUT

کالاش

قسط نمبر9

کردار:

۱- زرگل
۲- ذیشان
۳- مہ وش
۴- خواجہ مزمل
۵- زبیدہ ترمذی
۶- کرنل ترمذی
۷- ظفر
۸- داؤد
۹- خاتون
۱۰- ثریا
۱۱- شیبو بی بی
۱۲- موسے
۱۳- ڈاکٹر
۱۴- انیس قیصرانی

(قسط نمبر 8 کے اختتام سے مندرجہ ذیل مکالمے سے منظر کا آغاز کرتے ہیں...)

شان: نہیں نہیں... یہ تو بس ... نہیں تو اس میں میرا قصور ہے...؟
اور پھر زرگل کے مکالمے "ہم ایک اور دو (اور پیٹ پر ہاتھ) اور تین ... او کے؟" سے آگے منظر کو جاری رکھتے ہیں۔ ذیشان کی خوشی کی انتہا۔

شان: او کے؟ او کے، صرف او کے نہیں، جان من یہ تو تم نے کمال کر دیا... یہ تو یہ تو Results ہیں... یہ تو گڈ بندوبست ہے (قریب جاتا ہے) Are you sure? ... میرا مطلب ہے کہ تمہیں یقین ہے کہ (ہاتھوں سے بچہ کھلانے کے انداز) ... یہی ناں؟

زرگل: ہاں... (ہاتھوں سے بچہ کھلانے کے انداز) تم شان۔ میں زرگل... دونوں... اب ... جیسے ... جیسے (انگلیوں سے دو) تتلیاں ہوں تو پھر (تین انگلیاں) ہوتی ہیں... جیسے (انگلیاں دو) مچھلیاں پانی ہے تو (دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دکھاتی ہے) ایسے بہت مچھلیاں... ایسے ہم،... تم... اور میں اور بہت ... بہت ... سارے...

شان: نہیں نہیں اتنے سارے نہیں بھئی ... یہ ... یہ ایک ہی ابھی کافی ہے ... (قریب جا کر ذرا جذباتی ہو جاتا ہے۔) زرگل... تم .. تم جیسے صحرا کی سرد رات میں الاؤ کی حدت... جیسے سرد ہوا میں تیرتی نرگس کی خوشبو... تم... زرگل... (بچہ کھلانے کا انداز)...اس کے لیے بہت بہت شکریہ!

زرگل: (حیران) یہ شکریہ نہیں... تم میرے... (اشارے سے کہ خاوند ہو) اور میں ... بیوی... تو یہ شکریہ نہیں...

شان: (ہنس کر خوش ہو کر) شکریہ نہ سہی... یہ رزلٹس تو ہیں ناں... چلو زرگل آج

میں تمہیں باہر لے کر چلتا ہوں۔ اتنے ہفتوں سے میں نے تمہیں یہاں بند کر رکھا ہے... آج میں تمہیں یہ شہر دکھاتا ہوں... جواب تمہارا ہے... اور اس کا ہوگا جو آنے والا ہے... آو زر گل... آجاؤ (اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جاتا ہے)
ورکشاپ میں خواجہ حسب معمول فوکسی کے نیچے گھسا ہوا ہے۔ ان دونوں کو دیکھتا ہے۔ شان نیچے جھک کر اسے دیکھتا ہے اور مسکراتا ہے اور کہتا ہے۔
Results my dear Friend Khawaja Sahib... Results... اور پھر زر گل کو اپنی کار میں بٹھا کر چلا جاتا ہے۔ خواجہ فوکسی سے نکلتا ہے اور بہت حیران سر کھجا کر کہتا ہے؟Results... اس نے کونسا امتحان دے رکھا تھا''

CUT

(زر گل اور ذیشان ان تمام مقامات پر جاتے ہیں جہاں اہل اسلام آباد اگر تازہ تازہ عشق میں مبتلا ہوں تو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں پروڈیوسر صاحب کی معلومات مجھ سے کہیں گرانقدر ہوں گی... سٹورز، پارکس، اسلام آباد کا گرینجر دکھانا مطلوب ہے۔ آئس کریم پارلر... اور پھر کھانے کے لیے وہ ایک بہت بڑے ہوٹل میں داخل ہوتے ہیں جہاں لوگ انہیں دیکھتے ہیں لیکن ذیشان کو پروا نہیں۔ شاندار ڈائننگ روم میں کھانا کھا رہے ہیں۔ زر گل ہاتھ سے کھاتی ہے۔ چھوٹے بچے اسے چھو کر دیکھتے ہیں کیونکہ وہ کالاش لباس میں ہے... ذیشان اسے مختلف طریقے بتا رہا ہے، سکھا رہا ہے۔ کھانا کھا کر باہر نکلتے ہیں۔ کار میں بیٹھتے ہیں)

CUT

(جھیل۔ ایسی جگہ جہاں صرف یہی دو ہوں اور غروب کا منظر ہو... یا شام آچکی ہو۔ زر گل حیرت سے منظر کو دیکھ رہی ہے۔ ذیشان اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ منظر ذرا طویل ہوگا۔ مکالموں کی ضرورت نہیں، موسیقی کی ہے۔ سیریل کا تھیم سانگ یا تھیم میوزک یہاں چلے گی۔ دونوں کے چہرے، جھیل، خوشی اور موسیقی)

CUT

(رات کا وقت۔ ذیشان کی کار پورچ میں داخل ہوتی ہے اور حسب معمول اس

کی روشنی مہ وش کے چہرے پر پڑتی ہے۔ شان اندر آتا ہے۔ خوش ہے۔ کپڑے بدل رہا ہے۔ مہ وش سوئی نہیں۔ وہ کروٹیں بدل رہی ہے اور غصے میں ہے۔ ٹیبل لیمپ آن کرتی ہے۔

شان: I am sorry, Did I disturb you?

مہ وش: Yes, you did. (اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے) You distrub me a lot
Shani... Where were you?

شان: میں؟... بس گھومنے گیا تھا۔

مہ وش: کس کے ساتھ؟

شان: کس کے ساتھ؟ What do you mean?

مہ وش: تم اکیلے نہیں گئے تھے۔ یہ میں دیکھ سکتی ہوں۔ سونگھ سکتی ہوں... تمہارے آس پاس سے اسی کی مہک آرہی ہے، وہ جو کوئی بھی ہے۔

شان: نہیں وشی...

مہ وش: سنو شانی... جب ایک مرد کسی دوسری عورت کے ساتھ وقت گزار کر گھر آتا ہے تو وہ ہمیشہ آنکھ چرا کر بات کرتا ہے اور تم میری طرف نہیں دیکھ رہے۔ دیکھو میری طرف... اور وہ ضرورت سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو تم ہو... اور اس کے رخساروں پر ایک سرخی ہوتی ہے اور... ایک شرمندگی ہوتی ہے...

شان: میں قطعی طور پر شرمندہ نہیں ہوں وشی... ہم صبح بات کریں گے۔

مہ وش: ہم ابھی بات کیوں نہیں کر سکتے... کیوں نہیں کر سکتے؟

شان: آہستہ بولو... گھر میں اور لوگ بھی ہیں۔

مہ وش: کیا وہ اور لوگ نہیں جانتے کہ تم کیسے مختلف حیلے بہانوں سے غائب رہتے ہو... مجھے کہتے ہو، دفتر جا رہا ہوں اور تم وہاں نہیں پہنچتے... رات کو تم کسی بھی دوست کے ہاں نہیں ہوتے... میں چیک کرتی ہوں...

شان: جاسوسی کرتی ہو میری؟

مہ وش: ہاں کرتی ہوں۔ ایک بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر پر نظر رکھے... ویسے شانی I don't give a damm کہ تم کہاں جاتے ہو اور کس کے ساتھ

جاتے ہو۔ مجھے کیا پروا ہے لیکن مجھ سے جھوٹ مت بولو۔

شان: اگر تمہیں پروا نہیں ہے تو اتنا چیخ کیوں رہی ہو... اور میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔ہاں میں تھا کسی کے ساتھ...

مہ وش: کس کے ساتھ؟

شان: جو مجھے Results دے گی... Results (غصے میں اپنا تکیہ یا کوٹ وغیرہ اٹھا کر کمرے سے نکل جائے گا اور کیمرہ مہ وش کے حیران چہرے پر۔ پھر یہی چہرہ جیسے کچھ فیصلہ کرتا ہے۔ بدلہ لینے کا)

CUT

(شان کسی الگ کمرے میں سو رہا ہے۔ رات۔ رات کا اور کچھ ہونے والا ہے کا ماحول۔ موسیقی، ہوا اور کیمرہ موومنٹ۔ کوئی آتا ہے۔ صرف ایک ہاتھ سفید دستانے والا۔ یہ ہاتھ کھڑکیوں کی چٹخنیاں چیک کرتا ہے۔ ایک پٹ بند کرتا ہے۔ سوئے ہوئے شان کو دیکھتا ہے۔ پھر گیس ہیٹر کو آن کرتا ہے۔ گیس کی آواز آنی چاہیے۔ کمرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ شان نیند میں بے چین کروٹیں بدل رہا ہے جیسے گیس کی بُو آ رہی ہے۔ کھانستا ہے۔ زیادہ کھانستا ہے۔ اٹھتا ہے، گرتا پڑتا کھڑکیاں کھولتا ہے۔ سانس لیتا ہے۔ پھر گیس بند کرتا ہے... کیمرہ اس کے چہرے پر۔ پسینہ اور خوف۔ اسے معلوم ہے کہ یہ کام مہ وش نے حسد کے مارے کیا ہے۔ پہلے اپنے کمرے کی طرف جانے لگتا ہے۔ پھر کچھ سوچ کر رک جاتا ہے... راہداری میں جھانکتا ہے۔ سفید دستانے ایک کونے میں اور وہ فوراً غائب ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ حملہ بیکار گیا ہے۔ کیمرہ پسینے اور خوفزدہ شان پر)

CUT

(خواجہ مزمل کا گیراج یا کوئی اور لوکیشن۔ کار میں، پارک میں، ہوٹل میں... کہیں بھی)

خواجہ: (فکرمند چہرے پر شارپ کٹ) Are you sure?

شان: (سر ہلاتا ہے) ہاں...

خواجہ: کہ بھابی مہ وش نے؟ Are you sure

شان: ہاں...

خواجہ: تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی! (شان پھر سر ہلاتا ہے) نہیں یار، میرا جی نہیں مانتا۔ ٹھیک ہے بھابی... یعنی بھابی نمبر ایک... کچھ کچھ ماہی منڈا ہے اور موٹر سائیکل سوار ہے لیکن قتل... نہیں نہیں... شان ایسی خواتین اندر سے بہت بزدل اور نرم ہوتی ہیں۔ یہ ان کا ظاہری اور جھوٹا روپ ہوتا ہے موٹر سائیکلز اور ہیلو یار وغیرہ... مجھے یقین ہے کہ کوئی اور ہے...

شان: کون؟... اور کوئی نہیں ہے۔ اس کا میرا جھگڑا ہوا رات کو اور میں نے خواہ مخواہ کہہ دیا کہ ہاں میں کسی کو مل کر آیا ہوں جو مجھے Results دے گی... میں الگ کمرے میں جا لیٹا... وہیں ہے...

خواجہ: آج صبح بات ہوئی؟

شان: نہیں، میں اس کے بعد سویا بالکل نہیں۔ پو پھٹی تو میں تمہاری طرف چلا آیا... میں کیا کروں مزمل؟

خواجہ: وہ کہتے ہیں ناں کہ Between the devil & the deep blue seas.. تمہارا وہی حال ہے۔ نہ تم نے مہ وش کو بتایا ہے اور نہ زرگل جانتی ہے... اور جانِ من ابھی تو زرگل جانے گی اور پتہ نہیں، کیا طوفان اٹھائے گی۔ ہاں... زرگل ہوگی ایسی...

شان: کیسی خواجہ؟

خواجہ: قتل کر دینے والی... اس کی شکل سے لگتا ہے کہ وہ...

شان: یار خواہ مخواہ نہیں ڈراؤ... بتاؤ کیا کروں؟

خواجہ: دونوں کو بتا دو اور پھر دعا کرو...

شان: نہیں... مجھ میں ہمت نہیں ہے... یوں بھی زرگل اب اس حالت میں نہیں ہے کہ... اسے کوئی شاک دیا جائے...

خواجہ: تو پھر صرف دعا کرو... چلو اٹھاؤ ہاتھ...

CUT

(ریستوران کے تاریک گوشے میں ذرا تاریک لائٹنگ میں۔ داؤد اور اس کی دوست خاتون بیٹھے ہیں)

خاتون: لیکن کب تک؟ کب تک میں تمہارے لیے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہوں ... کب تک؟

داؤد: بس تھوڑا سا انتظار...

خاتون: اس انتظار کی کوئی حد بھی تو ہو... کوئی تو Limit ہو۔ یوں تاریک گوشوں میں چھپ چھپ کر ملنا مجھے پسند نہیں۔ ہمارا تعلق ایسا تو نہیں...

داؤد: پلیز۔ بس کچھ دن اور پھر میں شائد تمہیں کوئی خوشخبری سناؤں...

خاتون: کس قسم کی خوشخبری...؟

داؤد: وہ خوشخبری صرف ایک قسم کی ہوگی۔ میں اور تم اکٹھے ہو جائیں گے... دن کی روشنی میں... سب کے سامنے... دیکھو میں... میں بھی ایسی حماقت آمیز بچگانہ حرکتیں کرنے والی عورت کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا... یا تو اب وہ مجھے آزاد کردے گی اور یا پھر...

خاتون: اور یا پھر؟ (وہ چپ رہتا ہے) نہیں داؤد پلیز ... کوئی غلط قسم کا کام نہ کر بیٹھنا... پلیز...

داؤد: لو... میں اپنے ہاتھوں سے تو یہ کام نہیں کروں گا... ہاتھ تو کسی اور کا ہوگا... بس انتظار...

CUT

(مزمل خواجہ کی کار ایک بنگلے کے قریب رکتی ہے۔ وہ اترتا ہے۔ گیٹ پر سے جھانکتا ہے۔ اندر سفید فوکسی کھڑی ہے جسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور پُراعتماد ہو کر گھنٹی پر ہاتھ رکھتا ہے... اندر سے ایک کتے کے بھونکنے کی آواز۔ ذرا خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹتا ہے۔ گیٹ کھلتا ہے۔ ایک ملازم)

ملازم: جی فرمائیے... کسے ملنا ہے؟

خواجہ: جن کی یہ سفید فوکسی ہے، ان سے...

ملازم: آپ اندر تشریف لے آئیں... آئیے...

خواجہ: وہ اندر ہیں؟

ملازم: جی ہیں۔

(خواجہ خوش خوش ملازم کے ساتھ جا رہا ہے۔ ایک درخت کے ساتھ بندھا سویٹی غراتا ہے)

خواجہ: اے سگِ لیلٰے اب کیوں ہم پہ بھونکتا ہے۔ ہم تو محمل کی طرف جا رہے ہیں... ہیلو سویٹی۔ سویٹ سویٹی (اسے پیار کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے اور پھر اس کی غراہٹ کی وجہ سے پیچھے ہو جاتا ہے۔ ملازم دروازہ کھول کر اندر لے جاتا ہے۔ اندر ایک شارپ کٹ کرنل ترمذی کا... بہت ظالم اور خوفناک شخص۔ خواجہ اسے دیکھ کر ڈر جاتا ہے۔ پیچھے دیکھتا ہے تو ملازم جا چکا ہے۔ چنانچہ ایک عدد سلام کرتا ہے)

کرنل: جی فرمائیے...

خواجہ: وہ جی... میں نے... ان سے ملنا ہے جو... جی وہ... جن کی سفید فوکسی ہے...

کرنل: سفید فوکسی... میری ہے... فرمائیے... (خواجہ گھبراتا ہے)

خواجہ: اچھا تو پھر... آپ... آپ تو ہوگئے وہ... زبیدہ صاحبہ کے...

کرنل: میں اس کا باپ ہوں... اور تم زبیدہ کو کیسے جانتے ہو... بیٹھو ... (وہ نہیں بیٹھتا) بیٹھتے کیوں نہیں؟

خواجہ: میں جی... میں تو خواجہ آٹو ورکشاپ... میں... ان کی... بلکہ آپ کی سفید فوکسی کی مرمت کرتا ہوں اور... (جیب میں سے کوئی کاغذ نکال کر) یہ ایک بل تھا، اس لیے سر...

کرنل: اچھا... تو تم وہ شخص ہو جو میری سفید فوکسی کی Repair کرتے ہو...؟

خواجہ: جی سر...

کرنل: (اٹھتا ہے) میں تو تمہاری تلاش میں تھا... زبیدہ سارا سارا دن تمہاری ورکشاپ میں کھڑی رہتی ہے اور جب فوکسی پر بیٹھ کر واپس آتی ہے تو راستے میں ہی کچھ نہ کچھ خراب ہو جاتا ہے ہمیشہ... تم کس قسم کے مکینک ہو؟

خواجہ: میں بہت اچھی قسم کا مکینک ہوں سر... وہ دراصل فوکسی سر پرانی بہت ہے...

کرنل: اتنی پرانی نہیں کہ ایک دن چلے اور ایک مہینہ کھڑی رہے... مجھے شک ہے کہ تم اسے جان بوجھ کر خراب کرتے ہو۔ ایک روز بیٹری کی تاروں کا ایک گچھا تو میں نے بھی سیٹوں کے نیچے سے Discover کیا تھا۔ (بل لیتا ہے) یہ بل ہے؟

خواجہ: جی سر...

کرنل: یہ بل تو ہے لیکن بجلی کا بل ہے... کار کی مرمت کا نہیں۔

خواجہ: My fault Sir... وہ (متعدد کاغذ نکال کر دیکھتا ہے) میرا خیال ہے کہ... بھول گیا سر... میں کل آ جاؤں گا...

کرنل: ٹھہرو... زبیدہ... زبیدہ... (اوپر سے آواز "آئی ڈیڈی"...) ینگ مین تم بل وصول کرنے کے لیے ہر کسٹمر کے گھر جاتے ہو؟

خواجہ: نہیں سر... وہ تو... دراصل میں ادھر سے گزرا تو سوچا سوئی سے مل لوں... بہت اچھا کتا ہے سر...

کرنل: وہ صرف کتا ہی نہیں ہے۔

خواجہ: اچھا سر؟... یعنی ان میں کچھ اور خصوصیات بھی ہیں! مجھے پہلے ہی شک تھا کہ سوئی صرف کتا نہیں ہو سکتا۔

(زبیدہ آتی ہے)

کرنل: زبیدہ تم ان سے ... ان سے واقف ہو؟

زبیدہ: ہاں جی ڈیڈی... یہ خواجہ صاحب ہیں ناں... آپ کیسے ہیں خواجہ صاحب... کیسے آئے آپ؟

خواجہ: آپ بہت دنوں سے... میرا مطلب ہے کہ ایک بل تھا... اور...

کرنل: (قریب آتا ہے) ینگ مین... میں نے بہت دنیا دیکھی ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ تم یہاں کیوں آئے ہو... آئندہ نہ آنا... آرمی کے زمانے کی ایک زنگ آلود رائفل اب بھی میرے پاس موجود ہے جو برے وقت میں چل سکتی ہے... تم ایک جھوٹے اور بے ایمان شخص ہو... دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔

زبیدہ: لیکن ڈیڈی خواجہ صاحب تو...

کرنل: آؤٹ (خواجہ یکدم سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ زبیدہ کو دیکھتا ہے۔ پھر انتہائی متانت سے اور بغیر ڈرے ہوئے گھر سے باہر چلا آتا ہے۔)

زبیدہ: Dady that was bad manners

کرنل: What do you mean bad manners girl?

(زبیدہ جواب دیے بغیر باہر چلی جاتی ہے)

CUT

(زبیدہ گیٹ پر سے جھانکتی ہے۔ خواجہ کار میں بیٹھ رہا ہے۔ وہ آواز دیتی ہے "خواجہ صاحب..." وہ جواب دیے بغیر کار سٹارٹ کر کے چلا جاتا ہے۔ زبیدہ بہت اپ سیٹ ہو کر واپس آتی ہے۔ سفید فوکسی میں بیٹھتی ہے۔ سٹارٹ کرتی ہے، گیئر لگاتی ہے۔ فوکسی ایک دو میٹر آگے جا کر دھچکے سے رک جاتی ہے۔ زبیدہ باہر نکل کر اسے ٹھڈے مارتی ہے اور کولہوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس کے پریشان چہرے کا ایک کلوز)

CUT

(ظفر کا دفتر۔ باہر لوگ کام کر رہے ہیں۔ ذیشان اپنے باپ کے سامنے بیٹھا ہے۔ اس کے پہلو میں ایک اور سمارٹ نوجوان عینک وغیرہ لگائے اپنے سامنے کاغذات پھیلائے بہت توجہ سے ظفر کی گفتگو سن رہا ہے)

ظفر: نہیں نہیں... پُل ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتے۔ انہیں اس لیے نہیں بنایا جاتا ہے کہ یہ سینکڑوں برسوں تک چلیں۔ ہر دس بیس برس میں ٹیکنالوجی بدل جاتی ہے... ریکوائرمنٹ مختلف ہو جاتی ہے۔ آرکی ٹیکچر بدل جاتا ہے... نہیں نہیں پل ہرگز ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتے... تم نے اس ٹینڈر میں تقریباً دگنا میٹریل استعمال کیا ہے... اسے کم از کم نصف کر دو... اور کچھ؟

شان: (پریشان ہو کر) نصف... ڈیڈی۔ اگر میٹریل میں کمی کی تو کنسٹرکشن مضبوط نہیں ہو گی... بلکہ... یہ Bridge تو چار پانچ برس کے اندر اندر گر جائیں گے۔

ظفر: گر جائیں...

شان: اور ہم پچیس برس کی گارنٹی دے رہے ہیں۔

ظفر: سوشانی۔ پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی بہتا ہے... بہہ جاتا ہے... تب تک... چار پانچ برس تک ہم پتہ نہیں کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہوں گے... جیسا میں نے کہا ہے، ویسا ہی کرو ورنہ پرافٹ مارجن بہت کم ہو جائے گا...

نوجوان: سر اگر آپ اجازت دیں تو... یہ پل ہائی وے پر برساتی نالوں کی پندرہ گزرگاہوں پر بنیں گے۔ اگر میٹریل کم کیا گیا تو یہ عین ممکن ہے کہ پہلی سیلابی صورت میں ہی یہ کولیپس کر جائیں...

ظفر: (ناگواری سے دیکھتا ہے) ینگ مین تم نے ہارورڈ سے ایم بی اے کیا ہے... ویل اینڈ گڈ... تمہیں میرے بیٹے ذیشان نے خصوصی طور پر ہائر کیا ہے۔ کمپنی کے سیٹ اپ کو ماڈرنائز کرنے کے لیے... ویل اینڈ گڈ... لیکن you know nothing about bridges

نوجوان: But I know where and when they are likely to collapse Sir, my father was in construction business....

ظفر: بہرحال... یہ تمہارا شعبہ نہیں ہے... ٹھیک ہے ذیشان... (شان مایوسی کے عالم میں اٹھ رہا ہے کہ داؤد داخل ہوتا ہے۔ کچھ فائلوں کے ساتھ)

داؤد: ڈیڈی کیا میں جان سکتا ہوں کہ میرے پورے دفتر کو Ransack کس نے کیا ہے... کون میرے ریکارڈ کو اتھل پتھل کرتا رہا ہے اور فائلوں کو سونگھتا رہا ہے؟

شان: داؤد بھائی جان... آپ مسٹر امین قیصرانی کو تو جانتے ہیں...

داؤد: ہاں میں نے انہیں ادھر ادھر دیکھا تو ہے چند دنوں سے...

شان: یہ ہمارے کنسلٹنٹ ہیں... ایم بی اے فرام ہارورڈ... تو کمپنی کے پورے سیٹ اپ کو Revitalise کرنے کے لیے Latest بزنس ٹیکنیکس کے مطابق کرنے کے لیے یہ تمام ریکارڈز اور فائلز اور کمپیوٹرز وغیرہ چیک کر رہے ہیں تو اسی سلسلے میں انہوں نے آپ کا ریکارڈ بھی چیک کیا۔

داؤد: مجھ سے پوچھے بغیر... میری اجازت کے بغیر...

امین: سر میں نے صرف کمپنی کے ریکارڈز دیکھے ہیں Nothing Personal... آپ کے پرسنل کاغذات بالکل نہیں۔

داؤد: تمہیں جرأت بھی نہیں ہو سکتی تھی میرے پرسنل کاغذات چیک کرنے کی... اور مسٹر امین، آئی ایم دی باس راؤنڈ ہیئر... آئندہ تم نے میری فائلز تو کیا، میرے ٹشو پیپرز کو بھی ٹچ نہیں کرنا... (امین ناراضگی سے شان کی طرف دیکھتا ہے)

امین: ...As you say Mr. Dawood

داؤد: اور اگر تم نے میرے کاغذات کو ہاتھ لگایا یا میرے کمرے میں داخل ہوئے تو I will fire you.

شان: (ذرا پریشان ہوتا ہے) بھائی جان۔

داؤد: تم خاموش رہو... تمہارے ساتھ میں بعد میں بات کروں گا۔

امین: You can't fire me sir because Mr. Zeshan has hired me.... And he happens to be one of the directors of the firm.

داؤد: Oh yes, I can fire you... If I want right now, this very moment.

شان: ڈیڈی پلیز داؤد بھائی کو...

امین: (غصے میں ہے) If my services are not required then fire me...

داؤد: آل رائٹ You are tired.... collect your dues and get out.

شان: (غصے سے اور پہلی بار پورے اعتماد کے ساتھ بولتا ہے۔) نہیں امین صاحب... میں نے آپ کو ہائر کیا تھا، آپ کہیں نہیں جائیں گے پلیز۔ ڈیڈی اب آپ کو دخل دینا پڑے گا۔ داؤد بھائی کو یہ اختیار ہرگز ہرگز نہیں کہ میرے رکھے ہوئے شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں... اسے نوکری سے نکالنا تو دور کی بات ہے...

داؤد: (ظفر کی طرف دیکھتا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا) دخل دیں ڈیڈی... اس کی یہ خواہش بھی پوری کر دیں۔

ظفر: (پہلی بار ہچکچاتا ہے) ویسے داؤد مسٹر امین قیصرانی... بہت کومپی ٹینٹ ہیں... He is doing a good job... اور پھر ذیشان...

داؤد: (ناراض ہے...) اچھا تو ظفر صاحب اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کمپنی پر میرا کوئی حق نہیں اور بیٹا بیٹا ہوتا ہے اور آخر کار داماد، داماد ہی ہوتا ہے...

ظفر: نہیں نہیں ذیشان کو تو بزنس کی اے بی سی کا پتہ نہیں اور تم... میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم اپنے فیصلے میں تھوڑا سا ردوبدل کر دو تو...

داؤد: I have fired him and that's final.... Now the ball is in your court.....

ظفر: (ایک گہرا سانس لیتا ہے) ذیشان دراصل...

شان: ڈیڈی، اگر امین قیصرانی صاحب کو اس کمپنی سے نکالا گیا تو (دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہے) اس دروازے سے نکلنے والے یہ واحد شخص نہیں ہوں گے...

ظفر: Shan what do you mean?

شان: میں بھی ان کے ساتھ... باہر چلا جاؤں گا... ہمیشہ کے لیے... And that is also final

امین: (متاثر ہوتا ہے) نہیں نہیں شان صاحب... آپ صرف میرے لیے اپنے والد سے تعلقات خراب نہ کیجئے۔ اپنے مستقبل کو داؤ پر نہ لگائیے۔ مجھے Job کی کوئی پرابلم نہیں۔ As a matter of fact I can get a much better job right now...

شان: قیصرانی صاحب سوال جاب کا نہیں Dignity کا ہے۔ I have hired you and you are staying that's all

ظفر: تم دونوں ابھی جذبات کی گرمی میں ہو... کیا خیال ہے، اگر ہم کل صبح ٹھنڈے دماغ سے اس مسئلے پر غور کریں اور پھر... پھر فیصلہ کریں۔

داؤد: فیصلہ تو ابھی ہونا ہے بلکہ ہو چکا ہے... Amin Qaisrani I have nothing against you but you have to go....Now

شان: ڈیڈی...

داؤد: جی...

ظفر: (فکر مند ہے اور فیصلہ نہیں کرنا چاہتا لیکن مجبور ہو جاتا ہے)

I am sorry Mr. Amin Qaisrani. آپ جا سکتے ہیں۔

(ظفر، داؤد، شان کے کلوزری ایکشن۔ امین سر جھٹک کر ہلکی سی مسکراہٹ دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ شان... دونوں کو دیکھتا ہے اور پھر وہ بھی دروازے سے باہر چلا جاتا ہے۔ ظفر سر جھکا لیتا ہے۔ جیسے اسے دکھ ہوا ہو۔ اس کے دکھ کو داؤد پسند نہیں کرتا)

CUT

(ظفر کا گھر۔ شان کی کار تیزی سے اندر آتی ہے۔ وہ اترتا ہے۔ بی بی شپو اسے پریشان دیکھتی ہے۔ گھر کے اندر جاتا ہے۔... مہ وش سے سامنا ہوتا ہے۔)

مہ وش: ہائے شانی... How was the day? (شان جواب نہیں دیتا اور خاموشی سے ایک الگ کمرے میں چلا جاتا ہے اور دروازہ بند کر لیتا ہے۔ مہ وش دروازے کے قریب جاتی ہے۔ دستک دینے لگتی ہے۔ پھر کندھے سکیڑ کر واپس چلی جاتی ہے۔ اندر شان ٹہلتا ہے اور اپنی بے عزتی پر تقریباً آبدیدہ ہے۔ کوٹ ٹائی وغیرہ اتار کر پھینکتا ہے۔ کوئی موسیقی لگاتا ہے اور پھر بند کر دیتا ہے اور صوفے پر نیم دراز ہو جاتا ہے... یہیں پر وقت گزرتا ہے اور روشنی کے ردوبدل سے شام ہو جاتی ہے۔ ہاتھ بڑھا کر ایک ٹیبل لیمپ روشن کرتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ فون اٹھاتا ہے۔ دوسرے سرے پر مہ وش ہے)

مہ وش: شانی... تم ٹھیک تو ہو...

شان: ہاں آں...

مہ وش: کیا ہوا؟... داؤد بھائی کے ساتھ کچھ کھٹ پٹ ہوئی (وہ صرف سر ہلاتا ہے) ڈیڈی کے ساتھ؟... چائے لاؤں... (وہ انکار میں سر ہلاتا ہے) شانی میں آ جاؤں...

شان: نہیں... میں تھوڑی دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔ تھینک یو وشی... (فون رکھ دیتا ہے)

CUT

(ظفر اب پریشان ہے اور اپنے کمرے میں ٹہل رہا ہے یا سوچ رہے ہیں۔ اٹھ کر

کھڑکی میں سے دیکھتا ہے۔ شیبو بی بی نظر آتی ہے۔ اسے کچھ دیر دیکھتا ہے۔ شیبو کا کلوز... وہ اوپر دیکھتی ہے)

CUT

(شان اسی صوفے پر۔ فون کی گھنٹی پھر بجتی ہے)

مہ وش: شانی... کھانا لاؤں...

شان: نہیں... I am not hungry ...

مہ وش: کتنی دیر یوں الگ ہو کر بیٹھے رہو گے؟

شان: Please leave me alone, please. (فون بند کر دیتا ہے) پھر وقت گزرنے کا تھوڑا سا تاثر اور پھر دروازے پر دستک۔ ایک بار... دوسری بار... تیسری بار اٹھ کر جاتا ہے اور کہتا ہے "پلیز مہ وش... Leave me alone"

شیبو کی آواز: صاحب جی... بیگم صاحبہ نہیں ہیں... میں ہوں۔

شان: کون؟

شیبو: شیبو بی بی...

شان: کیا بات ہے...

شیبو: آپ مہربانی کریں میری ایک بات سن لیں... دروازہ کھول دیں... بہت ضروری بات ہے صاحب جی۔ مہربانی ہو گی۔

(شان بیزار ہو کر دروازہ کھول دیتا ہے اور وہ اندر آ جاتی ہے)

شان: کیا ضروری بات ہے شیبو بی بی... میں ذرا آرام کرنا چاہتا ہوں...

شیبو: آپ کی بڑے صاحب کے ساتھ کچھ گرمی سردی ہوئی ہے صاحب جی... (شان حیران ہو کر دیکھتا ہے) مجھے پتہ ہے، ہوئی ہے جی۔ یہ نہ پوچھنا کہ مجھے کیسے پتہ ہے...

شان: پھر... ہوئی ہے۔

شیبو: بڑے صاحب۔ ظفر صاحب آپ سے بہت محبت کرتے ہیں... آپ ان کے بیٹے ہو... وہ... آپ کے باپ ہیں اور...

شان: تم کہنا کیا چاہتی ہو شیبو بی بی؟

شیبو: وہ تھوڑے سے مجبور ہیں ثریا بی بی کی وجہ سے... وہ اگر داؤد صاحب کو خوش نہ رکھیں تو داؤد صاحب تو آج ہی ثریا بی بی کو طلاق دے دیں شان صاحب... وہ مجبور ہیں۔ آپ ان کی مجبوری کا خیال کریں...

شان: تمہیں ان... خاندانی معاملات کے بارے میں کیسے علم ہے؟

شیبو: نمک خوار ہوں اس خاندان کی... آپ... میرے بیٹوں جیسے ہیں پھر... بڑے صاحب کے بہت احسان ہیں مجھ پر...

شان: شیبو بی بی میں نے... میں نے بہت ضبط کیا... ڈیڈی کے سامنے کبھی اف نہیں کی۔ وہ داؤد بھائی کو خوش کرنے کے لیے میری بے عزتی کرتے رہے لیکن میں نہیں بولا... لیکن آج... کوئی حد ہوتی ہے۔

شیبو: نہیں ذیشان... صاحب... کوئی حد نہیں ہوتی... باپ اور بیٹے کی محبت کی...

شان: مجھے انہوں نے بیٹا کب سمجھا ہے... مجھے تو بعض اوقات شک ہوتا ہے کہ میں ان کا سوتیلا بیٹا ہوں... شیبو بی بی شائد آپ بتا سکیں، آپ تو شروع سے ڈیڈی کے ساتھ ہیں... کیا میں واقعی ان کا سگا بیٹا ہوں...؟

شیبو: تم... تم... ذیشان... میرا مطلب ہے شان صاحب... آپ میرے ہاتھوں میں پیدا ہوئے تھے۔

شان: تو پھر ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ کیوں... مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ... کیوں کرتے ہیں... میری انا کا خیال کیوں نہیں کرتے... میری عزت نفس کو کیوں مجروح کرتے ہیں... بس یہ آخری بار تھا... کل صبح... میں اپنا سامان سمیٹوں گا اور گھر سے چلا جاؤں گا...

شیبو: نہیں شان صاحب... ظفر صاحب... آپ سے بہت محبت کرتے ہیں... یعنی ان کی محبت ایسی ہے کہ... شان صاحب... میں آپ کو بہت کچھ بتا سکتی ہوں لیکن... میں بتا نہیں سکتی۔

شان: کیا شیبو بی بی۔ کیا بتا نہیں سکتیں؟

شیبو: کچھ نہیں... کچھ بھی نہیں... لیکن ظفر صاحب کو اکیلا نہ چھوڑیئے گا۔ خدا کے لیے ایسا نہ کیجئے گا... وہ... پتہ نہیں... اور میں بھی... (شان کے قریب جاتی

ہے)اور مجھے اگرچہ کوئی حق نہیں... ملازمہ ہوں لیکن میں بھی شان... تم سے بہت پیار کرتی ہوں... بیٹوں کی طرح (چلی جاتی ہے۔ شان حیران کھڑا ہے۔ پھر صوفے پر بیٹھتا ہے۔ سوچتا ہے۔ یہاں اگر مناسب ہو تو ظفر کی بے چینی کا ایک آدھ کٹ... شان صوفے پر لیٹ جاتا ہے۔ بوٹ اور موزے وغیرہ اتار کر۔ موسیقی... رات... پھر صبح کی روشنی... وہ گہری نیند میں ہے۔ سویا ہوا۔ کمرے میں اجالا۔ اس دوران ذیشان ایک خواب میں ہے۔ خواب میں اسے زرگل کا خوبصورت چہرہ نظر آرہا ہے۔ اس خواب کی طوالت پروڈیوسر صاحب کی صلاحیتوں کے مطابق ہوگی۔ خواب کے آخر میں زرگل کا چہرہ ایک کھڑکی کے شیشے کے پیچھے ہے اور وہ شیشے پر آہستہ آہستہ دستک دے رہی ہے۔ شان نیند میں مسکرا رہا ہے۔ پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ دستک سچ مچ سنائی دے رہی ہے۔ جس زاویے پر لیٹا ہوا ہے، وہاں آنکھیں کھولتا ہے تو بالکل سامنے زرگل کھڑکی کے شیشے پر دستک دے رہی ہے۔ پہلے تو یقین نہیں کرتا اور جب جان جاتا ہے کہ یہ خواب نہیں اور زرگل سچ مچ وہاں موجود ہے تو ہڑبڑا کر اٹھتا ہے۔ زرگل خوش ہے اور اسے متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ آگے بڑھ کر کھڑکی کھولتا ہے اور زرگل چھلانگ لگا کر اندر آجاتی ہے)

شان: (انتہائی نروس) گل... گل... زرگل... یہ یہ... تم...

زرگل: (اطمینان سے) ہاں... میں زرگل... شان تم او کے؟

شان: میں او کے؟ نہیں نہیں... میرا تو بیڑہ غرق ہونے والا ہے... (ادھر اُدھر دیکھتا ہے) میرا مطلب ہے تم ادھر کیا کر رہی ہو؟

زرگل: تم سے ملنا... تم سے... بہت ضروری... جیسے بادل کے لیے برسنا بہت ضروری...

شان: تم یہاں آکیسے گئی ہو؟ (دروازہ دیکھ رہا ہے۔ کھڑکیاں بند کر رہا ہے) کیسے آگئی؟

زرگل: ادھر میں نے خواجہ موزول، بہت اچھا دوست... اسے کہا... ضرور ملنا ہے۔ وہ لایا... ادھر باہر ہے...

شان: (دانت پیس کر) خواجہ... میں... تمہیں جان سے مار ڈالوں گا...

زرگل: (ڈر کر پیچھے ہٹتی ہے) مجھے... مارنا... کیوں... میں بیوی...

شان: نہیں نہیں، تمہیں نہیں۔ خواجے الو کے پٹھے کو... تم... (بیٹھنے لگتی ہے) نہیں نہیں ابھی ادھر نہیں بیٹھو۔ باہر چلتے ہیں۔ سیر کرتے ہیں۔ آئس کریم کھاتے ہیں... (دروازے کی طرف بڑھتی ہے) نہیں نہیں جدھر سے آئی ہو، ادھر سے چلتے ہیں (کھڑکی کی طرف باہر دیکھتا ہے تو مہ وش کھڑی ہے) بیڑہ غرق... ستیاناس... نہیں ادھر آؤ... پر کدھر آؤ... (ذرا نروس ہو کر بلند آواز میں کہتا ہے) تم کرنے کیا آئی ہو یہاں پر... کیوں آئی ہو؟

زرگل: (ذرا اپ سیٹ) کیوں... تم ادھر تو میں کیوں نہیں... میں ادھر... جیسے گھاس کو بارش نہ ملے تو سوکھتی ہے... میں سوکھتی... جیسے چڑیا کو پیاس لگے تو منہ کھولے... ایسے (منہ کھولتی ہے) اس لیے آئی...

شان: آئی ایم سوری... دراصل (فون کی گھنٹی بجتی ہے تھوڑی دیر نہیں اٹھاتا، پھر اٹھاتا ہے۔ ادھر مہ وش ہے۔)

مہ وش: میں تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہی تھی۔ موڈ کیسا ہے؟

شان: نہ نہ موڈ تو... ٹھیک ہے۔ خدا حافظ۔

مہ وش: سنو میں ابھی تھوڑی دیر میں تمہارا ناشتہ لے کر آرہی ہوں (فون بند ہو جاتا ہے)

شان: سنو... میں ناشتہ... ہیلو... (پھر مہ وش کو فون کرتا ہے لیکن ادھر سے کوئی نہیں اٹھاتا۔ رکھ دیتا ہے) ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے...

زرگل: کون... کون ادھر؟

شان: کوئی نہیں... وہ... ادھر... ملازم... ناشتہ... مکھن ٹوسٹ...

زرگل: (اطمینان سے بیٹھنے لگتی ہے) ہاں ناشتہ... میں نے بھی کھانا...

شان: ارے نہیں نہیں بابا... کوئی ناشتہ نہیں... چلو چلو ادھر سے نکلو (اسے ذرا زور سے دھکیلتا ہے تو وہ کھڑی ہو جاتی ہے)

زرگل: ایسے نہیں... مجھے (ہاتھ کے اشارے سے) یہ نہیں کرو... (پیٹ پر ہاتھ رکھ کر) ادھر... وہ جو ہے... وہ ابھی او کے نہیں... اس لیے میں ادھر... آئی۔

شان: (اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) ہیں؟ ادھر او کے نہیں؟ تو تو... یہ... یہ کچھ ہونے والا ہے... میرا مطلب ہے Results my... baby ... (وہ سر ہلاتی ہے) اوہ مارے گئے... لیکن یہ یہ... کب کب...

زرگل: ابھی... ابھی... (وہ درد سے کراہتی ہے) دو... دو نہیں، میں اور تم... دو نہیں... تین تتلیاں...

شان: (قدرے خوشی میں ہے اور نروس بھی...) تین تتلیاں... یعنی... لیکن اتنی جلدی... Oh my God... یا اللہ... یہ کیا ہونے والا ہے...

زرگل: (ذرا بلند آواز میں) بچہ بچہ...

شان: (اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے) میں جانتا ہوں کہ... کیا ہونے والا ہے لیکن... (دروازے پر دستک) کون ہے بچہ... میرا مطلب ہے، کون ہے؟

(مہ وش کی آواز) شانی دروازہ کھولو... ناشتہ لے کر آئی ہوں۔

زرگل: (خوش ہو کر) ناشتہ او کے...

شان: نہیں ادھر سے غائب ہو جانا او کے (اس کا ہاتھ پکڑ تا ہے اور دونوں کھڑکی کے راستے باہر چلے جاتے ہیں۔ باہر کٹ کر کے مہ وش کو دکھاتے ہیں جو ناشتے کی ٹرے اٹھائے کھڑی ہے اور دستک دیتی ہے۔ "شانی... بھئی ابھی تک موڈ ٹھیک نہیں ہوا۔ دروازہ کھولو جانی۔" باہر لان میں یا راہداری میں شان زرگل کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے جا رہا ہے اور اِدھر اُدھر نظر بھی رکھ رہا ہے۔ یکدم شیبو بی بی آگے آجاتی ہے اور زرگل کو دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے)

شان: ہیلو شیبو بی بی۔ ہاؤ آر یو؟ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے... صبح صبح کہاں جا رہی ہیں...

شیبو: یہ... یہ کون ہے شان...؟

زرگل: یہ... (سینے پر ہاتھ رکھ کر) یہ بیوی اور (پیٹ کی طرف اشارہ) یہ بچہ...

شان: ڈرامہ ہے شیبو بی بی... ڈرامہ کر رہے ہیں... یاد ہے سٹیج کے لیے گھر سے سامان لے گیا تھا۔ وہی ڈرامہ... اور یہ... مرکزی کردار ہے... ریہرسل کر رہے ہیں زرگل... میں تم سے محبت کرتا ہوں اور میں تمہارے لیے آسمان سے تارے بھی توڑ کر لا سکتا ہوں... نکل چلو یہاں سے (اس کا ہاتھ پکڑ کر تقریباً گھسیٹتا لے

جاتا ہے اور شیبو حیران کھڑی ہے)

CUT

(شان زرگل کا ہاتھ پکڑ کر کسی شاندار ہسپتال میں داخل ہوتا ہے۔ زرگل کو ایک لیڈی ڈاکٹر چیک کر رہی ہے اور وہ شان کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے۔ شان بھی نروس ہو کر مسکراتا ہے۔ زرگل کو ایک کمرے میں لے جایا جاتا ہے۔ نارمل ٹیسٹ وغیرہ ہو رہے ہیں۔ شان اس کے قریب بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ اسے سیب کھلا رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک ڈاکٹر آتا ہے اور اشارہ کرتا ہے۔ شان راہداری میں آجاتا ہے)

ڈاکٹر: آپ مریضہ کے خاوند ہیں ناں؟ ذیشان صاحب (کارڈ پر سے پڑھتا ہے)

شان: جی۔

ڈاکٹر: بہت ضروری ہوتا ہے کہ ایسے موقعوں پر اگر خواتین ساتھ ہوں... مثلاً آپ کی والدہ...

شان: جی وہ تو نہیں ہیں۔

ڈاکٹر: اور آپ کی بیگم کی والدہ...

شان: وہ بھی نہیں ہیں...

ڈاکٹر: کوئی خاتون تو گھر میں ہو گی شان صاحب...

شان: نہیں... میں... بس میں ہی میں ہوں یا... وہ خواجہ ہے (خواجہ ذرا پرے کھڑا مسکرا رہا ہے) مسئلہ کیا ہے؟

ڈاکٹر: کیس تھوڑا سا پیچیدہ ہے اور بچے کی پوزیشن ایسی ہے کہ ... آپریشن کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں...

شان: آپریشن؟

ڈاکٹر: جی ہاں۔ سیزیرین ورنہ عین ممکن ہے کہ مریضہ... جان کا خطرہ ہے... اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے... اور ابھی... پہلا بچہ ہے ناں تبھی... اتنے نروس ہیں... تو پھر...

شان: آپ کا کیا خیال ہے ڈاکٹر صاحب... مجھے تو کچھ پتہ نہیں... اور کب؟

ڈاکٹر: ابھی... اگر آپ اجازت دیں تو...

CUT

(بچے کی پیدائش کے معمول کے منظر۔ شان اور خواجہ راہداری میں... اندر آپریشن اور زرگل کا چہرہ۔ پھر شان پر کیمرہ اور بچے کے رونے کی آواز۔ وہ اندر جاتا ہے... زرگل کو دیکھتا ہے۔ یہاں کالاش کے ایک دو منظر۔ شان کی آنکھوں میں آنسو۔ وہ زرگل کے ماتھے پر ہاتھ رکھتا ہے... پھر بچے کو دیکھتا ہے۔ تھیم سانگ یا موسیقی۔)

CUT

(زرگل بچے کے ساتھ اور ذیشان فلیٹ کے دروازے کے باہر۔ یکدم دروازہ خود بخود کھلتا ہے۔ اندر پورا فلیٹ غباروں اور آرائشی چیزوں سے سجا ہوا ہے۔ ایک کونے میں ایک Cot اور بہت سارے کھلونے۔ دروازے کے پیچھے خواجہ کھڑا مسکرا رہا ہے...)

شان: (متاثر ہوتا ہے) تھینک یو خواجہ...

خواجہ: لو تھینک یو خواہ مخواہ... مشکل سے تو ہم ایک عدد بھتیجے کے چاچا جی بنے ہیں... (بچے کو دیکھتا ہے) کیوں بھئی بھتیجے، پہچانتے ہو چاچا کو... (بچہ روتا ہے)

شان: اب بچے کو ڈراؤ تو نہیں... یہ سب کہاں سے لائے یار؟

خواجہ: بھابی ادھر... (Cot شارٹ)

زرگل: میں نہیں بابی... میں زرگل...

خواجہ: آپ تو اب باقاعدہ اور آفیشل بھابی ہیں... ادھر... یہاں... (وہ بچے کو لٹا دیتی ہے) ہیلو... کوچی کوچی... مجال ہے جو چہرے پر مسکراہٹ آ جائے، دادا ہو گیا ہے... (اٹھ کر مٹھائی کی ٹوکری میں سے ایک لڈو نکالتا ہے) واہ کیا زبردست لڈو لایا ہوں... آپ بھی کھا لو... کوئی حرج نہیں (ذیشان لڈو لے کر پہلے زرگل کو کھلاتا ہے اور پھر خود)... یار شان... ابھی تک بچے کا نام ہی نہیں رکھا؟

شان: (پریشان ہو کر) ہاں یار... کمال ہے... تجربہ نہیں ناں، پہلا بچہ ہے... تو پھر... زرگل نام... اس کا کیا نام رکھیں... بیٹا ہے... کیا نام...

زرگل: نام؟ اس کا نام... بارش...

خواجہ: بارش (لڈو کھاتا ہوا رکتا ہے) بچہ پیدا ہوا ہے یا محکمہ موسمیات!

زرگل: یا پھر... یا پھر... خرگوش!

خواجہ: سبحان اللہ۔ ذرا ظفر صاحب کو جا کر بتانا کہ قبلہ والد صاحب مبارک ہو، آپ کے ہاں ایک عدد پوتا تولد ہوا ہے جس کا نام خرگوش ہے... پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے... بھابی ویسے آپ کا دھیان مینڈک کی طرف نہیں گیا؟

زرگل: (خوش ہو کر) ہاں آں... مینڈک بھی او کے...

شان: زرگل، زرگل یہ... اسلام آباد ہے، کالاش نہیں...

زرگل: ہم ادھر نام رکھتے... موسم کا... جنگل میں جو پھول پتہ ہے اور جانور ہے... تو یہ اچھا ہے۔ او کے ہے...

شان: ادھر او کے نہیں ہے... ویسے (سوچتا ہے) ہم ادھر بھی جانور کا نام تو رکھتا ہے... مثلاً بلبل۔ عندلیب... لیکن ہمارا تو لڑکا ہے ناں...

زرگل: (بچے کو ایک بار پھر غور سے دیکھ کر) ہاں... بچہ... لڑکا!

شان: تو پھر... اس کا نام رکھتے ہیں شیر... شیر خان... کیسا؟ تم بھی خوش، ہم بھی خوش...

زرگل: پر ادھر کالاش... جنگل میں شیر نہیں۔

شان: نہیں تو نہ سہی... اسلام آباد میں بھی نہیں... تو پھر... شیر خان...

خواجہ: بلکہ شیر شان... کیا شان ہے...

زرگل: شان... ادھر کالاش میں جب بچہ آتا... تو پھر... دادا آتا۔ اسے دیکھتا اور گلے میں پھول ڈالتا... تو اب... تمہارا... تمہارا... بابا... ادھر آئے اسے دیکھے...

شان: (قدرے رنجیدہ) نہیں زرگل... ابھی شاید یہ ممکن نہیں۔ چند روز بعد... میں بہت گہرے پانیوں میں ہوں... ابھی نکلنا ممکن نہیں... لیکن ہم چلیں گے ایک روز شیر خان کو اس کے دادا کے گھر لے کر چلیں گے...

زرگل: نہیں نہیں دادا ادھر آئے...

شان: چلو ادھر آ جائے گا دادا... او کے؟

زرگل: او کے...اور شان ادھر کالاش میں جب بچہ آتا تو... تو پھر اس کے گرد ناچتے... ہاں... ناچتے سب لوگ... ایسے (وہ بچے کی Cot کے گرد کالاش طرز سے حرکت کرتی ہے آہستہ آہستہ... یہاں اسے Slow میں لے جائیں اور پھر آہستہ آہستہ کالاش موسیقی ابھرتی ہے۔ پہلے خواجہ شامل ہوتا ہے اور پھر آخر میں ذیشان... چاروں کے چہرے اور خوشی)

CUT

(ظفر اپنے دفتر میں مصروف... اپنی سیکرٹری کو بلاتا ہے)

ظفر: وہ ... ذیشان صاحب... آئے ہوئے ہیں...؟

سیکرٹری: جی نہیں... وہ تو پرسوں سے دفتر نہیں آئے... ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے سر؟

ظفر: ہاں آں... وہ... تھینک یو (وہ جاتی ہے۔ فون اٹھاتا ہے۔ پھر رکھتا ہے اور سوچ میں پڑ جاتا ہے۔)

CUT

(خواجہ مزمل کی ورکشاپ۔ خواجہ کسی کار کو چیک کر رہا ہے اوور آل میں۔ زبیدہ ترمذی اپنی فوکسی پر آتی ہے۔ فوکسی کھڑی کر کے خواجہ کے قریب جاتی ہے جس نے اسے ابھی تک نہیں دیکھا۔)

زبیدہ: خواجہ صاحب... خواجہ صاحب... کمال ہے آپ اب ہمیں پہچانتے ہی نہیں... نہیں پہچانتے؟

خواجہ: (ازحد سنجیدہ۔ اسے ایک نظر دیکھتا ہے) نہیں...

زبیدہ: (ذرا بجھ جاتی ہے) میں زبیدہ ترمذی ہوں خواجہ صاحب...

خواجہ: جی فرمائیے، میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟

زبیدہ: وہ... (بہت بجھ جاتی ہے) آپ ناں... آپ کے پاس کچھ وقت ہے...

خواجہ: مین قدرے مصروف ہوں لیکن فرمائیے...

زبیدہ: آپ ناں خواجہ صاحب... وہ... ذرا فوکسی کو چیک کر دیں... سٹارٹنگ ٹربل ہے...

خواجہ: جی اچھا... عاشق... عاشق ادھر آؤ... ادھر بیگم صاحبہ کی کار چیک کرو (ایک چھوٹا آتا ہے)

زبیدہ: نہیں ناں خواجہ صاحب... وہ ... پلیز آپ چیک کر دیں۔ اس کار کو آپ کی عادت ہے... پلیز... (خواجہ جاتا ہے۔ سرسری طور پر چیک کرتا ہے)

خواجہ: اسے بیچ دیں... اس کے دن پورے ہو چکے ہیں...

زبیدہ: لیکن خواجہ صاحب، مجھے یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ بہت پیاری لگتی ہے۔ اس کے بغیر میں رہ نہیں سکتی۔ (یہ مکالمے وہ خواجہ کے حوالے سے بول رہی ہے) میں اس سے جدا نہیں ہو سکتی... پلیز خواجہ صاحب...

خواجہ: سنیں مس زبیدہ... جیسے ہر شخص کی زندگی کے دن معین ہیں، اسی طرح ہر رشتے، ہر محبت کے... ہر دوستی کے دن بھی معین ہوتے ہیں... وہ دن گزر جائیں تو...

زبیدہ: لیکن ابھی تو ان کا آغاز بھی نہیں ہوا خواجہ صاحب... ابھی تو... گزر کیسے سکتے ہیں... پلیز مزمل... میں... I am sorry about dady ... وہ بس یونہی غصے میں آ گئے۔ اکیلے رہتے ہیں ناں۔ جب امی تھیں تو ایسے نہیں تھے... بہت خوش مزاج تھے اور... پلیز آپ... آپ ایسا نہ کریں...

خواجہ: کیسا نہ کروں؟

زبیدہ: ایسا ... جیسا آپ کر رہے ہیں... مجھے دکھ دے رہے ہیں...

خواجہ: واہ آپ کو دکھ دے رہا ہوں اور وہ جو آپ کے گھر سے میں اپنی عزت کروا کے نکلا تھا اور اپنے آپ کو بے ایمان وغیرہ...... کے القابات سے نوازا گیا تھا اور دکھ آپ کو ہوا ہے... کیا حرج ہے...

زبیدہ: (اب زیادہ آگے نہیں جا سکتی اور بہت دکھی ہے)... میں... مین آ بھی تو گئی ہوں خواجہ صاحب... اور... اور... میں نے غلطی کی یہاں آ کر... بہت زیادہ... یونہی آ گئی... بے وقوف... بہت ہی بے وقوف (آنسو پونچھتی ہے)۔ گاڑی تک جاتی ہے۔ غصے میں سٹارٹ کرتی ہے اور وہ ہوتی نہیں۔ خواجہ آہستہ آہستہ چلتا پاس جاتا ہے۔ چابی نکالتا ہے)

خواجہ: میرا خیال ہے میں اسے دوبارہ چیک کرتا ہوں... کیا مسئلہ ہے؟

زبیدہ: (خوش ہو کر) بس خواجہ صاحب... وہ... یہ ناں... میں اس کے بغیر رہ نہیں

سکتی... میں اس سے جدا نہیں ہو سکتی... کبھی بھی!

CUT

(رات کا وقت۔ ذیشان ایک کھلونوں کی دکان پر۔ مختلف کھلونوں کو پہلے دیکھتا ہے۔ پھر چند کھلونے خریدتا ہے۔ دکاندار ایک بڑے شاپر میں ڈال کر دیتا ہے۔ اٹھا کر اپنی کار میں بیٹھتا ہے)

CUT

(شان کی کار گھر میں داخل ہوتی ہے۔ مہ وش کروٹیں بدل رہی ہے۔ اس کے چہرے پر اس کی لائٹس پڑتی ہیں۔ کار سے نکلتا ہے۔ شاپر اٹھاتا ہے۔ راہداری میں آتا ہے۔ ظفر کے کمرے کا دروازہ کھلتا ہے۔ سگار گاؤن وغیرہ)

ظفر: ذیشان... ادھر آؤ (شان اندر جاتا ہے) بیٹھو... دفتر کیوں نہیں آئے؟ (وہ خاموش رہتا ہے) بولتے کیوں نہیں؟ کیوں نہیں آئے؟

شان: جہاں میرا کوئی اختیار نہیں۔ کوئی... کوئی حق نہیں... اور کوئی عزت نہیں، وہاں کیا کروں آکر...

ظفر: (پہلے سے قدرے غصے میں اور محبت میں اور بے بسی میں) ڈیم اٹ تمہارا ہی تو حق ہے... تم میری اولاد ہو...

شان: جی ہاں۔ مجھے بھی یہی بتایا گیا تھا۔

ظفر: بکواس نہیں کرو۔ تمیز سے بولو اپنے باپ کے ساتھ...

شان: آئی ایم سوری...

ظفر: تم سمجھتے نہیں ہو۔ اپنے باپ کی مجبوریوں کو سمجھتے نہیں ہو۔ مجھے رنج دیتے ہو، دکھ دیتے ہو... بہت خیال ہے اپنی عزت کا... اور میری عزت کے بارے میں کیا خیال ہے۔ واک آؤٹ کر جاتے ہو مجھ پر... میری بے عزتی نہیں ہوتی... تم دفتر آؤ گے...

شان: نہیں ڈیڈی... جب تک داؤد بھائی...

ظفر: اسے درمیان میں مت لاؤ۔

شان: آپ لائے ہیں انہیں درمیان میں۔

ظفر: (مسکراتا ہے) تم بے وقوف ہی رہو گے۔ کبھی سوچتے نہیں، کبھی غور نہیں کرتے کہ میں تمہارا باپ اگر داؤد کا کہا فوراً مانتا ہوں تو اس کی کوئی وجہ ہے... اور تم جانتے ہو... وجہ جانتے ہو... ثریا... ہاں... مجھے اپنی بیٹی سے بھی بے حد محبت ہے... اور ذیشان، داؤد... اس کے پاس ریکارڈ ہے... کاغذات ہیں، میں اسے ناراض نہیں کر سکتا...

شان: (ذرا ہمدرد ہوتا ہے) ڈیڈی... آپ...

ظفر: مجھے تمہاری ضرورت ہے شان۔ کبھی یہ نہ سوچنا کہ... تمہارے علاوہ میں کسی اور کو عزیز رکھ سکتا ہوں (قریب جاتا ہے) تم... بیٹے ہو میرے... میری مجبوریاں سمجھنے کی کوشش تو کرو... مجھے تمہاری ضرورت ہے شان... کل دفتر آؤ گے؟ (شان چپ رہتا ہے) بولو شان... آؤ گے؟

شان: (کچھ سوچ کر اور بہت متاثر ہو کر) کتنے بجے آجاؤں ڈیڈی...

(ظفر آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیتا ہے اور تھپکتا ہے... پھر شان الگ ہوتا ہے۔ راہداری میں آتا ہے۔ اپنے بیڈروم میں آتا ہے جہاں مہ وش دوسری جانب چہرہ کیے جاگ رہی ہے۔ شان ادھر اُدھر دیکھ کر کھلونوں والا شاپر کسی صوفہ کے نیچے یا کسی الماری میں چھپا کر رکھتا ہے اور پھر لیٹ جاتا ہے۔ کیمرہ مہ وش پر)

CUT

(صبح ہوتی ہے۔ مہ وش بستر سے اٹھتی ہے۔ شان سویا ہوا ہے۔ وہ اٹھ کر غسل خانے کی طرف جانے لگتی ہے۔ شاپر کا کچھ حصہ نظر آتا ہے۔ حیران ہو کر اٹھاتی ہے۔ ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہے۔ ایک جھنجھنا... ایک باجہ... چار پانچ بہت چھوٹے بچوں کے کھلونے... سوچ میں پڑ جاتی ہے۔ شان کی آواز آتی ہے "مہ وش... کیا وقت ہوا ہے..." مہ وش فوراً کھلونے شاپر میں رکھ کر وہیں رکھ دیتی ہے۔ کیمرہ اس کے سوچ میں گم چہرے پر)

ڈزالو

(شان تیار ہو کر باہر جا رہا ہے۔ مہ وش بھی تیار ہو کر ایک کرسی پر بیٹھی چائے پی رہی ہے لیکن وہ اسے مسلسل نظر میں رکھ رہی ہے کہ یہ کیا کر رہا ہے

اور کھلونے لے کر جائے گا یا نہیں۔ شاپر اٹھاتا ہے اور باہر جانے لگتا ہے تو اٹھتی ہے)

مہ وش: جانِ من کدھر جا رہے ہو سویرے سویرے... کم از کم ایک محبت بھری نظر سے دیکھتے تو جاؤ...

شان: (خوشگوار ہونے کی کوشش کرتا ہے) اگر محبت کی ایک نظر ڈال لی جائے تو پھر تمہارے چہرے سے نظر اٹھائے گا کون... خدا حافظ...

مہ وش: جا کہاں رہے ہو؟

شان: دفتر...

مہ وش: اچھا (مصنوعی حیرت) صلح ہو گئی داؤد بھائی سے...

شان: داؤد بھائی سے کوئی جھگڑا نہیں... دفتر میرے والد کا ہے اور میں ان کا بیٹا ہوں، اس لیے ... جا رہا ہوں...

مہ وش: (شاپر کی طرف اشارہ) یہ... کیا ضروری کاغذات وغیرہ ہیں؟... لاؤ میں فائل میں رکھ دیتی ہوں۔

شان: نہیں نہیں... وہ بس... اتنے ضروری بھی نہیں۔ شام کو جلد آؤں گا، پھر باہر چلیں گے... خدا حافظ (وہ باہر نکلتا ہے۔ مہ وش انتظار کرتی ہے۔ پھر وہ بھی نکلتی ہے۔ شان کی کار گیٹ سے باہر جا رہی ہے۔ مہ وش اپنی کار میں بیٹھ کر سٹارٹ کرتی ہے۔ اس کی کار بھی گیٹ سے باہر جاتی ہے۔ مناسب فاصلے پر رہ کر اس کا پیچھا کرتی ہے۔ اس تعاقب کے چند منظر۔ شان کی کار خواجہ منزل کی ورکشاپ پر رکتی ہے۔ ورکشاپ صبح سویرے خالی پڑی ہے۔ شان کار سے نکلتا ہے۔ شاپر ہاتھ میں ہے۔ اوپر فلیٹ میں جاتا ہے۔ مہ وش انتظار کرتی ہے۔ کار کی گھڑی پر ڈزالو۔ تقریباً آدھ گھنٹہ گزرتا ہے۔ شان نیچے آتا ہے۔ گاڑی میں بیٹھتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ وقفے کے بعد مہ وش کار سے نکلتی ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھتی سیڑھیوں تک جاتی ہے۔ چڑھتی ہے۔ فلیٹ کا دروازہ بند ہے... ذرا دھکیلتی ہے۔ کھل جاتا ہے۔ اندر فلیٹ۔ صوفے پر شان کے کچھ کپڑے۔ تپائی پر اس کی تصویر۔ ایک Cot جس میں بچہ اور بچے کے قریب وہی شاپر والے کھلونے۔

بیٹھ کر اس بچے کو دیکھتی ہے۔ محو ہے۔ ایک ہاتھ آتا ہے جو زرگل کا ہے۔ کندھے پر۔ چونک کر پیچھے دیکھتی ہے۔ اٹھ کھڑی ہوتی ہے... زرگل مسکرا رہی ہے کہ یہ میرے بچے کو پسند کر رہی تھی۔

زرگل: یہ بچہ او کے؟... یہ میرا... میرا شیر... شیر خان... اچھا ہے... جنگل میں، پانی کنارے پھول جیسا...

مہ وش: اور... یہ... یہ کس کا ہے؟

زرگل: میرا... میرا... اور ذیشان کا... بہت اچھی شکل شیر خان...

مہ وش: ذیشان کا؟ (رنگ نچڑ جاتا ہے) تو... تو... تم... تم کون ہو...

زرگل: میں... میں زرگل...

مہ وش: نہیں... تمہارا نام نہیں... تم... ذیشان کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے؟

زرگل: وہ... وہ... میں ذیشان کی بیوی... ہاں!

مہ وش: بیوی؟

زرگل: بیٹھو... پانی پینا؟ تم بیمار ہے؟... کون ہو... تم کون ہو؟

مہ وش: میں... مہ وش ہوں... میں... میں بھی ذیشان کی... بیوی ہوں؟

(کیمرہ زرگل کے حیران چہرے پر۔ پھر مہ وش پر... دونوں پر صدمے کی کیفیت... دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتی ہیں۔ ایک ہی فریم میں)

CUT

کالاش

قسط نمبر 10

کردار:

۱- زرگل
۲- مہ وش
۳- ذیشان
۴- ظفر
۵- خواجہ مزمل
۶- زبیدہ
۷- شپو
۸- موسے
۹- داؤد
۱۰- ثریا
۱۱- مہمان

(قسط نمبر 9 کے اختتام سے آغاز ہوتا ہے... جب زرگل بچے کے قریب بیٹھتی ہے اور مہ وش آتی ہے اور وہ کہتی ہے "یہ بچہ او کے" اور پھر آخر تک)

مہ وش: میں... مہ وش ہوں... میں بھی... ذیشان کی... بیوی ہوں...

(ری ایکشن)

زرگل: ...نہیں نہیں... (سر کو ہاتھ لگا کر) ادھر نہیں ٹھیک... ذیشان کی بیوی... میں زرگل... ہاں (وہ سمجھا رہی ہے) ذیشان کالاش گیا... ادھر میں تھی... میں زرگل... بیوی میں...

مہ وش: (فوری طور پر پینترا بدلتی ہے) ہاں ہاں تم... میں تو نہیں... میں تو پوچھ رہی تھی کہ ذیشان کی بیوی... لیکن یہ سب کیسے ہوا...

زرگل: ذیشان آیا، اچھا تھا... اچھا لگا... جیسے ندی کا ٹھنڈا پانی... صاف اور اتنا صاف کہ نیچے پتھر دکھائی دیں...

مہ وش: (بیزار ہو کر) اچھا پھر کیا ہوا؟

زرگل: پھر... پھر شادی... (یہاں ایک دو فلیش بیک) ... پھر ذیشان ادھر آیا اور بس میں ادھر... یہ بھول گیا... تو میں ادھر آ گئی بشارا کے ساتھ... یہ گھر...

مہ وش: اور وہ تمہارے پاس رہتا ہے...

زرگل: (یکدم اسے شک ہوتا ہے کہ یہ کون ہے...) وہ... کیوں پوچھتا ہے... کیوں... آپ کدھر آئی ہو... کون؟

مہ وش: میں... مہ وش...

زرگل: مہ وش کون؟

مہ وش: میں... کزن ہوں ذیشان کی... کزن سمجھتی ہو... میرے انکل... اس کے باپ کے بھائی کی بیٹی ہوں... وہ میرا بھائی ہے... چچازاد...

زر گل: اچھا اچھا... تو پانی پیو... اور بیٹھو بیٹھو... یہ پہلی بار کہ ذیشان کے گاؤں سے کوئی آیا اس کا رشتہ دار... بیٹھو...

مہ وش: تو ذیشان تمہارے پاس رہتا ہے؟

زر گل: کم کم ...ادھر نہیں، اپنے بڑے گھر میں زیادہ...ادھر زیادہ نہیں اُدھر تو خواجہ بھائی...اور میں اور شیر خان...

مہ وش: (زیر لب) واہ ذیشان صاحب آپ تو بڑے کاریگر نکلے... میں تو آپ کو ایک سادہ اور معصوم سا لڑکا سمجھتی تھی... اور دو شادیاں اور بچے... راتوں کو جو دیر سے آتے تھے تو ادھر سے آتے تھے...واہ!

زر گل: آپ شان سے ملنا...؟ پر وہ ابھی ادھر آیا... شیر خان کو دیکھا...(شرما کر) مجھے بھی دیکھا اور چلا گیا... شام کو آئے گا اگر ملنا...

مہ وش: اچھا... میں واقعی اس سے ملنا چاہتی ہوں زر گل بیگم... بلکہ بیگم ذیشان... میں ملاقات کرنا چاہتی ہوں اس سے... بہت ہی خصوصی ملاقات...

زر گل: خاص کام...

مہ وش: ہاں بہت ہی خاص کام... (بچے کی طرف جاتی ہے۔ اسے ایک نظر دیکھتی ہے۔) ہاں شکل بھی ملتی ہے (اسے اٹھا لیتی ہے) تو یہ Results ہیں... کیا خوب رزلٹس ہیں... (ٹھنڈی سانس) یہ ادھر میری طرف آ جاتا تو کیا حرج تھا... (باتیں کر رہی ہے اور غیر شعوری طور پر دروازے کی طرف جا رہی ہے) ہاں وہی ناک نقشہ... ہونٹ بھی ملتے ہیں... ہیلو سویٹی شیر خان... مجھے پہچانتے ہو؟ نہیں... کتنے گندے بچے ہو... تمہیں تو میرے ہاں آنا تھا؟ (اس دوران زر گل قدرے پریشان ہے کہ میرے بیٹے کو کہیں یہ اٹھا کر لے نہ جائے) کیوں نہیں آئے گندے بچے۔ اتنے طعنے سنے میں نے ذیشان سے... ہاں وہی ناک ہے، وہی ہونٹ اور (اوپر دیکھتی ہے۔ دروازے میں زر گل کھڑی ہے جیسے اس کا راستہ روک رہی ہے) اوہ... بہت بہت پیارا بچہ ہے...

زر گل: ادھر دو...دے دو...

مہ وش: ہاں ہاں... میں تو... یونہی... پیار آ گیا تھا۔ مبارک ہو... یہ لو (بچہ دیتی ہے)

اور میں اس کے لیے کچھ لا بھی نہیں سکی (بیگ میں سے کچھ رقم نکالتی ہے) یہ ... رکھ لو... اس کے کپڑوں کے لیے...

زر گل: نہیں نہیں... بہت کپڑے... ذیشان بہت بڑا شخص... بہت چیزیں... نہیں نہیں۔

مہ وش: رکھ لو... میرا بھی حق ہے... میں بھی تو اس کی کچھ لگتی ہوں (تقریباً آبدیدہ) اسے تو میرے ہاں آنا تھا۔ (نکل جاتی ہے۔ زر گل حیران کھڑی ہے۔ پھر جیسے خوفزدہ ہو کر بچے کو سینے کے ساتھ لگا لیتی ہے)

CUT

(ذیشان زر گل کو ملنے کے بعد اب دفتر پہنچتا ہے۔ داؤد سے جھگڑے کے بعد یہ پہلا دن ہے۔ ظفر ایک میٹنگ میں ہے۔ اسے ذیشان دفتر میں داخل ہوتا نظر آتا ہے۔ اسے دیکھ کر ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر آتی ہے اور وہ بیٹے کے دفتر آنے پر خوش ہے۔ ڈزالو۔ میٹنگ ختم ہو رہی ہے یا ہو چکی ہے۔ وہ اپنی سیکرٹری کو بلاتا ہے)

ظفر: ذیشان صاحب کو ذرا بھیجو۔

سیکرٹری: سر وہ تو شاید آج بھی نہیں آئے...

ظفر: اپنی آنکھیں کھلی رکھا کرو...وہ آئے ہیں۔

(سیکرٹری جاتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ذیشان آتا ہے۔ ظفر بے حد سنجیدہ۔ نظریں فائل پر۔ شان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے۔ وہ بیٹھتا ہے)

ظفر: شان I am grateful that you have come.....Thank you my....Son!

شان: نہیں سر... میں تو...

ظفر: نہیں تم نے صرف میری خاطر اس معاملے کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا... اگر بنا لیتے تو میں کیا کر لیتا شان... میں... میری صحت کچھ اتنی اچھی نہیں رہتی... اور میں تھک جاتا ہوں۔

شان: (فکر مندی سے) لیکن ڈیڈی... آپ... آپ کو اپنا خیال رکھنا چاہیے۔

ظفر: نہیں... مجھے نہیں۔ تمہیں اب میرا خیال رکھنا چاہیے۔ میرا اور بزنس کا بھی۔ میں آہستہ آہستہ سارے اختیارات تمہیں سونپ دوں گا... میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں شان۔ زندگی نے... مجھے بہت تھکا دیا ہے... (یہاں باہر سے ایک شاٹ جس میں گزرتا داؤد باپ بیٹے کو مسکراتا دیکھتا ہے)

شان: نہیں نہیں ڈیڈی۔ دیکھنے میں تو آپ کی صحت بہت اچھی ہے...

ظفر: ہاں دیکھنے میں... کار کا ماڈل بہت پرانا ہو جائے تو چاہے جتنی مرضی ڈینٹنگ پینٹنگ کی جائے... وہ صرف دیکھنے میں اچھی لگتی ہے لیکن اندر سے... وہی پرانا اور کسی لمبے زندگی کی شاہراہ پر تھم جانے والا انجن...

شان: آپ اپنا خیال رکھیں ڈیڈی اور میں آپ کا اور بزنس کا دونوں کا خیال رکھوں گا۔ آپ فکر نہ کیا کریں...

ظفر: بس ثریا کا معاملہ میرے اندر کو کاٹتا رہتا ہے۔ بیٹیاں خوش نہ ہوں تو والدین کو گھن لگ جاتی ہے... داؤد... بہت اچھا انسان ہے لیکن... (مسکراتا ہے) اور اس کے علاوہ صرف ایک اور فکر مندی ہے... صرف ایک اور خواہش ہے...

شان: وہ کیا ڈیڈی؟

ظفر: (مسکرا کر) Results my boy results.

شان: (یکدم جیسے اب یاد آتا ہے کہ بچہ پیدا ہو چکا ہے) جی ہاں کیوں نہیں... تقریباً ساڑھے آٹھ پاؤنڈ کا رزلٹ... اور... میرا مطلب ہے... کہ Any time اور... سوری سر...

ظفر: کیا کہہ رہے ہو شان...

شان: اوہ کچھ نہیں سر... وہ شیوبی بی نے کچھ پھل فروٹ لانے کو کہا تھا تقریباً ساڑھے آٹھ پاؤنڈ... ڈیڈی... میں ابھی کچھ Faxes دے رہا تھا تو... (اٹھتا ہے) اجازت ہے... (جاتا ہے)

ظفر: پھل فروٹ ساڑھے آٹھ پاؤنڈ... یہ ساڑھے آٹھ کا کیا حساب ہوا... اور... ان دنوں تو کلوز رائج ہیں اور پاؤنڈ تو صرف...

Sharp CUT

(مہ وش جین اور بلاؤز میں۔ موٹر سائیکل پر۔ رفتار بہت زیادہ۔ جان بوجھ کر جیسے خودکشی کرنا چاہ رہی ہو۔ آنکھوں میں آنسو۔ متعدد شاٹ۔ دو تین بار تقریباً حادثہ ہو جاتا ہے۔ جھیل کے کنارے کسی مقام پر رکتی ہے۔ موٹر سائیکل کھڑی کر کے کنارے پر بیٹھ جاتی ہے۔ یہاں پر بچے کے حوالے سے کچھ فلیش بیکس جن سے ظاہر ہو کہ اسے بچہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے ہاتھوں میں لرزش۔ مٹھی کھولتی ہے جس میں نیند کی گولیوں کی ایک بوتل ہے۔ مٹھی بھر گولیاں نکالتی ہے۔ پھانکنے لگتی ہے۔ پھر ہمت نہیں ہوتی اور انہیں دور پھینک کر رونے لگتی ہے)

CUT

(منظر کو ہم درمیان میں سے کٹ کرتے ہیں۔ ثریا کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ ہونٹ لرز رہے ہیں اور سخت نروس ہے۔ داؤد غصے میں ہے)

داؤد: میں بہت تنگ آیا ہوا ہوں تمہارے اس (نقل اتار کر) ہائے ہائے داؤد تم کتنے کیوٹ ہو اور داؤد میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے اپنے پاس رکھا ہوا ہے... بہت سخت تنگ آیا ہوا ہوں...

ثریا: لیکن جو کچھ ہوا، اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ڈیوڈ.... I swear یقین کرو۔

داؤد: اور تم ثریا... اتنی بے وقوف بھی نہیں جتنی دکھائی دیتی ہو اور اتنی بھولی بھی نہیں جتنی بنتی ہو... تم جانتی ہو اس گھر میں کیا ہو رہا ہے؟... اس گھر میں ایک گہری سازش ہو رہی ہے... مجھے... یوں کر کے (جیسے کوئی بال چٹکی میں پکڑ کر دودھ میں سے نکال کر پھینکتا ہے) باہر نکالنے کی سازش... اس گھر سے... اس کاروبار سے... ہر شے سے...

ثریا: نہیں نہیں داؤد I swear۔ میں تو کوئی سازش نہیں کر رہی...

داؤد: تم نہیں سٹوپڈ... تمہارا باپ... اور... تمہارا لاڈلا بھائی جو بالکل تمہاری طرح بے وقوف لگتا ہے لیکن ہے نہیں... چند روز پیشتر اس نے اپنی عزت کی خاطر... (مسکراتا ہے) اگر اس قسم کی کوئی چیز اس کے پاس تھی تو... ایک شاندار واک آؤٹ کیا... میں زندگی بھر اس دفتر میں قدم نہیں رکھوں گا اگر... داؤد بھائی

نے میرے ہائر کئے ہوئے شخص کو فائر کر دیا... اور آج... آج وہ پھر دفتر میں دندنا رہا تھا...

ثریا: کیا کر رہا تھا ڈیوڈ...؟

داؤد: (صرف گھورتا ہے) باپ اور بیٹے کے درمیان پدرانہ اور پسرانہ مسکراہٹوں کا تبادلہ ہو رہا تھا...

ثریا: کونسی مسکراہٹوں کا؟ swear I مجھے سمجھ نہیں آئی...

داؤد: تمہیں تو تب سمجھ آئے گی ثریا خاتون جب تم... اس گھر میں... اگر تمہارے بھائی نے تمہیں یہاں رہنے دیا تو... اس گھر میں بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاؤ گی، اولاد کے بغیر اور... خاوند کے بغیر...

ثریا: نہیں داؤد...

داؤد: ہاں داؤد... تم اچھی طرح سے ایک بات سن لو ثریا...

ثریا: پلیز داؤد کوئی بری بات نہ کرنا۔ میرا کوئی قصور نہیں۔ میں تو تم سے بے پناہ محبت کرتی ہوں swear I... مجھے پلیز چھوڑنا نہیں... پتہ ہے مجھے بہت ڈر لگتا ہے... بوڑھی ہونے سے۔ اکیلی ہونے سے... تم جو کہو گے... وہی کروں گی... جیسا کہو گے ویسا کروں گی لیکن... پلیز داؤد کوئی بری بات نہ کرنا... میرا کوئی قصور نہیں...

(یہاں پر فارمنس کے مطابق یا تو داؤد چلا جائے گا اور کیمرہ ثریا پر رہے گا اور یا کیمرہ داؤد کی ایک مسکراہٹ پر چلا جائے گا)

CUT

(فلیٹ میں زرگل کھڑکی کے باہر دیکھ رہی ہے۔ شہر کا شور اور ہنگامہ۔ اس کے ذہن میں کالاش کی وادی کے پُرسکون منظر آ رہے ہیں۔ تقریباً وہاں پہنچ چکی ہے۔ پھر بچے کے رونے کی آواز سے واپس آتی ہے۔ فوراً اسے اٹھاتی ہے۔ تھپکتی ہے... چپ کراتی ہے)

زرگل: نئیں نئیں رونا نئیں۔ شیر نہیں روتا... شیر جنگل میں چلتا سب سے پیار کرتا... کسی کو نہیں کھاتا... یہ اچھا شیر... یہ میرا شیر... جیسے برف گرے تو ٹھنڈک...

جیسے ندی پر بارش گرے تو آواز... جیسے نئے پھولوں کی اچھی بُو... ایسے میرا شیر...

(بچہ چپ ہو چکا ہے۔ دبے پاؤں پیچھے سے ذیشان آتا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں بہت بڑا ٹیڈی بیئر ہے اور وہ چپکے سے ایک ''ہاؤ'' کر کے اسے زرگل کے سامنے لے آتا ہے اور زرگل اسے سچ مچ کا سمجھ کر ایک چیخ مارتی ہے اور بستر پر چڑھ جاتی ہے... پھر اترتی ہے۔ بچے کو اٹھا کر پھر چڑھ جاتی ہے۔ ذیشان ہنستا ہے)

شان: کھلونا ہے... دیکھو (اسے اٹھا کر۔ تھپک کر دکھاتا ہے) زندہ تو نہیں... زندہ ہوتا تو میں تم سے پہلے اس بستر پر چڑھ جاتا... دیکھو... ہاتھ لگا کر دیکھو (وہ نیچے اتر کر ہاتھ لگاتی ہے۔ ڈرتی بھی ہے۔ ٹیڈی بیئر واقعی ایسا ہونا چاہیے کہ سچ مچ کا دکھائی دے...)

شان: کیسا ہے؟

زرگل: اوکے ہے...

شان: ادھر کالاش میں ریچھ ہوتے ہیں... بھالو...

زرگل: بالو... بالو میرا بھائی ہوتا... ریچھ... بھالو... کبھی ہوتا۔ کبھی نہیں ہوتا... (پھر ہاتھ لگاتی ہے) یہ اچھا ہے... میرے لیے ہے ناں؟... اچھا ہے۔ دے دو... (ٹیڈی بیئر لے لیتی ہے۔ ذیشان قدرے پریشان کیونکہ ٹیڈی بیئر بچے کے لیے لایا ہے...) اس سے کھیلنا؟

شان: ہاں اس سے کھیلنا... لیکن زرگل اس سے تم نہیں کھیلنا... شیر نے کھیلنا... یہ بچے کے لیے... ادھر لاؤ (وہ ذرا جھجک کر واپس کرتی ہے اور شان اسے بچے کے قریب رکھتا ہے)

زرگل: آج ادھر ہمارے گھر میں بہت اچھا ہوا... ہمارا مہمان آیا...

شان: مہمان؟ کون آیا تھا؟

زرگل: تمہارا رشتے دار... شیر کو دیکھا، بہت خوش ہوا... پانی نہیں پیا...

شان: کون تھا؟... تم نے نام پوچھا تھا؟

زر گل: ہاں... مہ... مہ... مہ وش...

شان: (ری ایکشن) مہ وش... وہ... وہ آئی تھی... یہاں... کیا... کیا کرنے آئی تھی....

زر گل: تم سے ملنے... میں نے بتایا، ابھی شان آیا۔ مجھے دیکھا، بچے کو دیکھا، چلا گیا...

شان: اور تم نے اس سے کیا کہا کہ تم... تم کون ہو...

زر گل: میں... میں کیا ہوں... کہا شان کی بیوی ہوں... کالاش گیا شان، ادھر شادی ہوا۔ بچہ ادھر... کیا بات؟... تم گھبراہٹ میں کیوں ہو... کیا ہوا؟

شان: اس نے... اور کیا کچھ کہا...

زر گل: کچھ نہیں۔

شان: (ذرا غصے سے) اور کیا کچھ کہا اس نے...

زر گل: اور... اور... بچے سے کہا... اسے تو میرے پاس آنا تھا... کیوں پتہ نہیں اور پھر چلی گئی... تمہاری بہن ہے؟

شان: نہیں... ہرگز... نہیں بہن نہیں ہے... (سوچتا ہے کہ اب کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے) ... زر گل۔ ادھر میرے قریب آؤ... اپنا ہاتھ مجھے دو... تمہیں مجھ پر... میری باتوں پر یقین ہے ناں... میرے ساتھ پیار ہے ناں؟

زر گل: ہاں... زر گل، شان کو دیکھے تو سانس آئے... نہ دیکھے تو نہ آئے... زر گل، جنگل کی گھاس جس پر شان ہاتھ رکھے تو... چین آئے...

شان: تم سادہ ہو... لیکن تمہارے اندر ایک گہری ذہانت ہے... تم نے کبھی تو سوچا ہو گا کہ میں شادی کے بعد وعدہ کرنے کے باوجود تمہیں لینے کے لیے کالاش واپس کیوں نہیں گیا تھا... کیا وجہ تھی... میں کیوں تم سے الگ رہا... رہ نہیں سکتا تھا پھر بھی رہا... کبھی تو سوچا ہو گا (وہ سر ہلاتی ہے) اور پھر یہاں آ کر یہ بھی سوچا ہو گا کہ میں تمہیں اپنے والدین کے گھر کیوں نہیں لے کر جاتا... تمہیں یہاں کیوں رکھا ہوا ہے... خود وہاں رہتا ہے تم یہیں رہتی ہو... یہ بھی سوچا ہو گا (وہ پھر سر ہلاتی ہے) اور یہ بھی تو خیال آیا ہو گا کہ میں تمہیں اپنے گھر والوں سے کیوں نہیں ملاتا... ہوں زر گل؟

زر گل: ہاں بہت خیال آیا۔ زر گل کے (سر کو ہاتھ لگا کر) ادھر بہت مصیبت... بہت خیال... بہت شک بھی... لیکن زر گل کیا کرے... تمہارے بغیر کیا کرے... تمہیں نہ دیکھے تو مر جائے... ایسے مر جائے جیسے تتلی کو گرم ہوا لگ جائے تو وہ مر جائے... جیسے پرندے کا بچہ درخت سے گر جائے تو بس زر گل بھی ایسے مر جائے تمہارے بغیر... تمہیں دیکھے تو سانس آئے، نہیں تو نہیں آئے... اس لیے... خیال دور رکھا... شک نہیں کیا...

شان: شکریہ زر گل...

زر گل: نہیں... محبت میں یہ سب او کے... شکریہ نہیں۔

شان: اتنا ساتھ دیا ہے تو تھوڑا سا راستہ اور رہ گیا ہے... ذرا دشوار ہے... پاؤں زخمی ہوں گے لیکن میں تمہارے ساتھ رہوں گا...

زر گل: چلو... میں ساتھ چلوں... چلو...

شان: مہ وش... میری بیوی ہے...

زر گل: بیوی... اور بیوی... نہیں نہیں... ذیشان جھوٹ...

شان: ہاں میں کالاش سے واپس آیا تو مہ وش کے ساتھ میری شادی کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے... میں نے کیوں انکار نہ کیا... اس لیے کہ میں ڈرپوک تھا۔ اب بھی ہوں۔ مجھ میں ہمت بہت کم ہے... میں... خاص طور پر اپنے باپ کے سامنے نہیں بول سکتا... شادی ہوئی تو مہ وش کے سامنے بھی نہیں بول سکا۔ اسے یہ نہیں بتا سکا کہ تم... کالاش میں موجود ہو... زر گل... میں نے فریب نہیں کیا کسی کے ساتھ... میں بس جکڑا گیا، گرفتار ہو گیا... میں بے بس تھا... اور تمہیں مجھے معاف کرنا ہے... صرف تم ہو جو میرے دل کا حال جانتی ہو... زر گل...

زر گل: اب... اب میں جاؤں؟

شان: کہاں؟

زر گل: واپس... کالاش... تمہارے پاس بیوی... گھر... میں ادھر ایسے جیسے جنگل میں رات ہو جائے۔ میں گم گئی... رات ہو گئی تو میں جاؤں (بچے کی طرف جاتی ہے)

شان: نہیں نہیں زر گل... میں تمہیں جانے دیتا ہوں... میں... آج تمہیں گھر لے کر چلوں گا... چلو تیار ہو جاؤ...

زر گل: ادھر... مہ وش بھی ہو گی...

شان: ہاں آں...

زر گل: تو میں نہیں جاؤں... نہیں... دو بیوی ایک گھر نہیں... میں کالاش جاؤں... شیر کے ساتھ... تم کبھی ادھر آ جانا... میں تمہیں دیکھوں تو سانس لوں...

شان: نہیں زر گل... تم... ٹھیک ہے ابھی تم یہیں رہو... تم وہاں مہ وش کی موجودگی میں نہیں جانا چاہتی تو میں تمہیں مجبور نہیں کرتا... لیکن ایک دن تمہیں میرے خاندان میں آنا ہے۔ تمہیں اور... میرے بیٹے کو... (اٹھاتا ہے) ہیلو شیر... تمہارا باپ تو ڈرپوک ہے لیکن تم... تو بہادر ہو ناں... اپنے دادا سے ملو گے؟ مجھے چھوڑنا نہیں زر گل... کیونکہ میں بھی تمہیں دیکھوں تو سانس لوں...

زر گل: نہیں... نہیں چھوڑوں... لیکن ایک بات... ایک بات ماننا تم نے...

شان: وہ کونسی...

زر گل: تم ادھر آتے اور پھر چلے جاتے... ادھر نہیں رہتے... یہ بھی گھر... آج نہیں جانا، ادھر رہنا اپنے گھر۔

شان: (مسکراتا ہے) مجھے یہ شرط منظور ہے... میں آج... گھر نہیں جاؤں گا اور... اپنے گھر میں رہوں گا۔

(زر گل اٹھتی ہے۔ وہی چراغ نکالتی ہے۔ روشنی بند کر کے اسے جلاتی ہے اور مڑ کر اس کی روشنی میں شان کو دیکھتی ہے۔ موسیقی یا تھیم سانگ)

CUT

(مہ وش اپنے بیڈ روم میں ٹہل رہی ہے۔ کبھی اپنی شادی کی تصویر کو دیکھتی ہے۔ کبھی ذیشان کی کوئی چیز اٹھا کر دیکھتی ہے اور پٹخ دیتی ہے)

CUT

(صرف چراغ جل رہا ہے... اس کے ساتھ موسیقی یا تھیم سانگ)

CUT

(صبح ہونے کو ہے۔ ذیشان بیڈ روم میں داخل ہوتا ہے۔ مہ وش جو ایک صوفے پر اونگھ چکی ہے، بیدار ہو جاتی ہے۔ ذیشان اسے نہیں دیکھ رہا۔ بستر کو دیکھتا ہے جو خالی ہے، پھر مہ وش کی آواز آتی ہے)

مہ وش: صبح کا بھولا ہوا صبح کو ہی واپس آ گیا۔ صبح بخیر شانی...

شان: تم ابھی جاگ رہی ہو؟

مہ وش: قسم ہے شان صاحب، ہم آپ کو مان گئے۔ ہم قائل ہو گئے آپ کے... بڑے کاریگر ہیں آپ... واہ... زندگی کو کیسی آسانی سے کھلونا بنا دیا...

شان: میں اپنا دفاع نہیں کروں گا مہ وش... کوئی بہانہ نہیں بناؤں گا... تم سزا دینا چاہتی ہو، دے لو... جو ہونا تھا، وہ ہو چکا...

مہ وش: درست۔ سو فیصد درست کہ جو ہونا تھا، وہ ہو چکا لیکن... اس کے بعد (ارد گرد اشارہ) یہ کچھ کیوں ہوا؟ کیوں انکار نہ کیا تم نے... مجھے کیوں نہ بتایا... منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر میرے ساتھ نکاح کیوں پڑھوا لیا... بہت شوق تھا دوسری شادی کا...

شان: نہیں... تم جانتی ہو، ایسا نہیں تھا... بس میں بول نہ سکا... ڈیڈی ان دنوں مجھے صرف میرا نام پکار کر دہشت زدہ کر دیتے تھے... اور تم... تم نے مجھے کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا... تمہارے لیے میں... ایک Play thing تھا... کھیلنے کی ایک چیز...

مہ وش: واہ شان صاحب، پھر مان گئے... دو دو شادیاں آپ کر رہے ہیں اور ہم پر الزام کہ ہم آپ کو کھیلنے کی ایک چیز سمجھتے ہیں... پھر قائل ہو گئے۔

شان: اس طرح ہم ساری عمر... ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے رہیں گے اور مسئلہ جوں کا توں رہے گا...

مہ وش: تو مسئلے کو حل کرنا ہے (وہ سر ہلاتا ہے) کس طرح؟... مجھے طلاق دے کر (وہ سر ہلاتا ہے) اسے طلاق دے کر (وہ پھر سر ہلاتا ہے) تو پھر... مسئلہ کیسے حل ہو گا؟

شان: تمہاری اجازت سے... میں اسے... زرگل کو اس گھر میں لانا چاہتا ہوں...

مہ وش: کیا... کیا کہا... ہوش میں ہو شانی... Over my dead body

شان: مہ وش... She is my wife

مہ وش: She is a piece of Shit

شان: وہ... مہ وش

مہ وش: Over my dead body ... میں ... میں ہوں اس گھر کی مالکہ۔ ظفر خان کی بھتیجی ہوں میں اور کسی ... کسی بھک منگی کو اس گھر میں داخل نہیں ہونے دوں گی...

شان: صرف وہ نہیں... میرا بیٹا بھی ہے... اس کا حق تو ہے اس گھر پر...

مہ وش: نہیں نہیں نہیں۔ کسی کا کوئی حق نہیں ہے اس گھر پر ... Over my dead body

شان: (باہر جانے لگتا ہے)

مہ وش: کہاں جا رہے ہو؟

شان: دفتر کھلنے میں (گھڑی دیکھتے ہوئے) صرف تین گھنٹے رہ گئے ہیں... کہیں گزار لوں گا...

مہ وش: (چیختی ہے) اور تمہارا بھی حق نہیں ہے اس گھر پر اور نہ ہی مجھ پر... سن رہے ہو Over my dead body. Or your dead body. ... (صوفے پر گر جاتی ہے)

CUT

(شان سویرے سویرے ڈرائیو کر رہا ہے۔ پریشانی کے عالم میں۔ کہیں پارک میں، جھیل کے کنارے بیٹھا رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ زندگی کہاں لے آئی ہے)

CUT

(دفتر میں اس کا دل نہیں لگ رہا۔ وقت دیکھ رہا ہے۔ پھر اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

CUT

(خواجہ مزمل اور شان... کسی بھی جگہ... ورکشاپ کے علاوہ)

خواجہ: تو بلا آخر بلی تھیلے سے باہر آگئی... بلکہ ایک نہیں... دو بلیاں... ویری گڈ بندوبست!

شان: خواجہ دوست کی دلداری کرنا تم پر ختم ہے۔ دوست کی جان پر بنی ہوئی ہے اور آپ ماشااللہ مزاح کے موڈ میں ہیں...

خواجہ: تو تمہیں اور ڈراؤں، مزید خوفزدہ کروں...

شان: اب بتاؤ تو سہی کہ کیا کروں، کوئی صلاح دو، مشورہ دو۔

خواجہ: شان صاحب میں نے کیا صلاح دینی ہے... میری سمجھ میں تو خود کچھ نہیں آتا... اپنے فیصلے کر نہیں سکتا، تمہیں کیا مشورہ دوں...

شان: خودکشی کر لوں؟

خواجہ: ہاں کر لو... آسان ترین طریقہ ہے۔ حقائق سے آنکھیں بند کر کے فوت ہو جاؤ... ایک تسلی کے ساتھ کہ پیچھے ایک کی بجائے دو بیوگان چھوڑ کر رخصت ہو رہے ہو۔

شان: تو پھر... مہ وش تو ہاتھ میں تلوار لیے بیٹھی ہے...

خواجہ: تلوار؟... تمہارے گھر میں تلوار کہاں سے آگئی؟

شان: (سر ہلاتا ہے) بس جیسے میں بے وقوف ایسے میرے دوست بے وقوف۔ محاورتاً کہہ رہا ہوں یار... اور... وہ زرگل کا وجود برداشت کرنے کو تیار نہیں... عجیب کھیل ہو رہا ہے میرے ساتھ۔ ایک جانب داؤد بھائی نے جانے کیوں دنیا بھر کے بیر پال رکھے ہیں اور دوسری طرف... مہ وش...

خواجہ: مشورہ دوں تو مان لو گے؟ (وہ سر ہلاتا ہے) زرگل کو آج ہی... اپنے گھر لے جاؤ...

شان: مہ وش...

خواجہ: زرگل تمہاری بیوی ہے۔ تمہارے بیٹے کی ماں ہے... دونوں کا حق ہے اس گھر پر...

شان: لیکن مہ وش...

خواجہ: جب تک بلا سوچے سمجھے ایسا نہیں کرو گے، مسئلہ حل نہیں ہوگا...

شان: یا مسئلہ حل ہو جائے گا یا ہم حل ہو جائیں گے... چلو مہ وش کا تو کچھ نہ کچھ ہو

جائے گا لیکن ڈیڈی (ذرا کپکپی) اوہو ہو... وہ تو خون پی جائیں گے... کیا کہوں گا، ان سے کہ یہ آپ کی بہو نمبر دو ہے؟

خواجہ: اور یہ... آپ کا پوتا نمبر ایک ہے۔ شان اس وقت ہمارے ہاتھ میں ترپ کا جو پتا ہے، وہ تمہارا بیٹا ہے... کھیل جاؤ... جیتو گے...

شان: کیا مطلب؟

خواجہ: انہیں بے حد خوشی ہو گی شان... ناراض بھی ہوں گے لیکن ان کی آنکھیں شیر کے چہرے سے نہیں ہٹیں گی کہ وہ ان کا پوتا ہے... تم بس ایک فلمی سین Create کر دو... بچہ گود میں' آنکھوں میں آنسو اور والد صاحب... یہ آپ کا خون ہے والد صاحب۔ اسے اپنی گود میں لے لیجئے والد صاحب... یا پھر دھکے دے کر گھر سے نکال دیجئے...

شان: وہ نکال بھی دیں گے۔

خواجہ: نہیں... ایسا نہیں ہو گا...

شان: تو پھر... کل...

خواجہ: نہیں آج ہی...

CUT

(شان دفتر میں واپس آتا ہے۔ کچھ فائلیں دیکھتا ہے۔ کام میں جی نہیں لگتا۔ وقت گزرنے کا تاثر۔ شام ہوتی ہے۔ اٹھتا ہے)

CUT

(ورکشاپ بند ہو چکی ہے۔ شان کی کار رکتی ہے۔ وہ باہر نکل کر فلیٹ کی جانب دیکھتا ہے جہاں روشنی ہے۔ کچھ دیر سوچتا ہے، پھر اوپر جاتا ہے)

CUT

(شان، زرگل بچہ اٹھائے ظفر کے کمرے کے باہر کھڑے ہیں۔ جھجک رہے ہیں، کچھ خوفزدہ... پھر شان دستک دیتا ہے)

ظفر کی آواز / کون ہے؟ (دونوں چپ رہتے ہیں۔ شان پھر دستک دیتا ہے)

بھئی کون ہے...

(دروازہ کھولتا ہے تو سامنے شان اور زرگل... ظفر بے حد حیران ذرا پیچھے ہوتا ہے۔ دونوں کمرے میں آجاتے ہیں۔ زرگل خوفزدہ نہیں، وہ ظفر کی جانب دیکھ رہی ہے جبکہ شان نظریں جھکائے کھڑا ہے) ذیشان... یہ کون ہے؟

شان: (اسی طرح نظریں جھکائے) یہ میری بیوی ہے اور یہ میرا بیٹا ہے جو کہ آپ کا پوتا ہے۔

ظفر: (مکمل حیرت اور تقریباً پریشانی) تمہاری بیوی... یہ تو... یہ مہ وش تو نہیں ہے۔

شان: یہ زرگل ہے۔

ظفر: اچھا تو یہ... لیکن... What the hell do you mean کہ یہ تمہاری بیوی ہے... یہ... یہ کیسے ہو سکتی ہے...

زرگل: میں بیوی... کیوں نہیں ہو سکتا... میں زرگل...

شان: تم خاموش رہو زرگل... سر... ڈیڈی... میں جب کالاش گیا تھا پچھلے برس تو... وہاں ہماری شادی ہوئی تو...

ظفر: لیکن اس قسم کی لڑکیاں تو کیلنڈروں پر نظر آتی ہیں۔ ان سے شادی کیسے ہو سکتی ہے... اور... نہیں نہیں... یہ کیا کہہ رہے ہو؟

شان: جب میں واپس آیا تو آپ نے... آپ نے مہ وش کے ساتھ شادی کر دی...

ظفر: تو تم بولے کیوں نہیں... بتایا کیوں نہیں مجھے کہ...

شان: آپ بولنے دیتے ہیں ڈیڈی... میں نے بتانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ آپ نے ڈانٹ دیا... پلیز ڈیڈی آپ مجھے معاف کر دیں۔ زرگل ڈیڈی سے معافی مانگو...

زرگل: کیوں؟

شان: (ڈانٹ کر) معافی مانگو...

زرگل: معافی...

ظفر: یہ یقیناً کسی ڈرامے کا منظر ہے۔ میری زندگی کا حصہ نہیں ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے اور... اس لڑکی نے یہ اس قسم کا لباس کیوں پہن رکھا ہے؟

شان: کیونکہ یہ کافر ہے۔ میرا مطلب ہے تھی... اب تو مسلمان ہے...

ظفر: (آہستہ آہستہ صورتِ حال اس کی سمجھ میں آ رہی ہے تو زیادہ پریشان ہو رہا ہے) لیکن... تمہیں جرأت کیسے ہوئی مجھ سے پوچھے بغیر اس سے شادی کرنے کی۔ تم کیسے بیٹے ہو کہ زندگی کا اہم ترین فیصلہ باپ سے پوچھے بغیر کر لیا... کیسے بیٹے ہو۔

شان: میں بہت شرمندہ ہوں ڈیڈی لیکن... مجھے زرگل... مجھے زرگل سے...

زرگل: ہاں میں شان بہت او کے... بہت پیار... جیسے جیسے مچھلی پانی سے...

شان: تم چپ کرو... میں آپ سے بہت ڈرتا تھا... آپ نے ان دنوں مجھے پیار بہت کم دیا تھا... اسی خوف کی وجہ سے نہ بتا سکا... پلیز ڈیڈی...

ظفر: شان... مہ وش میری بھتیجی ہے... یہ تم نے کیا کیا... تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا...

شان: آپ معاف کر دیں۔ زرگل معافی مانگو۔

زرگل: دوبارہ مانگوں... معافی... او کے؟ اور شیر بھی معافی مانگو... ہاں (آگے بڑھ کر ظفر کے سامنے شیر کو ذرا اٹھاتی ہے) تم بھی معافی... او کے؟

(ظفر پہلی بار احساس کرتا ہے کہ بچہ بھی ہے اور جب زرگل اسے قریب لاتی ہے تو ایک دادے کا تمام تر پیار اور محبت اس کے چہرے پر۔ اپنی اولاد کا فخر... اسے دیکھتا رہتا ہے۔ نظریں نہیں ہٹاتا اور پھر چونکتا ہے)

ظفر: ماشاءاللہ... چشم بددور... (ہاتھ آگے کرتا ہے لیکن جھجکتا ہے)

زرگل: شیر خان بہت او کے... اچھا بچہ... میرا (اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی ہے) شان کا (اسے ہاتھ لگاتی ہے)... اور آپ کا... ایسا جیسے جنگل میں بہت پھول... آپ کا پوتا (ظفر اسے اٹھا لیتا ہے۔ پیار کرتا ہے)

ظفر: ماشاءاللہ... بہت صحت مند ہے میرا... پوتا... نام کیا ہے؟

زرگل: شیر خان...

ظفر: اچھا... واہ... ناک نقشہ بھی دیکھا ہوا لگتا ہے... کس پر گیا ہے بھئی؟

شان: آپ پر ڈیڈی...

ظفر: بھئی اس کے لیے Cots آنی چاہیے بہت زبردست اور کھلونے اور موٹر کاریں

اور... میں اسے ایک پونی خرید کر دوں گا رائڈنگ کے لیے... ہاں ہاں ابھی تو چھوٹا ہے لیکن دنوں میں جوان ہو گا ماشاءاللہ... ابھی سے جو بہترین کمرہ ہے اس گھر کا، وہ اس کے لیے... ریزرو کر دیا جائے گا... ہیلو شیری... ہیلو (مہ وش کو اس دوران کسی مناسب مقام پر دکھانا ہے۔ وہ آتی ہے، چند مکالمے سنتی ہے اور پھر آگے آتی ہے۔ ظفر کے ہاتھ میں بچہ ہے اور وہ اسے دیکھ کر یکدم چپ ہو جاتا ہے جیسے مجرم محسوس کر رہا ہو)

مہ وش: (مسکراتے ہوئے) نئے مالک آ گئے ہیں گھر کے... پرانے کہاں جائیں گے انکل ظفر! انہیں بے دخل کر دیا جائے گا؟... آئی ایم سوری... یہاں تو کوئی Family Reunion وغیرہ ہو رہی ہے... کوئی پرائیویٹ خاندانی معاملہ ہے تو میں چلی جاتی ہوں...

شان: مہ وش پلیز... میرے لیے... میں منت کرتا ہوں تمہاری... تمہاری حیثیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مہ وش: خاوند دوسری بیوی گھر لے آئے تو عورت کی حیثیت رہ ہی کیا جاتی ہے... اور انکل ظفر... آپ بھی تو کچھ کہیے... آپ کی لاڈلی بھتیجی پر اتنا ظلم ہوا ہے اور آپ کچھ بولتے ہی نہیں... ایک کھلونا مل گیا ہے تو بہل گئے... میں اب اس گھر میں نہیں رہ سکتی (باہر جانے لگتی ہے تو ظفر آگے آتا ہے)

ظفر: مہ وش بیٹے... تم اس گھر کی مالکہ ہو... تم کہیں نہیں جا سکتیں... تم صرف بہو نہیں، میری بیٹی بھی ہو...

مہ وش: ہوں بیٹی... داؤد بھائی کی طرف سے ذرا خدشہ ہوتا ہے کہ وہ ثریا باجی کو... تو کیسے جان نہیں رہتی آپ میں... کانپنے لگتے ہیں... میرا خاوند ایک اور بیوی اور بچہ لے کر گھر آ گیا ہے تو آپ نے کیا کیا ہے... ہیلو شیر خان... ہیلو شیری...

شان: مہ وش...

مہ وش: تم نے آئندہ میرا نام نہیں لینا... اور... مجھے آپ روک نہیں سکتے انکل ظفر... یا روک سکتے ہیں؟ چلیے میں آپ کو مان جاؤں گی اگر آپ اپنی... اس بہو کو اور پوتے کو... ابھی... اسی وقت گھر سے باہر نکال دیں... پھر میں آپ کی محبت کی

قائل ہو جاؤں گی اور ہمیشہ آپ کے پاس رہوں گی...

ظفر: (کچھ دیر سوچ میں...) ... کیا نام ہے تمہارا لڑکی... تم چلی جاؤ یہاں سے... اور اپنے بچے کو بھی لے جاؤ (زر گل شان کو دیکھتی ہے جو چپ رہتا ہے) چلی جاؤ اور کبھی واپس نہ آنا... تم کبھی بھی مہ وش کی جگہ نہیں لے سکتیں... مہ وش میری بیٹی ہے اور تم... جاؤ... (دوسری جانب دیکھتا ہے) ... اور... اور... بچے کو... چلی جاؤ...

مہ وش: (اسے پہلے تو یقین نہیں آتا لیکن اب احساس ہوتا ہے کہ ظفر سنجیدگی سے یہ سب کچھ کہہ رہا ہے)

زر گل: چلی جاؤں؟ شان... (شان سر جھکا لیتا ہے) ... بولو... کدھر... ادھر خواجہ بھائی کے پاس یا... واپس کالاش... کدھر... تمہارے بغیر سانس رو کے نہیں... شیر خان بھی جائے؟ یہ کیسے جائے... یہ ... یہ تو... میں کچھ نہیں... یہ تو پوتا... دادا کے پوتا جائے... یہ کہے... کیسا دادا؟... (جانے لگتی ہے... پھر کچھ سوچتی ہے اور شیر خان کو ظفر کے آگے لٹا دیتی ہے) یہ... ادھر ہے... یہ گھر اس کا... دادا کے پاس۔ شان کے پاس... (مہ وش کے قریب جاتی ہے) آپ کے پاس ... یہ ادھر او کے... میں ادھر کالاش میں او کے تو نہیں... پر میں جنگل کی گھاس ... پاؤں نیچے آ گئی اور بس... (جانے لگتی ہے۔ اس دوران کیمرہ مختلف چہروں پر۔ مہ وش بہت متاثر ہے۔ آنکھوں میں آنسو... وہ آگے بڑھتی ہے اور زر گل کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیتی ہے جیسے کہتی ہو کہ مت جاؤ... اور پھر شیر خان کے قریب جا کر اسے ایک ماں کی طرح دیکھنے لگتی ہے اور روتی ہے)

CUT

(شان کی دفتر کی روٹین۔ کام کر رہا ہے۔ وقت دیکھ رہا ہے۔ جیسے جلد از جلد گھر جانا چاہتا ہو۔ گھر پہنچتا ہے۔ راہداری میں دو کمرے ایک دوسرے کے آمنے سامنے۔ پہلے ایک کی جانب جاتا ہے، پھر کچھ سوچ کر دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جاتا ہے۔ یہ کمرہ مہ وش کا ہے)

شان: ہیلو مہ وش...

مہ وش: ہیلو...

شان: ہوں... تو... وہ... کیا حال ہے؟

مہ وش: ٹھیک ہے۔

شان: اچھا... تو اور کیا حال ہے۔

مہ وش: اور بھی ٹھیک ہے...

شان: موسم کچھ بہتر ہو گیا ہے۔

مہ وش: ہاں...

شان: بلکہ بہت بہتر ہو گیا ہے۔

مہ وش: ہاں...

شان: تو... تو پھر...

مہ وش: پھر کچھ بھی نہیں... تم اپنے بیٹے کو دیکھنا چاہتے ہو ناں تو آؤ اکٹھے چلتے ہیں... (دونوں کمرے سے باہر نکل کر دوسرے کمرے پر ہلکی سی دستک دیتے ہیں۔ اندر جاتے ہیں جہاں زر گل شیر خان کو دودھ پلا کر فارغ ہوتی ہے... دونوں اسے دیکھتے ہیں۔ وہ مسکراتی ہے)

زر گل: شیر بہت دودھ پیا... (مہ وش کا ہاتھ پکڑ کر) بیٹھنا ہے (وہ بیٹھ جاتی ہے) پانی پینا ہے... (وہ نفی میں سر ہلاتی ہے) مہ وش او کے... شیر... ایک ماں (اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی ہے) دوسرا (مہ وش کے سینے پر) دو ماں... (مہ وش قدرے خوش ہوتی ہے) دو بیویاں... دو ماں...

مہ وش: آپ بہت خوش قسمت ہیں ذیشان صاحب... دو بیوی... کیا شان ہے... اور...

شان: (ذرا شرمندہ ہو کر) ہاں... وہ تو ہے... اور مہ وش ڈیڈی کہہ رہے تھے کہ پوتے کی خوشی میں... کچھ دوستوں کو بلانا چاہتے ہیں... تو... ذرا... بندوبست تم نے ہی کرنا ہے...

مہ وش: پوتے کی خوشی میں اور تمہاری دوسری شادی کی خوشی میں؟

شان: دوسری شادی تو تم سے ہوئی تھی۔

مہ وش: کیا شان ہے شان صاحب...

CUT

(پارٹی میں لوگ چاہے کم ہوں لیکن ذرا معزز اور کھاتے پیتے لگیں)۔ یہ لان میں بھی ہو سکتی ہے اور کسی بڑے سیٹ پر بھی۔ مختلف گروپ۔ موسیقی۔ ویٹرز وغیرہ... اگر لان ہے تو باربے کیو کا انتظام۔ پارٹی بے شک مختصر ہو لیکن ذرا Posh ہو۔ اس کے کرداروں کی Moves پروڈیوسر صاحب بہتر بنا سکتے ہیں۔ اس میں موسے، شپو، ظفر، داؤد، مہ وش، زر گل، شان اور خواجہ مزمل اور زبیدہ ترمذی سب ہوں گے۔ ایک Cot میں شیر خان اور اس پر جھکی ہوئی ثریا اور پاس کھڑی ہوئی زر گل۔ لوگ بار بار زر گل کے لباس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں)

ثریا: ہائے ہائے کتنا سویٹ ہے بی بی... ہاؤ کیوٹ... میرا لگتا ہے، کیا لگتا ہے... ہاں بھتیجا... اور میں کیا لگتی ہوں... پتہ نہیں کیا لگتی ہوں، کس سے پوچھوں گی... مہ وش تم بھی بہت سویٹ ہو۔

زر گل: میں زر گل... مہ وش نہیں...

ثریا: ہاں ہاں تمہاری عادت نہیں ہوئی ناں... میں جانتی ہوں تم گل جی ہو...

زر گل: گل جی نہیں زر گل...

ثریا: ہاں وہی... ڈیوڈ پتہ نہیں ابھی تک کیوں نہیں آیا۔ کہتا تھا میں تمہارے بھتیجے کے لیے تحفہ لینے جا رہا ہوں... ڈیوڈ بھی بڑا سویٹ ہے (ایک بہت ماڈ خاتون آتی ہے) ہیلو نازو... You are looking magnificent... یہ... میرا ہے بھتیجا اور... یہ میری بھابی ہے... وہاں سے آئی ہے... کہاں سے آئی ہے؟

زر گل: کالاش...

خاتون: I See ... میرا خیال ہے کہ یہ... تھائی لینڈ کے قریب ہے...

زر گل: نہیں نہیں پاکستان۔

ثریا: بھئی جسے کافرستان بھی کہتے ہیں...

خاتون: اوہ ہاں... وہ تو میں جانتی ہوں... تو یہ کافر ہے... توبہ توبہ...

زر گل: نہیں مسلمان...

خاتون: ہاؤ سویٹ (چلی جاتی ہے)

(داؤد ایک تحفہ اٹھائے آتا ہے اور زر گل کو تھما دیتا ہے جو بہت خوش ہوتی ہے)

زر گل: بہت اچھا... او کے... مہربانی... (داؤد زیادہ لفٹ نہیں کراتا)

داؤد: ایک بہت اچھی رسم ڈالی ہے تمہارے بھائی شان نے... میں بہت شکر گزار ہوں اس کا... زبردست پارٹی ہے بھئی۔

ثریا: ہائے ہائے کونسی رسم...

داؤد: یہی کہ... اگر ایک بیوی سے اولاد نہ ہو تو دوسری شادی کر لینا کچھ اتنا معیوب نہیں۔

ثریا: (زرد ہونے لگتی ہے) نہیں داؤد وہ... میں تو... میرا تو کوئی قصور نہیں...

داؤد: میرا بھی نہیں (چلا جاتا ہے۔ ظفر آتا ہے اور بہت خوش ہے)

ظفر: ثریا بیٹے کیا بات ہے اتنی سنجیدگی... بھئی خوب ہلا گلا ہونا چاہیے... انتہا ہے۔ آفٹر آل بہت Unexpected ہوتا ہوا ہے میرے ہاں... بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ خدا جب دیتا ہے تو واقعی چھپر پھاڑ کر دیتا ہے... کیا بات ہے، تمہاری آنکھوں میں آنسو...

ثریا: ہائے ہائے خوشی کے ہیں ڈیڈی... میں اب... میں اس کی کیا لگتی ہوں؟

ظفر: شیر کی... آپ پھپھو لگتی ہو بھئی...

ثریا: پھپھو بن جانے پر خوش ہو رہی ہوں...

ظفر: اور میں بڑا تنگ ہوں اس ذیشان کے بچے سے... کہاں گیا ہے... اور مہ وش کہاں ہے...

CUT

خواجہ: (مہ وش کی طرف بڑھتے ہوئے) واہ واہ کیا بات ہے۔ کیا Grace ہے۔ جواب نہیں ہماری بھابی کا...

مہ وش: کونسی بھابی کا... اس والی کا... یا اُس والی کا...

خواجہ: ارے بھابی ہماری تو نمبر ایک اور اوریجنل بھابی صرف آپ ہیں... ایمان سے...

مہ وش: (مسکرا کر) ہاں اور نمبر دو بھابی کو اپنے فلیٹ میں چھپائے رکھا...

خواجہ: (جھینپ کر) کیا حرج ہے... بھابی یہ... ادھر یہ جو انتہائی حسین خاتون ہیں، میرے پہلو میں جن کی موجودگی میں پتہ نہیں کیا لگ رہا ہوں... یہ زبیدہ ہیں۔

مہ وش: پہلوئے حور والی مثال نہ دیجئے گا۔

خواجہ: خیر ہم اتنے گئے گزرے بھی نہیں...

مہ وش: کتنے گئے گزرے ہیں؟ ہیلو زبیدہ، آپ کیا کرتی ہیں؟

زبیدہ: میں جی... میں کیا کرتی ہوں خواجہ صاحب؟

خواجہ: آپ ہم پر جادو کرتی ہیں زبیدہ ترمذی... اور کیا کرتی ہیں... اس کے علاوہ یہ ایک سفید فوکسی چلاتی ہیں۔

زبیدہ: جو اکثر ان کی ورکشاپ میں کھڑی رہتی ہے۔

مہ وش: اچھا، وہ والی فوکسی۔ جب جاؤ خواجہ صاحب اس کے نیچے گھسے ہوئے... ہاں آں آپ کو بھی میں نے وہیں دیکھا ہے... بہت خوشی ہوئی آپ کو مل کر۔

زبیدہ: آپ کو بیٹے کی پیدائش پر بہت بہت مبارک ہو...

مہ وش: جی شکریہ... (چلی جاتی ہے)

خواجہ: بیٹا ان کے نہیں، وہ دوسری والی کے ہوا ہے... اب اسے جا کر مبارکباد دو... (دونوں ادھر جاتے ہیں) موسے، مہ وش کے قریب جاتا ہے جو ذرا اپ سیٹ ہے)

موسے: آپ ویسے بہت باہمت عورت ہیں جی... سوکن کے بیٹے کی خوشی میں شریک ہونا بہت دل گردے کا کام ہے...

مہ وش: وہ شان کا بیٹا بھی ہے...

موسے: ہاں ہے تو سہی... یہ آہستہ آہستہ قابض ہونے والی حکمت عملی ہوتی ہے... آپ کے لیے زمین تنگ ہو گی آہستہ آہستہ... ویسے اس خاکسار کے علاوہ یہاں آپ کا اور کوئی ہمدرد نہیں۔ یاد رکھئے گا... اور ہم نرم گوشہ بھی رکھتے ہیں آپ کے لیے (چلا جاتا ہے)

مہ وش: (زرگل کے قریب جاتی ہے جس نے شیر کو اٹھا رکھا ہے۔ باقی لوگ بھی ادھر ہیں۔)

ظفر: آؤ مہ وش... مبارک ہو بیٹے...

مہ وش: آپ کو بھی مبارک ہو...

ظفر: ذرا اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا کر مبارک وصول کرو...

مہ وش: جی میں... (آگے بڑھ کر بچہ زرگل سے لیتی ہے۔ پہلی بار زرگل تھوڑا سا محسوس کرتی ہے)

ظفر: اچھی لگ رہی ہو بیٹے کے ساتھ... انشاءاللہ سہرے باندھتی بھی اچھی لگو گی... (زرگل آگے بڑھ کر بچے کو لیتی ہے) اور تمہیں بھی مبارک ہو زرگل... شان کدھر چلا گیا ہے... شبو، شبو بی بی (وہ آگے آتی ہے) بھئی شان کہاں ہے؟ (شان آتا ہے۔ اس کے ہاتھ پر سیاہی لگی ہوئی ہے...)

ظفر: ہمارے بیٹے کی خوشی میں پارٹی ہے اور تم غائب۔ کیسے گدھے ہو۔

شان: غائب کہاں ڈیڈی... بار بے کیو والوں کو لینے گیا تھا۔ راستہ میں ٹائر پنکچر ہو گیا... سٹپنی نکالی تو وہ بھی پنکچر... اسے سر پر اٹھا کر ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ایک پنکچر لگانے والے کے پاس گیا... آئی ایم سوری (مختلف لوگ آ کر اسے مبارک دیتے ہیں) وہاں سے فارغ ہو کر زرگل کی طرف آتا ہے۔ اسے احساس ہے کہ لوگ اس کے لباس کو قدرے تضحیک کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک دو فقرے بھی سنائی دیتے ہیں کہ فینسی ڈریس لگتا ہے... وغیرہ... بچے کو دیکھتا ہے۔)

شان: کیسا لگ رہا ہے زرگل...؟

زرگل: اچھا ہے... بہت اوکے ہے... بس ادھر بالو ہوتا... ادھر بشارا ہوتا تو بہت اوکے ہوتا۔

شان: ہاں مجھے احساس ہے کہ... یہاں تمہارا کوئی رشتے دار نہیں ہے...

زرگل: ہم کالاش جائیں؟ کب جائیں شان... میں جنگل کے لیے، ندی کے لیے بہت اداس...

شان: میں ذرا فارغ ہو لوں تو پھر چلیں گے۔ وعدہ کرتا ہوں... اور زرگل... اب یہ لباس پہننا کم کر دو اور عام لباس... شلوار قمیض وغیرہ پہنا کرو...

زرگل: نہیں... یہ زرگل... نہیں شلوار قمیض... یہ اچھا... میرا... کالاش کا۔

شان: اچھا بابا نہ سہی... یہی پہنو اور لوگوں کی نظروں میں تماشا بنو... مجھے کیا پروا ہے۔ (زرگل کو یہ تبدیلی سمجھ میں نہیں آتی اور وہ کچھ حیران ہوتی ہے)

زر گل: بہت سخت بولا... ایسا نہیں بولو... زر گل او کے نہیں...

شان: سوری... بس وہ ایک کلو میٹر ٹائر اٹھائے ہوئے چلنا پڑا ہے ناں تو مزاج بھی گرم ہو گیا ہے... سوری... خواجہ صاحب... کیا بات ہے، لفٹ ہی نہیں کرا رہے؟

خواجہ: لو دو دو بیویوں کے آپ خیر سے شوہر ہیں اور ہم لنڈورے لفٹ ہی نہیں کروا رہے... بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے، اگلے چند روز میں زبیدہ کے ڈیڈی کے ہاں جاؤں گا اور کہوں گا کہ یا تو اپنی بیٹی سے میری شادی کر دیجئے اور یا گولی مار دیجئے... اور وہ گولی مار دیں گے۔

زبیدہ: (اب آتی ہے) نہیں خواجہ صاحب، آپ کو ہم گولی مارنے دیتے ہیں... آپ تو ہمیں دیکھ کر کیا ہو جاتے ہیں؟

خواجہ: لدھر... اب بھی ہو رہا ہوں تھوڑا سا... اور یہ حالت کیا بنا رکھی ہے تم نے... خدا کے لیے جا کر کپڑے بدلو اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ...

شان: ہاں (ہاتھ دیکھتا ہے) تم ٹھیک کہتے ہو... میں ابھی آتا ہوں۔

زبیدہ: اسے میں اٹھا لوں...

زر گل: ہاں ہاں... اچھا بچہ شیر... (وہ اٹھاتی ہے تو خواجہ ایک ٹھنڈا سانس بھرتا ہے جس پر وہ شرما کر بچے کو واپس کر دیتی ہے... زر گل اسے Cot میں لٹا دیتی ہے...

ایک ڈزالو... مختلف گروپ... پھر ایک گروپ کے درمیان زر گل ہے اور لوگ اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ خواجہ، زبیدہ، مہ وش وغیرہ یہاں ہیں... زر گل خوش ہے اور کالاش کے بارے میں باتیں کر رہی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ گھاس پر بیٹھی کھانا کھا رہی ہے تو لوگ ذرا شغل کے لیے اس کے قریب آ کر بیٹھ جاتے ہیں)

زر گل: کالاش بہت خوبصورت... اچھا... اس کا گھاس، پانی اور ہوا میں زندگی... ہمارا گھر ایسا نہیں... ادھر چھوٹا۔ دھواں اندر اور کالا... پھر ہم کھیت میں کام کرتا...

مہمان 1: سنا ہے وہاں شادی لڑکے لڑکی کی پسند سے ہوتی ہے؟

زر گل: ہاں آں... ایسا ہوتا... پسند کرو... اچھا لگے تو قبیلے سے بولو... میں شادی کرتی۔

خاتون: آپ نے بھی ایسے ہی شادی کی؟

زر گل: ہاں آں... مجھے شان دیکھا... بہت اچھا... ادھر (دل پر ہاتھ) بہت اچھا... اس کا خوشبو بہت او کے... میں نے کہا، بس اس کے ساتھ شادی تو پھر شادی...

خاتون: آپ لوگ رقص بھی تو کرتے ہیں۔ میں نے تصویریں دیکھی ہیں...

زر گل: ہاں آں ناچتے ہیں... اچھا ناچ... ڈھول کے ساتھ... روز ایک گاؤں میں... سب ادھر جاتے... ناچتے۔

مہمان: کیا... بیٹے کی پیدائش پر بھی ناچتے ہیں... (کیمرہ زر گل پر جاتا ہے اسے یاد آتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے۔ وہ ایک ٹرانس میں اٹھتی ہے۔ لوگ پرے ہو جاتے ہیں۔ دور سے کالاش موسیقی کی آواز آہستہ آہستہ آنے لگتی ہے۔ زر گل ایک خاص لے سے حرکت کرنے لگتی ہے۔ لوگ تالیاں بجانے لگتے ہیں لیکن وہ کہیں اور ہے۔ پھر ڈزالو ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ میں بچہ ہے اور بالو اور بشارا اس کے گرد ناچ رہے ہیں۔ یہ بہت طاقتور منظر بن سکتا ہے۔ زر گل ناچ رہی ہے۔ اگر بہتر لگے تو خواجہ اور زبیدہ بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ شان آتا ہے۔ دور سے دیکھتا ہے کہ لوگ جمع ہیں اور ان کے درمیان زر گل رقص کر رہی ہے۔ پسند نہیں کرتا۔ آگے آتا ہے)

شان: زر گل... (وہ نہیں رکتی) زر گل... (اس کا بازو جھنجوڑتا ہے اور وہ رک جاتی ہے) یہ کیا کر رہی ہو؟

زر گل: ہم ناچ رہے... شیر آیا تو ہم خوش... جیسے کالاش میں... ہم ناچ رہے۔

شان: یہ کالاش نہیں ہے...

زر گل: ادھر لوگ خوش نہیں ہوتے... ناچتے نہیں۔

شان: نہیں... ادھر لوگ تہذیب یافتہ ہیں... جنگلی نہیں... (دوسرے لوگوں سے مسکرا کر) آئی ایم سوری...

زر گل: زر گل جنگلی نہیں... تم جنگلی... کیسے لوگ ہے، خوشی نہیں جانتا... خوش نہیں ہوتا... بیٹا آتا تو ناچتا نہیں... زر گل جنگلی نہیں (چلی جاتی ہے۔ شان کی جانب مہ وش دیکھتی ہے۔ وہ سر جھکا لیتا ہے)

CUT

رات کا وقت۔ زرگل زمین پر بیٹھی ہے۔ کمرے میں اندھیرا ہے اور اس نے وہی چراغ جلا رکھا ہے۔ کالاش کی پٹیاں اور ہار اور منکے وغیرہ بھی پڑے ہیں۔ شان شرمندہ ہے اور سمجھ میں نہیں آ تا کہ کیا کہے)

شان: تمہارے لیے میری محبت میں کوئی فرق نہیں لیکن... اسلام آباد اور کالاش میں فرق ہے... ہم لوگ واقعی خوشی نہیں جانتے... مسرت کے اظہار کو گناہ سمجھتے ہیں... میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ تمہاری جانب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ جیسے تم انسان نہیں کوئی... کوئی شے ہو... ان کی نظروں میں حقارت تھی جو میں برداشت نہیں کر سکا... مجھے معاف کر دو... تمہارے لیے میری محبت میں کوئی فرق نہیں)

CUT

(یہاں منظروں کو الگ کرنے کے لیے کوئی ایک خاموش منظر)

CUT

(مہ وش، زرگل کے کمرے میں داخل ہوتی ہے اور اسے کچھ بُو آتی ہے۔ وہ ادھر اُدھر سونگھتی ہے۔ اتنی دیر میں زرگل آتی ہے)

مہ وش: زرگل... یہ بُو آ رہی ہے۔

زرگل: خوش ہو کر، ہاں آ رہی ہے۔

مہ وش: کہاں سے؟

زرگل: شیر سے... ادھر... بچے سے...

مہ وش: بچے سے (اسے اٹھاتی ہے۔ وہ گندا ہے۔ صرف اسے اچھی طرح پیک کیا گیا ہے اور اس کے نیپی نہیں بدلے گئے) یہ... یہ تو ... اف... (ناک پر ہاتھ رکھتی ہے) اس کے کپڑے کیوں نہیں بدلے...

زرگل: نہیں بدلے... کالاش میں ایک بار ایسے بچہ... بند... پھر نہیں کھولتے... ایسے او کے۔

مہ وش: نہیں ایسے او کے۔ ادھر سردی وغیرہ ہوتی ہے۔ اس لیے شاید یوں سردیوں کے لیے بچے کو یوں پیک کر دیتے ہیں لیکن یہاں... غضب خدا کا (ساتھ ساتھ اس کی نیپی بدل رہی ہے) بے چارہ...

زرگل: نئیں نئیں... ایسا نئیں کرو... ویسا اچھا...

مہ وش: پرے ہٹ جاؤ۔ خبردار جو اسے ہاتھ لگایا... مارنا ہے بچے کو۔

زرگل: میرا بچہ... زرگل کا...

مہ وش: اور شان کا بھی اور ظفر خان کا پوتا بھی... صرف تمہارا بچہ نہیں ہے... تم واقعی جنگلی ہو۔ مجھے یقین ہے تم اس کی ڈائٹ کا بھی خیال نہیں رکھتیں۔ کیا کھلاتی پلاتی ہو؟

زرگل: دودھ بہت پلایا۔ بہت...

مہ وش: صرف دودھ کافی نہیں ہے... اس کا رنگ کیسا زرد ہو رہا ہے۔ پوٗر بے بی... میں اس کا چیک اپ کراؤں گی... تم تو اسے مار ڈالو گی بے وقوف عورت...

زرگل: نہیں نہیں... دے دو... میں خود بچہ بڑا کروں گی۔

مہ وش: ذرا کان کھول کر سن لو زرگل خاتون... یہ بچہ... اب تمہارا نہیں ہے... میرا ہے... اس لیے کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ بچے کو پال سکو... سمجھ آئی... پیدا تم نے کیا ہے، پالوں گی میں اسے... تاکہ کل جب یہ بڑا ہو تو تم جیسی جنگلی عورت کی بجائے اسے ایک تہذیب یافتہ ماں ملے... میں... بچہ اب تمہارا نہیں میرا ہے۔ (زرگل کا خوفزدہ چہرہ)

CUT

کالاش

قسط نمبر 11

کردار:

1- ذیشان
2- زرگل
3- مہ وش
4- خواجہ مزمل
5- زبیدہ ترمذی
6- ثریا
7- داؤد
8- شپو بی بی
9- ظفر
10- کرنل ترمذی
11- شیریں خان
12- نور فاطمہ

(قسط نمبر 10 کے مکالمے۔ زرگل: نہیں نہیں دے دو، میں خود بچہ بڑا کروں گی / سے قسط نمبر 11 کا آغاز ہوتا ہے اور منظر آگے بڑھتا ہے...)

زرگل: (خوفزدہ اور کپکپاتی ہوئی) بچہ میرا مہ وش... جیسے ہرنی کا بچہ اس کا بچہ... ایسے میرا... دے دو... دے دو۔

مہ وش: بند کرو یہ سلی ٹاک... جیسے ہرنی کا بچہ... ذرا ہرنی دیکھو... جاہل عورت... شپو بی بی... (آواز دیتی ہے) شپو بی بی... زرگل خاتون... اس کے لیے کوئی Nappies وغیرہ ہیں کوئی بے بی کریم ٹیلکم وغیرہ (وہ سمجھ نہیں پا رہی اور کبھی "ہاں"، کبھی "ناں" میں سر ہلاتی ہے) اور یہ کیا ہے؟ (بچے کی کلائی پر ایک کالاشی پٹی تعویذ نما بندھی ہے۔ مہ وش کھولتی ہے)

زرگل: نہیں نہیں... یہ نہیں اتارنا... یہ اچھا نصیب کے لیے... نہیں اتارنا...

مہ وش: کیا گند بلا باندھ رکھا ہے۔ توہم پرست عورت... جنگل سے نکل کر سیدھی اس گھر میں چلی آئی ہے (شپو بی بی آتی ہے "جی بی بی مہ وش... آپ نے بلایا ہے؟") ہاں... شپو بی بی... یہ کون ہے؟ (بچے کی طرف اشارہ)

شپو: ماشاءاللہ شان صاحب کا بیٹا ہے اور کون ہے پیارا پیارا...

مہ وش: اور اسے اسی طرح پیارا پیارا رکھنے کے لیے اس کا خیال رکھنا ہے اور اس عورت کو اس سے ذرا دور ہی رکھنا ہے۔ ذرا سونگھو اسے...

شپو: کیا ضرورت ہے جی۔ یہیں سے پتہ چل رہا ہے۔

مہ وش: اس کے لیے ابھی مارکیٹ سے امپورٹڈ نیپز، پاؤڈرز، کریم وغیرہ وغیرہ منگاؤ اور اپنی سپرویژن میں اسے نہلاؤ... اور فوری طور پر (وہ جانے لگتی ہے) اور سنو... اسے ساتھ لے جاؤ (شپو بچے کو اٹھا کر لے جاتی ہے) پیدا تم نے کیا ہے لیکن

پالوں گی میں... بچہ اب تمہارا نہیں... میرا ہے... او کے؟

CUT

(دفتر۔ ظفر اور داؤد)

ظفر: لیکن تم نے تو مجھے یقین دلایا تھا کہ اگر ہم فوری طور پر پچاس لاکھ روپیہ Invest کر دیں تو یہ زمین دو چار ماہ کے اندر اندر کروڑوں کی ہو جائے گی اور ذرا دیکھو آج ہی اس پروجیکٹ کی تفصیل آئی ہے (ایک اخبار دیتا ہے) ہائی وے ہماری خرید کردہ زمین سے پانچ کلو میٹر پرے گزرے گی۔ چنانچہ ہم تو رہ گئے ناں High & Dry... ہماری زمین اب دو کوڑی کی نہیں رہی... بنجر اور بے آباد زمین۔

داؤد: میں نے کوشش تو بہت کی تھی... لیکن جن لوگوں نے ہم سے پانچ کلو میٹر پرے زمین خریدی تھی، وہ ہم سے زیادہ Shrewd نکلے... ان کے ہاتھ ہم سے لمبے ثابت ہوئے... حالانکہ خان نے کمٹ منٹ دی تھی...

ظفر: بیوروکریسی کی کمٹ منٹ تو صرف اپنے آپ سے ہوتی ہے...

داؤد: آپ مجھے کہہ رہے ہیں؟

ظفر: نہیں نہیں... صرف تمہارے کولیگز کو کہہ رہا ہوں... بہر حال اس سیٹ بیک سے ہماری فنانشل سٹینڈنگ کو فرق تو پڑے گا...

داؤد: کونسا سیٹ بیک! انکل ظفر... آپ ذرا ذہن پر زور دے کر، سوچ کر بتائیں کہ کیا آج تک ایسا ہوا ہے کہ میری ریکومنڈیشن پر آپ نے کوئی انوسٹمنٹ کی ہے اور اس میں آپ کو ... ہمیں گھاٹا ہوا ہو؟... اس بار بھی نہیں ہوگا!

ظفر: کیسے؟

داؤد: ایسے (اپنے بریف کیس میں سے چند کاغذات نکال کر اس کی میز پر رکھ دیتا ہے۔ وہ پڑھتا ہے...)

ظفر: Loan کی ضرورت ہے ... تین کروڑ کے لیے ... لیکن جس زمین کے Against یہ Loan اپلائی کیا جا رہا ہے، وہ کونسی ہے... (داؤد مسکرا رہا ہے) یہ ... وہی ہائی وے والی بنجر زمین تو نہیں ہو سکتی...

داؤد: وہی ہے...

ظفر: لیکن اس کی قیمت چھ کروڑ کیوں Declare کی گئی ہے؟

داؤد: کیونکہ وہ ہے ہی چھ کروڑ کی... سنئے ظفر انکل... یہ پانچ رجسٹریاں... یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ زمین کم از کم دو لاکھ روپے فی ایکڑ فروخت کی گئی ہے...

ظفر: لیکن کب؟ میرا مطلب ہے دس ہزار فی ایکڑ والی زمین دو لاکھ روپے میں کہاں فروخت کی گئی ہے؟

داؤد: کہیں بھی نہیں۔ یہ محض کاغذات ہیں جنہیں میرا ایک بینکر دوست As it is قبول کر لے گا اور تین کروڑ کا Loan سینکشن ہو جائے گا... پچاس لاکھ میرے دوست کا... بقیہ آپ کا... اور میرا بھی... اور ہاں یہ قرضہ ناقابل واپسی ہوگا... یہ رقم ہماری ذاتی جائیداد ہوگی...

ظفر: Loan واپس نہیں کریں گے؟

داؤد: نہیں... اور اگر نوٹس آئیں گے تو کہیں گے کہ ہمارے حالات ناسازگار ہو گئے ہیں، آپ ہماری زمین نیلام کر دیں...

ظفر: اور زمین چالیس پچاس لاکھ سے زیادہ کی نہیں۔

داؤد: Exactly...

ظفر: داؤد... یہ تو... صریحاً بے ایمانی ہے...

داؤد: یہ پہلی بار ہے کہ میں آپ کے منہ سے ایمانداری کے تذکرے سن رہا ہوں... ہم جو کچھ کر رہے ہیں، یہ قانون کے دائرے کے اندر رہ کر کر رہے ہیں... یہاں... یہاں دستخط کر دیجئے۔ ڈرتے کیوں ہیں، میں بھی دستخط کر چکا ہوں۔

ظفر: داؤد... یہ... یہ رہنے دو...

داؤد: میں پچیس لاکھ ایڈوانس دے چکا ہوں انکل... اور... آپ کے کاغذوں میں پہلے سے اتنا کچھ ہے کہ... اس چھوٹے سے Deal سے کوئی فرق نہیں پڑے گا... (ظفر نہ چاہتے ہوئے بھی دستخط کر دیتا ہے)

(شان اندر آتا ہے)

شان: آئی ایم سوری... میں دوبارہ آ جاؤں گا...

داؤد: نہیں نہیں کوئی خفیہ میٹنگ نہیں ہو رہی...یوں بھی تم تو پارٹنر ہو اس فرم میں... تم سے کیا پردہ...اور ہاں ایک خبر تھی تمہارے لیے (بریف کیس میں سے ایک خط نکال کر اسے تھماتا ہے) مبارک ہو، وہ برساتی نالوں پر پلوں کی تعمیر کا ٹھیکہ... ہمیں نہیں ملا... کسی اور کو مل گیا... جس کی Quotation ہم سے نصف تھی۔

شان: نصف قیمت والے پل... ریت کی دیواروں سے ہی بن سکتے ہیں...

داؤد: ریت کی دیواروں سے لوگ شہر تعمیر کر دیتے ہیں، یہ تو پل ہیں... ہمارا بزنس تو آپ کی ایمانداری کی نذر ہو گیا ناں...اگر میرے مشورے پر عمل کرتے تو... تو یہ سو فیصد ہمارا تھا۔

شان: میری خواہش ہے... کوشش ہے کہ میں اپنے لئے، اپنی اولاد کے لیے حق حلال کی روزی کماؤں چاہے...اس سے میرا گزارہ نہ بھی ہو۔

داؤد: Bravo... (طنزیہ تالی بجاتا ہے)... میں بھی دراصل یہی چاہتا ہوں... اپنے لیے بھی اور... اپنی اولاد کے لیے بھی... بدقسمتی سے اولاد والا خانہ خالی ہے۔ اور... میں سوچ رہا ہوں کہ تمہارے نقش قدم پر چلوں... تم نے ہی روایت قائم کی ہے کہ اگر ایک بیوی سے اولاد نہ ہو تو...

CUT

(رات کا وقت۔ شان دفتر سے واپس زرگل کے کمرے میں آتا ہے جہاں مکمل اندھیرا ہے... شان ایک دو ٹھوکریں کھاتا ہے۔ کراہنے کی اور رونے کی اور جیسے کوئی جانور تکلیف میں ہو، اس قسم کی مدھم آوازیں آ رہی ہیں۔ شان ایک لیمپ آن کرتا ہے۔ زرگل کمرے کے ایک کونے میں فرش پر بیٹھی رو رہی ہے اور ہچکیاں لے رہی ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے... شان کو اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے)

شان: زرگل... زرگل... ایسا نہ کرو... پلیز اس طرح نہ روؤ... کیا ہو گیا ہے... کسی نے کچھ کہا... زرگل... ادھر دیکھو میری طرف... مجھ سے تمہارا رونا دیکھا نہیں جاتا... زرگل... کیا ہوا...؟

زرگل: وہ لے لیا... میرا شیر... مہ وش... میں جنگلی نہیں... مہ وش بولے، بچہ میرا نہیں... اس کا... وہ رکھے... میں نہیں... میرا شیر... میں ایسے جیسے ہوا میں سوکھا پتہ... میں ایسے جیسے کھیت میں فصل نہیں... اس نے لے لیا...

شان: مہ وش... بچے کو تم سے لے لیا؟ (وہ سر ہلاتی ہے) لیکن کیوں؟

زرگل: میں جنگلی... وہ کہے میں جنگلی...

شان: میں پتہ کرتا ہوں... (اٹھ کر جاتا ہے۔ کیمرہ زرگل پر)

CUT

(مہ وش کے کمرے میں جاتا ہے۔ وہاں شپو بی بی باہر آ رہی ہے)

شان: شپو بی بی، مہ وش کہاں ہے؟

شپو: وہ تو ابھی... موسیٰ کے ساتھ مارکیٹ تک گئی ہیں...

شان: موسیٰ کے ساتھ... اور... شیر کدھر ہے؟

شپو: میں اسے ابھی سلا کر آ رہی ہوں... Cot میں ہے۔

(اندر جاتا ہے۔ بچے کو اٹھا کر واپس زرگل کے کمرے میں آتا ہے۔ بچہ اس کی گود میں رکھتا ہے۔ وہ اوپر دیکھتی ہے۔ خوش ہوتی ہے۔ اسے چومتی ہے اور گلے سے لگاتی ہے)

CUT

(رات۔ شان اپنے بستر پر۔ زرگل بار بار اٹھ کر دیکھتی ہے کہ شیر ہے کہ نہیں)

CUT

(صبح دفتر جانے کی تیاری۔ ناشتے کی ٹیبل وغیرہ)

مہ وش: شان یہ معاملہ بہت سیریس ہے... تمہیں سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیے۔ میں چاہتی ہوں کہ تمہارا بیٹا صاف ستھرا ہے، صحت مند رہے اور... زندہ رہے... تم نہیں چاہتے؟

شان: چاہتا ہوں لیکن ایک ماں سے اس کا بیٹا یوں الگ تو نہیں کر دینا چاہیے مہ وش؟

مہ وش: الگ کہاں ساتھ والے کمرے میں تو تھا... میں نے کل دوپہر چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر رمضان سے اس کا چیک اپ کروایا تو معلوم ہے، اس نے کیا کہا؟

شان: کیا؟

مہ وش: اس نے کہا، لگتا ہے یہ بچہ کسی جنگل میں جانوروں کے درمیان پلتا رہا ہے... اسے کوئی Infection بھی ہے اور جسمانی طور پر بھی کمزور ہے اور...

شان: (گرج کر) اور کیا؟

مہ وش: اور اگر اس کی دیکھ بھال مناسب طریقے سے نہ ہوئی تو... دیکھو شان میں شیر کو... یقین کرو اپنے سگے بیٹے کی طرح سمجھتی ہوں... میں نہیں چاہتی کہ وہ... خدانخواستہ...

شان: نہیں نہیں، کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو...

مہ وش: پتہ نہیں کیا کیا ملغوبے بینگ کے اور ہلدی کے گھول گھول کر شیر کو پلاتی تھی۔ سارے بدن پر کسی بدبودار تیل کی مالش کرتی تھی...

شان: اچھا...

مہ وش: ہاں... وہاں پہ جس جنگل سے یہ آئی ہے، وہاں پہ ایسے ٹونے ٹوٹکے کارآمد ثابت ہوں گے لیکن شانی For heaven sake یہ اسلام آباد ہے اور... شیر تمہارا بیٹا ہے... ویسے تمہیں اگر... یہ برا لگتا ہے تو ٹھیک ہے زرگل اسے پال لے اپنے رواج کے مطابق...

شان: (سوچ کر) نہیں نہیں... کہتی تو تم ٹھیک ہو... ہاں مہ وش میرا خیال ہے کہ بچے کی دیکھ بھال کی ذمہ داری تم ہی سنبھال لو۔ یہی بہتر ہے... ہم سب کے لیے...

CUT

(خواجہ مزمل انتہائی عمدہ سوٹ وغیرہ میں ملبوس زبیدہ ترمذی کے گھر رشتے کی بات کرنے کے لیے پہنچتا ہے۔ گھنٹی بجاتا ہے۔ ایک ملازم نکلتا ہے۔ خواجہ اس منظر میں ایک سنجیدہ اور پڑھا لکھا شخص ہوگا جو کہ وہ ہے۔)

ملازم: جی صاحب...

خواجہ: کرنل صاحب تشریف رکھتے ہیں...؟

ملازم: جی وہ قیلولہ فرمارہے ہیں...

خواجہ: (گھڑی دیکھ کر) صبح کے دس بجے قیلولہ فرمارہے ہیں؟

ملازم: کرنل صاحب کسی بھی وقت کچھ بھی فرما سکتے ہیں... آپ کون ہیں؟

خواجہ: ان سے بولو خواجہ مزمل صاحب ملنے کے لیے آئے ہیں... ہاں ہاں میں جانتا ہوں کہ قیلولہ فرمارہے ہیں... جگادو۔

(ملازم جاتا ہے۔ خواجہ اپنے آپ کو آرام دہ کرتا ہے۔ زبیدہ پردے کے پیچھے سے یا کہیں سے اسے دیکھ رہی ہے۔ وہ ذرا آگے آتی ہے)

زبیدہ: آپ بہت ڈیشنگ لگ رہے ہیں خواجہ صاحب ... بہت ہینڈسم (خواجہ اسے گھورتا ہے) اور بیسٹ آف لک خواجہ صاحب (جانے لگتی ہے)

خواجہ: ابھی منگنی تک نہیں ہوئی اور غیر محرم کے آگے نمودار ہو کر... آپ بہت ڈیشنگ لگ رہے ہو خواجہ صاحب... شرم نہیں آتی... چلو اپنے کمرے میں...

زبیدہ: سوری خواجہ صاحب ... لیکن پھر بھی بیسٹ آف لک (ذرا مسکراتی ہے اور خواجہ ہلکی سی مسکراہٹ دے کر پھر سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ دوسری جانب سے کرنل ترمذی داخل ہوتے ہیں۔ خواجہ اٹھ کر ہاتھ وغیرہ ملاتا ہے)

کرنل: آج پھر کوئی بل وغیرہ لے کر آئے ہو؟

خواجہ: نہیں کرنل صاحب، آج تو پروپوزل لے کر آیا ہوں۔

کرنل: پروپوزل... کس کے لیے... میں سمجھا نہیں...

خواجہ: سادہ سی بات ہے۔ میں آپ کی بیٹی زبیدہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پروپوزل لے کر آیا ہوں۔

کرنل: (یکدم بہت حیران ہوتا ہے)... تمہارا دماغ تو درست ہے...

خواجہ: نہیں جی۔ جو نوجوان شادی کرنا چاہتا ہو، اس کا دماغ کبھی درست نہیں ہوتا...

کرنل: تم... تم... تو شاید کچھ کچھ احمق بھی ہو...

خواجہ: ہاں جی... کچھ کچھ... شادی کے بعد مزید ہو جاؤں گا...

کرنل: دیکھو نوجوان۔ ایک تو تم نے مجھے صبح صبح قیلولے سے جگا دیا اور اوپر سے اس قسم کی بیہودہ گفتگو کرتے ہو... تمہاری حیثیت کیا ہے؟

خواجہ: میں پڑھا لکھا ہوں۔ مناسب خاندان کا ہوں اور ایک عدد ورکشاپ کا مالک ہوں۔ آپ کی بیٹی اور آپ کی سفید فوکسی کی بھلائی اسی میں ہے کہ آپ شادی

کے لیے مان جائیں۔

کرنل: میں مان جاؤں؟... میرا مطلب ہے میں کیسے مان جاؤں... میرا مطلب ہے، نکل جاؤ یہاں سے... (خواجہ بیٹھا رہتا ہے) جاتے کیوں نہیں؟

خواجہ: اس لیے کہ ابھی تک آپ نے میرے پروپوزل کا جواب نہیں دیا...

کرنل: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تم جیسے گاؤدی سے کر دوں... میں نے بڑے ناز و نعم سے اس کی پرورش کی ہے... اور تم ایک آرڈنری مکینک... میری طرف سے انکار ہے۔ نکل جاؤ یہاں سے... جاتے کیوں نہیں؟

خواجہ: کرنل صاحب... میں ورکشاپ سے نکلتے وقت فیصلہ کر کے آیا تھا کہ آپ کے سامنے دو ڈیمانڈ رکھوں گا... یا تو میری شادی زبیدہ سے کر دیجئے اور یا پھر... گولی مار دیجئے۔

کرنل: مجھے منظور ہے۔

خواجہ: شادی؟

کرنل: نہیں گولی... واقعی گولی مار دوں...

خواجہ: جی ہاں... لیکن دھماکہ زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ میرے کان شور برداشت نہیں کر سکتے۔

کرنل: (اب ذرا اپ سیٹ ہے) الماری میں سے ایک بندوق نکالتا ہے۔ اسے دیکھتا ہے۔ خواجہ تھوڑا سا نروس ہے۔ کرنل بندوق کا رخ خواجہ کی طرف کر دیتا ہے جو گھبرا کر پہلے ہاتھ کھڑے کر دیتا ہے۔ پھر اسے بزدلی جان کر سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ کرنل ٹریگر دبانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن بندوق نہیں چلتی۔ مار دوں گولی؟

خواجہ: پہلے اپنی بندوق تو ٹھیک کروائیے... مار دوں گولی... (کرنل بندوق کو دیکھ رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے خواجہ کے قریب آ جاتا ہے)

کرنل: پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اسے... ابھی پچھلے ہفتے اس کے ساتھ میں نے ایک لومڑ مارا تھا۔

خواجہ: لومڑ کی بد دعا لگ گئی ہو گی۔

کرنل: میرا خیال ہے اس کی آئلنگ نہیں ہوئی اس ہفتے... ذرا چیک کرو، تم تو مکینک ہو۔

خواجہ: (بندوق لے کر اسے دیکھتا ہے)... ہوں... زنگ لگ چکا ہے... لومڑ کب مارا تھا؟

کرنل: شاید پچھلے ہفتے... یا پچھلے برس، کچھ یاد نہیں...

خواجہ: (بندوق ٹھیک کرتے ہوئے) کمال ہے ہمیں گولی مارنے کے لیے بندوق بھی ہمیں سے ٹھیک کروا رہے ہیں... یہ ذرا چیک کیجئے۔

کرنل: (بندوق لے کر چھت کی جانب رخ کر کے لبلبی دباتا ہے تو دھماکہ ہوتا ہے۔ اس دھماکے کے ساتھ زبیدہ ایک دلدوز چیخ کے ساتھ سامنے آتی ہے)

زبیدہ: ڈیڈی آپ نے یہ کیا کیا... خواجہ صاحب... خواجہ صاحب (اس کے قریب جاتی ہے تو وہ بے حد آرام سے بیٹھا ہے) خواجہ صاحب آپ... ٹھیک تو ہیں ناں؟... میرا تو دم ہی نکل گیا تھا... اللہ تیرا شکر ہے... ڈیڈی... یہ خواجہ صاحب ہیں۔

کرنل: ہاں ہاں میں جانتا ہوں کہ یہ خواجہ صاحب ہیں (پھر بندوق چلانے کی کوشش کرتا ہے لیکن چل نہیں رہی) یہ کمبخت پھر خراب ہو گئی۔ ذرا چیک تو کریں خواجہ صاحب۔

خواجہ: لائیے... (بندوق دیکھتا ہے)... اسے کھولنا پڑے گا... ورلڈ وار ون کی لگتی ہے... (کرنل بہت دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا ہے اور اپنا غصہ بھول چکا ہے) میرے پاس بھی ایک رشین بیرل ہے جس کے ساتھ مرغابی شکار کرتا ہوں...

کرنل: اچھا تو گویا... آپ کو شکار میں بھی دلچسپی ہے۔

خواجہ: جی ہاں... دیسی بیکال اپنی جگہ لیکن پرڈی کا بھی جواب نہیں... رف اینڈ ٹف...

کرنل: بھئی آپ تو Guns کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہیں...

خواجہ: سردیاں شروع ہو جائیں تو آپ کو بھی لے جائیں گے۔ ادھر قادر آباد کی جھیلوں میں اتنی مرغابی ہے کہ پانی سیاہ ہو جاتے ہیں... میں نے ایک ولیز جیپ لائٹ وغیرہ کے ساتھ فٹ کروا رکھی ہے صرف شکار کے لیے... کرنل صاحب یہ بندوق جو ہے... یہ آپ نے خود تو نہیں بنائی... ذرا دو نمبر لگتی ہے... اچھا تو (اس کی نالی میں دیکھتا ہے) اصل پرابلم یہاں ہے...

کرنل: جاؤ بیٹی... خواجہ صاحب کے لیے چائے وغیرہ بنا کر لاؤ... (پھر بندوق پر جھکتا

ہے) اچھا تو اصل پرابلم یہاں ہے... (کیمرہ زبیدہ پر جو مسکراتی ہے کہ اب کام بن گیا ہے)

CUT

(مہ وش اپنی کار میں۔ گھر میں داخل ہونے لگتی ہے۔ دیکھتی ہے کہ گیٹ سے ذرا پرے زرگل ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ کھڑی ہے اور اس کے ساتھ خوب آزادی سے گفتگو کر رہی ہے اور ہنس رہی ہے۔ مہ وش کا ری ایکشن۔ کار چلا کر چلی جاتی ہے)

CUT

(شان گھر کے اندر آتا ہے۔ کھلونے اور بچوں کے ملبوسات اور شاپنگ بیگ وغیرہ۔ مہ وش کے کمرے میں جھانکتا ہے)

مہ وش: اندر آجاؤ، تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ تمہاری بیوی کا کمرہ ہے.... (مہ وش بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا رہی ہے اور مصروف ہے۔ جتنی دیر گفتگو کرے گی، شان کی جانب کم دیکھے گی)

شان: شیر کیا کر رہا ہے؟

مہ وش: شیر ابھی ابھی نہایا ہے اور بہت خوش ہے...

شان: زرگل کہاں ہے؟

مہ وش: پتہ نہیں... کم از کم اپنے کمرے میں نہیں ہے... بلکہ گھر میں بھی نہیں ہے۔

شان: تو پھر کہاں ہے؟

مہ وش: پتہ نہیں... پتہ رکھا کرو اس کا... پتہ نہیں کہاں جاتی ہے اور کدھر جاتی ہے۔ ہیلو شیر...

CUT

(داؤد گئی رات واپس اپنے کمرے میں آتا ہے۔ کسی کو مل کر آیا ہے۔ داخل ہوتا ہے تو ثریا ایک پڑیا سے کوئی دوائی پھانک کر دودھ پیتی ہے...)

داؤد: یہ کیا کھا رہی ہو؟

ثریا: ہائے ہائے ڈیوڈ ڈارلنگ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا

نیچے... بڑی دیر لگا دی۔

داؤد: یہ کھا کیا رہی تھیں؟

ثریا: یہ... بس کچھ نہیں... سر درد کی دوائی تھی... تو وہ..

داؤد: نہیں... یہ کچھ اور تھا... تمہیں تو دودھ کی طرف دیکھ کر ابکائیاں آتی تھیں اور آج پورا گلاس پی گئی ہو۔

ثریا: دوائی جو دودھ کے ساتھ کھانی تھی۔

داؤد: کس چیز کی دوا تھی...

ثریا: پلیز ڈیوڈ... وہ مائنڈ نہ کرنا... بس یہ دوا کھانے سے اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ مجھے یقین ہے... فیصل آباد میں ایک حکیم ہیں... بڑی شفا ہے ان کے ہاتھ میں... میری فرینڈ نہیں ہے شفقت... اس کی بھابی نے بھی یہی دوائی کھائی تھی تو...

داؤد: (دوائی لے کر پھینک دیتا ہے۔ ثریا پروٹسٹ کرتی ہے) ثریا کیا تم ہمیشہ اتنی ہی احمق رہو گی... کچھ نہیں ہو سکتا ہمارا... جو جی میں آئے کر لو... کہیں سے بھی ٹریٹ منٹ کروا لو... تم... بانجھ ہی رہو گی۔

ثریا: نہیں نہیں ڈیوڈ... اتنا خوفناک لفظ تو نہ کہو... مجھے تو اس کا مطلب بھی ٹھیک طرح سے نہیں آتا لیکن... نہیں کہو...

داؤد: یہ تمہارے جینز میں ہے ثریا... ہاں... ذرا مہ وش کو دیکھو... اپنی کزن کو... اس کا بھی یہی حال ہے...

ثریا: (کانپ رہی ہے) نہیں داؤد... (باسکٹ جس میں داؤد نے دوائی پھینکی ہے، اس کے پاس بیٹھ کر دوائی تلاش کرنے لگتی ہے) نہیں... میں وہ نہیں ہوں جو تم کہہ رہے ہو... یونہی نصیب کی بات ہے... میرا قصور نہیں ہے داؤد... I swear میرا قصور نہیں... (داؤد بازو سے پکڑ کر اٹھاتا ہے)

داؤد: تمہارا قصور نہیں ہے تو دوائیاں کیوں کھا رہی ہو۔ ٹوٹکے کیوں آزما رہی ہو احمق عورت... تمہاری شکل پر لکھی گئی ہے نامرادی...

ثریا: نہیں نہیں (اس کے کوٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہہ رہی ہے) تم دیکھو گے کہ

... ابھی... کچھ نہ کچھ... میرا کوئی قصور نہیں ہے ڈیوڈ... پلیز وہ لفظ نہ کہنا... مجھے پتھر کی طرح لگتا ہے... نہیں... (شائد اس کی شرٹ پر لپ سٹک کا داغ دیکھتی ہے یا ایک نسوانی بال کوٹ پر... یا کوئی انجانی خوشبو...) تم... تم کہاں تھے داؤد... اب تک کہاں تھے...

داؤد: میں جہاں بھی تھا، کیا تم اعتراض کر سکتی ہو؟

ثریا: نہیں نہیں داؤد وہ تو میں نے یونہی پوچھا تھا... مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔

داؤد: ہونا بھی نہیں چاہیے... (جاتا ہے۔ ثریا پھر باسکٹ میں سے گند بلا نکال کر دوائی تلاش کرتی ہے اور پھر رونے لگتی ہے)

CUT

(شان صوفے پر بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔ جیسے چھٹی کا دن ہے۔ موسیقی سن رہا ہے۔ یکدم اسے اپنے پاؤں تلے گیلاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ دیکھتا ہے کہ کمرے میں ہر طرف پانی ہی پانی ہے اور یہ پانی غسل خانہ کے بند دروازے کے نیچے سے آ رہا ہے۔ اٹھتا ہے۔ اپنے آپ کو بچاتا دستک دیتا ہے۔ اندر سے مسلسل زر گل کے گنگنانے کی آواز آ رہی ہے۔ دروازہ کھولتا ہے۔ ٹب بھرا ہوا ہے۔ نل کھلے ہیں اور زر گل بڑے مزے سے اپنے کپڑے دھو رہی ہے اور کنگھی وغیرہ کر رہی ہے۔ شان اسے آواز دیتا ہے لیکن پانی کے شور کے باعث وہ سن نہیں سکتی۔ آگے بڑھ کر نل بند کرتا ہے)

شان: زر گل For heaven sake... یہ تم کیا کر رہی ہو... کارپٹ کا ستیاناس ہو گیا ہے...

زر گل: (مسکرا کر) یہ ندی... میں ادھر اپنے کپڑے دھوتی... کنگھی کرتی... اچھا لگتا ہے... جیسے میں کالاش میں... اچھا لگتا...؟ (اٹھ کر شان کی طرف آتی ہے۔ چونکہ وہ نچڑ رہی ہے، اس لیے شان اسے پرے کرتا ہے) نہیں اچھا لگتا؟

شان: نہیں اچھا لگتا۔ زر گل تم کوئی عقل کی بات کرو۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے تمہیں یہاں آئے ہوئے اور ابھی تک تم ویسی کی ویسی ہو...

زر گل: کیسی ویسی... جنگلی؟ ہاں زر گل جنگلی... اس کا بیٹا شیر بھی جنگلی...

شان: یہ کوئی اتنے فخر کی بات نہیں۔ تمہیں اپنے آپ کو بدلنا ہو گا زر گل... ایسے کام نہیں چلے گا... اب میں نے تمہیں درجنوں بار کہا ہے کہ زر گل پلیز اس بدنما گھگھرے کو اتارو اور عام... یہاں کا لباس پہنو... کیوں نہیں پہنتیں۔

زر گل: یہ اچھا ناں...

شان: خاک اچھا ہے۔ دو تمہارے پاس لباس ہیں جو پچھلے ایک برس سے پہنے چلی جا رہی ہو۔ ان میں سے تو اب بُو آتی ہے۔

زر گل: (سونگھ کر) نہیں آتی۔

شان: تمہیں نہیں آتی لیکن پوری دنیا کو آتی ہے... مجھے یقین ہے کہ جب تم شیر کو اٹھاتی ہو تو اسے بھی بُو آتی ہو گی...

زر گل: وہ میرا بیٹا... کیوں ماں سے بُو... نہیں نہیں۔

شان: ہاں... تم نے دیکھا نہیں کہ وہ مہ وش کی گود میں خوش رہتا ہے۔ خوش رہتا ہے ناں؟ بس اسی لیے... تمہارے بیٹے کو بھی تم سے بُو آتی ہے۔ اسے بھی تمہارا یہ لباس پسند نہیں... ہاں...

زر گل: میں... کالاش... یہ (لباس کو ہاتھ لگا کر) میری وادی بمبوریت کا جنگل، خوشبو اور پھول... لیکن شیر کہے نہیں اچھا تو نہیں اچھا... ٹھیک ہے... میں اب یہ نہیں پہنوں۔ کیا پہنوں...

شان: تمہارے پاس درجنوں شلوار قمیض ہیں۔ ساڑھیاں ہیں... کچھ بھی پہن لو۔

زر گل سر جھکا کر ڈریسنگ روم کی طرف جاتی ہے۔ شان ایک بار پھر اپنے آپ کو پانی سے بچاتا ایک صوفے پر نیم دراز ہو کر موسیقی لگاتا ہے۔ یہ موسیقی مغربی ہو گی... موسیقی سن رہا ہے۔ آنکھیں بند کرتا ہے۔ موسیقی مغربی سے کٹ ہو کر پاکستانی کلاسیکل یا کالاش موسیقی میں بدل جاتی ہے تو گھبرا کر آنکھیں کھولتا ہے کہ یہ کیا ہو گیا۔ سامنے زر گل شلوار قمیض میں کھڑی ہے اور وہ بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔ شان مبہوت رہ جاتا ہے۔ کیمرہ زر گل پر جاتا ہے... پھر اس کی کالاش لائف کے کچھ فلیش اس کی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں کہ وہ کیا تھی اور اب کیا ہے۔ وہ خوش نہیں ہے۔ زیادہ کلوز جاتے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے

آنسو بہہ رہے ہیں۔

CUT

(شان دفتر کے لیے تیار ہو کر گھر سے باہر جاتا ہے۔ گاڑی میں بیٹھتا ہے۔ ایک ٹاپ شاٹ سے یہ دکھاتے ہیں اور مہ وش ایک پردے کی اوٹ سے اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھتی ہے اور پھر پرے ہو جاتی ہے۔ شان کار سٹارٹ کر کے گیٹ سے باہر نکل جاتا ہے۔ کچھ منظر اس کے اطمینان سے ڈرائیو کرتے ہوئے۔ پھر ایک مقام پر وہ اپنے سامنے آتی کسی کار، ٹرک یا گدھا گاڑی دیکھ کر بریک لگانے کی کوشش کرتا ہے تو بریک نہیں لگتی۔ وہ بار بار بریک پر پاؤں مار کر اس کے ساتھ ڈولتی ہوئی کار کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ (یہاں Over my dead body مہ وش کے مکالمے) متعدد بار حادثے سے بچتا ایک درخت یا دیوار کی طرف گاڑی جا رہی ہے اور کریش کی آواز)

CUT

(ایک پرائیویٹ کلینک میں ایک نرس شان کے کندھے پر روئی رکھ کر پٹی کر چکی ہے۔ کمرے میں ہے)

شان: تھینک یو (نرس جاتی ہے) نہیں خواجہ، پولیس میں رپورٹ درج کروانے کی کوئی ضرورت نہیں... قسمت اچھی تھی، زیادہ چوٹ نہیں آئی...

خواجہ: لیکن قسمت کبھی بری بھی ہو سکتی ہے شان... یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ یہ حادثہ نہیں تھا۔

شان: نہیں یار... محض اتفاق تھا۔

خواجہ: میں نے ابھی تمہاری گاڑی چیک کی ہے۔ اتفاق نہیں تھا شان... گاڑی کی بریکیں فری کی گئی تھیں، جان بوجھ کر... ایک خاص منصوبے کے تحت۔

شان: نہیں یار... ایک خاص منصوبے کے تحت... یار کس قسم کے منصوبے کے تحت۔

خواجہ: تمہیں قتل کرنے کا منصوبہ جان من... ہاں... تمہیں کوئی جان سے مارنا چاہتا ہے... کون ہے وہ...

CUT

(شان، مہ وش کے کمرے میں بیٹھا ہے۔ مہ وش آتی ہے۔)

مہ وش: اوہ... تم کب آئے شانی...؟

شان: بہت حیران ہوئی ہو مجھے دیکھ کر۔

مہ وش: ہاں... آپ ہمارے ہاں روز روز کب آتے ہیں... تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟

شان: ہاں... بس سر میں ہلکا سا درد ہے...

مہ وش: آج صبح جب تم دفتر گئے ہو تو... بالکل ٹھیک لگ رہے تھے۔

شان: آج صبح تم نے مجھے دفتر جاتے ہوئے دیکھا تھا؟

مہ وش: ہاں۔ جب تم کار میں بیٹھ رہے تھے۔

شان: آج صبح خاص طور پر دیکھا تھا کہ میں کار میں جا رہا ہوں یا... یعنی... کیوں مہ وش Over whose dead body Mehwish?

مہ وش: What do you mean?

شان: You know damn well what I mean...

(رات کا وقت۔ زرگل سوئی ہوئی ہے۔ لباس شلوار قمیض وغیرہ۔ ایک خواب دیکھتی ہے۔ خواب میں وہ کالاش میں ہے۔ اپنے بیٹے کے ساتھ۔ بہت خوش و خرم اور پر مسرت۔ مختلف جگہوں پر... اس کی سہیلیاں اس کے بیٹے کو دیکھ رہی ہیں۔ پھر وہ قربان گاہ کے قریب سے گزرتی ہے جہاں لکڑی کے بت ہیں اور ان کے عقب میں مہ وش ہے۔ ایک جادوگرنی کے روپ میں... وہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔ پھر راستہ روک لیتی ہے اور بچے کو چھین لیتی ہے۔ چھین کر بھاگتی ہے۔ زرگل پیچھا کرتی ہے۔ مہ وش بچے کو قربان گاہ کے اندر لے جاتی ہے اور اس تختے پر رکھ دیتی ہے جہاں قربانی کی جاتی ہے اور پھر ایک چھری کے ساتھ اس پر جھکتی ہے تو زرگل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ شیر سویا ہوا ہے۔ وہ اسے اٹھاتی ہے اور گلے لگا لیتی ہے۔ خوفزدہ اور پسینے سے نچڑتی ہوئی)

CUT

(صبح کا وقت۔ شان دفتر کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ مہ وش پس منظر میں چائے

وغیرہ پی رہی ہے۔ وہ زرگل کے کمرے میں جھانکتا ہے۔ ''زرگل... کدھر ہو بھئی...'' جواب نہیں ملتا۔ واپس مہ وش کے کمرے میں آتا ہے)

شان: مہ وش، زرگل کہاں ہے؟

مہ وش: کیوں اداس ہو گئے ہو؟ (شان برا سا منہ بناتا ہے) ہاں بھئی محبت کی عظیم داستان ہے۔ ہیر رانجھا کی کیا حیثیت تھی تم دونوں کے سامنے...

شان: سویرے سویرے اگر تم طنز آمیز گفتگو نہ کرو تو کیا ناشتہ ہضم نہیں ہو گا...

مہ وش: زرگل کہاں ہے؟ (کندھے اچکا کر) مجھے کیا پتہ، پیاری زرگل کہاں ہے۔

CUT

(زرگل کوٹھی کے گیٹ سے باہر جھانک رہی ہے۔ پھر باہر آتی ہے۔ ادھر اُدھر دیکھ رہی ہے۔ وہی نوجوان آتا ہے جس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اسے مہ وش نے دیکھا تھا۔ یہ نوجوان پٹھان اور نسبتاً کم عمر ہے۔ بہت مہربان اور نرم گفتگو کرنے والا۔ سرحد سے ملازمت کی تلاش میں کراچی آیا ہے۔ زرگل کا پس منظر بھی چونکہ شمال کا ہے، اس لیے وہ اسے دوست جانتی ہے اور بغیر کسی کامپلیکس کے گپ لگاتی رہتی ہے۔ نوجوان شیریں خان اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔

شیریں: او آپا جی آپ کدھر جاتا ہے... بچہ مچہ تو ٹھیک ہے ناں؟

زرگل: ہاں... او کے ہے۔

شیریں: تو ادھر کدھر جاتا ہے۔ ہمیں بولو، کوئی کام ہے تو کرے...

زرگل: شیریں... آپ جانتے ہو مکئی... مکئی... ادھر چترال میں بہت میٹھا مکئی... کھاتا ہے، جانتے ہو؟

شیریں: ہاں کیوں نہیں... بھٹہ ادھر بولتے ہیں۔ تو آپا جی بھٹہ آپ کھائے گا؟

زرگل: نہیں نہیں... شیر خان کھائے گا... کالاش میں بچے کو مکئی دیں تو بچہ بہت بڑا ہوتا ہے...

شیریں: تو میں لاتا ہوں۔ ادھر چوک میں ایک خانہ خراب بیچتا ہے...

زرگل: خانہ خراب نہیں چاہیے... مکئی چاہیے...

شیریں: وہی لاتا ہے... آپ ادھر ٹھہرو گے... ادے آپا آپ میرا بات مانو۔ ادھر امارا

چھپر ہے، ادھر میرا چھوٹا بہن ہے... آپ اسے ملو بیٹھو... وہ خوش ہو گا... باہر نہیں جاتا تو آپا کو دیکھ کر خوش ہو گا۔

زرگل: او کے۔

(اس کے ساتھ چلنے لگتی ہے۔ راستے میں موسیٰ کار پر سے گزرتا ہے اور ان دونوں کو ہنستا ہوا دیکھتا ہے۔ ایک چھپر آتا ہے۔ دونوں اس میں داخل ہوتے ہیں۔ از حد غربت اور افلاس... کونے میں پھٹے پرانے کپڑوں میں شیریں کی بہن جو ایک چولہے کے قریب بیٹھی ہے، وہ زرگل کو دیکھ کر اٹھتی ہے اور دوپٹہ سنبھالتے ہوئے سلام کرتی ہے)

شیریں: یہ نور فاطمہ ہے۔ میرا بہن... میں ادھر نوکری کے لیے آیا تو اسے روٹی کے لیے ساتھ لایا... پر نوکری نہیں ملتا، کیا کرے گا... نور چائے مائے بناؤ، مہمان آیا ہے۔

زرگل: نہیں... میں نہیں چائے... تم جاؤ... میرے لیے مکئی لاؤ... میں ادھر نور کے پاس... (جانے لگتا ہے) شیریں... (وہ رکتا ہے) تم ایسا جیسا میرا بھائی بالو... تم بالو...

شیریں: میں بھالو... نہیں آپا جی میں تو انسان کا بچہ ہوں بھالو نہیں... میں بھٹہ لاتا ہوں...

(شیریں جاتا ہے)

زرگل: نور... اچھا نام... تم سارا دن ادھر... بس ادھر چھپر میں... باہر نہیں۔

نور: نہیں... کہیں نہیں... بھائی سارا دن نوکری کے لیے جاتا ہے۔ نوکری نہیں ملتا ہے... ایک سیٹھ ہے بہت اچھا... اس کا وعدہ ہے... بولتا ہے باہر بھیج دے گا... آپ دعا کرو...

زرگل: ہاں کرے گا۔

نور: ادھر گاؤں میں مائی باپ بہت بوڑھا ہے... کام نہیں کر سکتا... شیریں نے ادھر بہت کوشش کیا روزگار کا... نہیں ملا... ادھر صرف چوکیدارا ملتا، پر شیریں میٹرک پاس ہے۔ اچھا نوکری تلاش کرتا ہے... آپ دعا کرو۔

زرگل: ہاں کرے گا۔

(ڈزالو۔ شیریں دو تین بھٹے لے کر آتا ہے)

شیریں: ویسا نہیں ہے جیسا ہمارے صوابی میں ہوتا ہے... پر ٹھیک ہے۔

زرگل: اس کا پیسہ (بہت سارے نوٹ نکال کر دیتی ہے۔) مجھے نہیں پتہ... یہ کتنا...

شیریں: نہیں آپا جی... آپ تو بڑی بہن ہے... ہم لوگ ایسے نہیں ہیں... آؤ تم کو ادھر کوٹھی میں چھوڑتا ہوں۔

CUT

(شیریں اور زرگل کوٹھی کے گیٹ پر پہنچتے ہیں اور رک کر باتیں کرتے ہیں۔ اوپر کی کھڑکی سے مہ وش دیکھتی ہے)

مہ وش: شان ڈارلنگ... تم پوچھ رہے تھے کہ زرگل کہاں ہے... پوچھ رہے تھے ناں؟

شان: ہاں...

مہ وش: ذرا ادھر آؤ... (شان آتا ہے تو مہ وش کھڑکی کے نیچے صرف آنکھوں سے اشارہ کرتی ہے۔ زرگل اور شیریں ہنس رہے ہیں اور پھر بہت دوستانہ موڈ میں ہاتھ ملاتے ہوئے جدا ہوتے ہیں)

CUT

(زرگل کمرے میں آتی ہے تو شان ایک برے موڈ میں ایک طرف کھڑا ہے۔ زرگل بچے کے پاس جاتی ہے)

شان: زرگل (وہ مڑتی ہے) کہاں گئی تھیں؟

زرگل: (بھٹہ دکھاتی ہے) یہ... یہ لینے...

شان: وہ... وہ کون تھا جس کے ساتھ تم باتیں کر رہی تھیں؟

زرگل: وہ (ہنستی ہے) وہ شیریں خان ہے... بہت اچھا ہے... اوکے ہے۔

شان: ہے کون؟

زرگل: میرا دوست ہے... بہت اچھا ہے... (شان کا ری ایکشن۔ زرگل بھٹے میں سے دانے اتار کر بچے کے منہ میں ڈالنے لگتی ہے)

شان: یہ... یہ کیا کر رہی ہو؟

زرگل: شیر کھائے گا... یہ مکئی ہے۔ بچے کے لیے بہت اوکے۔

شان: مکئی کے دانے بچے کے لیے... یہ کیا کر رہی ہو احمق عورت (اس کے ہاتھ سے بھٹہ چھین لیتا ہے)

زرگل: (ڈر جاتی ہے) یہ اچھا... کالاش میں۔

شان: کالاش گیا جہنم میں... تم اس بچے کو مارنا چاہتی ہو... کیا چاہتی ہو۔

زرگل: میں ... میں شان... میرے ساتھ ایسا سخت نہیں بولو... جیسے پتھر گرتا ہے... نہیں بولو...

شان: مہ وش... مہ وش (وہ آتی ہے) بھئی اس بچے کو سنبھالو، یہ جاہل عورت تو اسے مار ڈالے گی (بھٹہ دکھاتا ہے) مکئی کے دانے کھلانے لگی تھی... اس کا کوئی اعتبار نہیں، تم... بہتر یہی ہے کہ تم ہمہ وقت اس کا خیال رکھو... (جاتا ہے۔ مہ وش بہت فاتحانہ انداز میں بچے کو اٹھاتی ہے۔ زرگل کی آنکھوں میں آنسو ہیں لیکن کچھ نہیں کہتی اور وہ بچے کو لے جاتی ہے)

CUT

بچے کی پرورش کے چند منظر... اسے تقریباً ایک ڈیڑھ برس کا دکھایا جائے... مہ وش اس کا خیال رکھ رہی ہے اور زرگل حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی ہے۔ ایک پارک جس میں ایک جانب مہ وش ہے اور دوسری جانب زرگل...)

مہ وش: جانو تمہیں پتہ ہے تمہاری امی کونسی ہے؟... میں ہوں ناں... ہاں شاباش... میرا بیٹا... اور یہ جو ہے... یہ گندی امی ہے... اس کے پاس نہیں جانا... تو اچھی امی کونسی ہے اور... گندی امی کونسی ہے...

(زرگل بچے کی جانب ہاتھ بڑھاتی ہے۔ دوسری جانب سے مہ وش ہاتھ بڑھاتی ہے... بچہ کچھ دیر سوچتا ہے اور یہاں پر اسے تین سال کا دکھایا جا سکتا ہے یعنی اتنا بڑا کہ ذرا بول سکے۔ وہ بالآخر مہ وش کی گود میں چلا جاتا ہے اور زرگل کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے "گندی امی" کیمرہ زرگل کے بڑھے ہوئے ہاتھوں اور آنکھوں کے آنسوؤں پر جاتا ہے)

CUT

(مزمل خواجہ کی ورکشاپ ... خواجہ حسب سابق زبیدہ کی فوکسی کے نیچے گھسا ہوا ہے ... زبیدہ بار بار جھانکتی ہے کہ باہر کیوں نہیں آرہا ... پھر آوازیں دیتی ہے "خواجہ صاحب ... خواجہ صاحب ..." وہ پھر بھی باہر نہیں آتا۔ اس کے جوتے پکڑ کر ہلاتی ہے اور پھر آوازیں دیتی ہے لیکن جواب نہیں آتا۔ ایک بار جوتوں کو پکڑ کر ہلاتی ہے تو اس کے پاؤں ایسے گرتے ہیں جیسے اسے کچھ ہو گیا ہو۔ ہلکی سی چیخ مار کر اسے بمشکل کار کے نیچے سے گھسیٹ کر باہر لاتی ہے اور وہ آنکھیں بند کیے پڑا ہے۔ زبیدہ اس کے رخساروں کو چھوتی ہے اور کہتی ہے "خواجہ صاحب" تو وہ بڑے اطمینان سے آنکھیں کھول کر کہتا ہے "جی صاحب ..."

زبیدہ: ہونہہ۔ بھلا یہ کیا مذاق ہے خوامخواہ ہمیں ڈرا دیا ... میں نے سمجھا کہ آپ کو کچھ ہو گیا ہے ...

خواجہ: مجھے ابھی تک تو کچھ نہیں ہوا زبیدہ بیگم لیکن عنقریب ہو جائے گا۔

زبیدہ: نئیں ناں خواجہ صاحب، ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں۔

خواجہ: (اپنا ایک بال پکڑ کر زبیدہ کے قریب آتا ہے۔) یہ دیکھ رہی ہو، یہ کیا ہے؟ اور یہ دیکھ رہی ہو، یہ کیا ہے (منگنی کی انگوٹھی دکھاتا ہے) یہ ایک سفید بال ہے اور یہ ہماری منگنی کی انگوٹھی ہے ... کچھ سمجھ میں آیا؟

زبیدہ: نئیں ناں۔

خواجہ: اس کا مطلب ہے کہ منگنی ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ میرا سارا سر سفید ہو گیا ہے۔

زبیدہ: نئیں ناں، ابھی تو صرف دو بال ہوئے ہیں ... میرا مطلب ہے دو سال ہوئے ہیں۔

خواجہ: غضب خدا کا دو سال کافی نہیں ہوتے۔ جب بھی کرنل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو وہ قیلولہ کر رہے ہوتے ہیں۔ قیلولے سے فارغ ہوتے ہیں تو بندوق کی باتیں شروع کر دیتے ہیں ... پھر ان مرغابیوں اور لومڑوں وغیرہ کی مردم شماری ہونے لگتی ہے جو ان کا نشانہ بنے ... اور جب میں شادی کی بات

کرنے لگتا ہوں تو وہ کہتے ہیں۔ برخوردار تیزی کا کام شیطان کا ہوتا ہے۔ بعض اوقات مجھے شیطان پر بڑا رشک آتا ہے۔

زبیدہ: ویسے خواجہ صاحب ... تیزی کا کام ... اس کا انجام واقعی اچھا نہیں ہوتا ... اپنے دوست ذیشان کو ہی دیکھئے ... جس لڑکی سے اتنی محبت کرتے تھے ... اتنی محبت کرتے تھے اور اب ... زرگل کا حال اتنا اچھا نہیں ہے اس گھر میں ...

خواجہ: وہ اب بھی اس سے محبت کرتا ہے زبیدہ ... لیکن بھابی مہ وش ہمہ وقت اسے بھڑکاتی رہتی ہے اور اسے یقین ہو چکا ہے کہ اس کا بیٹا اس کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں ہے ... میں بھی سمجھاتا رہتا ہوں لیکن کانوں کا ذرا کچا ہے ہمارا دوست ...

زبیدہ: (لاڈ سے) خواجہ صاحب آپ تو کانوں کے کچے نہیں ہیں؟

خواجہ: ہم ایک زمانے میں بڑے پکے ہوا کرتے تھے زبیدہ بیگم ... جس روز تم نے ہم پر پہلی نظر ڈالی اور "نئیں ناں خواجہ صاحب" کہا ... ہم کچے ہو گئے ... بلکہ ہماری کچی ہو گئی۔

زبیدہ: نئیں ناں خواجہ صاحب۔

خواجہ: ہائے ... یہ جو تم "نئیں ناں خواجہ صاحب" کہتی ہو ناں تو ہمارے دل کی بیٹری شارٹ سرکٹ ہو جاتی ہے اور سپارک دینے لگتی ہے ... گڈ بندوبست!

زبیدہ: دو برس کی منگنی کے باوجود ...

خواجہ: دو برس کی منگنی کے باوجود ...

زبیدہ: نئیں ناں خواجہ صاحب ...

خواجہ: واہ۔ جیتی رہو (پھر فوکسی کے نیچے گھس جاتا ہے)

CUT

(شان دفتر سے واپس آتا ہے۔ تھکا ہوا۔ ٹائی یا کوٹ وغیرہ اتار رہا ہے۔ موسیقی لگاتا ہے۔ پھر کچھ سوچ کر بند کر دیتا ہے)

شان: زرگل! ... زرگل ... کہاں چلی گئی ہے ... زرگل؟

(زرگل غسل خانے سے برآمد ہوتی ہے۔ ایک ہاتھ میں برش ہے اور منہ پر ٹوتھ پیسٹ خاص مقدار میں لگی ہوئی ہے)

زر گل: شان (ٹوتھ پیسٹ پونچھنے کی کوشش کرتی ہے) آ گئے... آفس سے؟

شان: (اسے اس کا ہاتھ میں برش لے کر اس طرح باتھ روم سے باہر آنا بہت برا لگتا ہے) ہوں... یہ... یہ تم کیا کر رہی ہو؟

زر گل: یہ... نہیں جانتے... برش... برش کرتی ہوں۔

شان: (غصے پر قابو پاتے ہوئے) جب برش کرتے ہیں تو اس طرح... باہر نہیں آ جایا کرتے... اس طرح...

زر گل: تم نے آواز دی... میں آ گئی...

شان: اوہ مائی گاڈ... تین برس سے زیادہ ہو گئے ہیں تمہیں... تمہیں تہذیب یافتہ معاشرے میں آئے ہوئے اور ابھی تک... ابھی تم میں... وہی جنگل کی عادتیں ہیں۔

زر گل: جنگل؟ (یہ وہ ذرا ایک فیصلے اور غصے کے ساتھ کہے گی۔ غسل خانے میں جاتی ہے اور فوری طور پر کلی کر کے منہ صاف کر کے باہر آتی ہے۔) جنگل کی عادتیں؟ میں ابھی جنگلی ہوں... یہ کہتا ہے شان... جنگلی میں نہیں، تم... تم... جو محبت بھول گئے... جیسے جیسے بارش بادل کو بھولتی ہے... یہ تم کہتے تم... برش کرو... لپ سٹک لگاؤ... ایسے کھڑی ہو... ایسے کھاؤ... سولائزڈ ہو جاؤ... اب میں ہوتی ہوں تو... جنگلی...

شان: تمہیں کیا ہوا ہے؟

زر گل: شان تم میری مجبوری... میں بول نہیں سکتی... تمہارے بغیر میرا سانس نہیں آتا... لیکن یہ مطلب نہیں کہ میں جانتی نہیں... بول نہیں سکتی... شان ڈارلنگ تم...

شان: ڈارلنگ؟ یہ تم کس قسم کی زبان سیکھ رہی ہو؟

زر گل: کیوں؟ مہ وش کہتی ہے تو وہ تہذیب ہے... میں کہوں تو اچھا نہیں... میں بیوی نہیں؟... میں یہی کہوں گی...

شان: بہت رواں ہو گئی ہو... اب تو فر فر بولتی ہو...

زر گل: ہاں تین سال ہوئے ہیں... طوطا سیکھ جاتا ہے، میں تو پھر انسان ہوں... شان ڈارلنگ میں جنگل کی طرح خاموش رہ جاتی ہوں، پر میرے اندر بہت آوازیں ہیں... میں بھی بول سکتی... مجبور نہیں کرو... دکھ نہیں دو...

شان: کیا دکھ دیے ہیں میں نے تمہیں؟ ایک ایک... جنگل... ایک... وہاں سے اٹھا کر یہاں اتنے بڑے شہر میں لے آیا ہوں۔ اتنے بڑے گھر میں... کیا دکھ دیے ہیں میں نے تمہیں؟

زر گل: بڑے شہر میں چھوٹے چھوٹے لوگ ہیں... ہمارے جنگل میں لوگ بڑے تھے...

شان: واہ... کیا زور بیان ہے زر گل بیگم... آخر تم چاہتی کیا ہو... دفتر سے آیا ہوں تو گلے پڑ گئی ہو۔

زر گل: میں چاہتی ہوں کہ مجھے انسان سمجھو... جانور نہیں... سنو... غور سے... سن لو... میں کالاش کی لڑکی ہوں، میں نے تمہیں پسند کیا تھا، تمہیں چنا تھا... چنا تھا اور چھوڑ بھی سکتی ہوں۔

شان: (سناٹے میں آ جاتا ہے) زر گل...

زر گل: ہاں... میں جنگلی جنگلی سن کر تنگ آ گئی ہوں... اور اکیلی نہیں جاؤں گی۔ اپنے بچے کو، اپنے بیٹے کو لے کر جاؤں گی... ایسی جگہ کہ... تم کبھی... کبھی وہاں نہ پہنچ سکو... ساری زندگی... ہاں شان ڈارلنگ... مجھ سے میرا بچہ چھین لیا ہے۔ یہ تہذیب ہے تمہاری... ایسی جگہ... کہ تم کبھی اپنے بیٹے کو نہ دیکھ سکو... وعدہ زر گل کا... ہاں شان ڈارلنگ (روتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ کیمرہ شان کے حیران چہرے پر)

CUT

(ظفر اپنی سٹڈی یا بیڈ روم میں۔ رات کا کوئی پہر۔ وہ کوئی کتاب دیکھ رہا ہے یا موسیقی سن رہا ہے۔ ایک آہٹ ہوتی ہے۔ وہ پلٹ کر دیکھتا ہے۔ شاید پردوں کے پیچھے سے کوئی آواز آئی ہے۔ یکلخت سینے میں ہلکا درد محسوس کرتا ہے۔ ذرا منہ بناتا ہے اور فوراً جیب میں سے ایک بوتل نکال کر اس میں سے گولیاں نکالتا ہے اور کھاتا ہے۔ پسینہ پونچھتا ہے۔ کیمرہ پردے کی طرف جاتا ہے جس کے پیچھے شپو بی بی فکرمندی سے اسے دیکھ رہی ہے۔ ایک اور آہٹ ہوتی ہے تو ظفر مڑ کر دیکھتا ہے۔ شپو چھپنے کی کوشش نہیں کرتی۔)

ظفر: شپو بی بی... میری جاسوسی ہو رہی ہے؟... ادھر کیوں کھڑی ہو، آ جاؤ کیسی ہو؟

شپو: ٹھیک ہوں صاحب... آپ... آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

ظفر: گاڑی چل رہی ہے... کبھی کبھار یوں محسوس ہوتا ہے جیسے رکنے لگی ہے لیکن پھر چلنے لگتی ہے...

شپو: صاحب... آپ اپنا خیال رکھیں... آپ کے سوا میرا اور کوئی نہیں...

ظفر: تم نے بھی پوری زندگی گزار دی شفقت... اسی طرح... پس منظر... روپوشی میں اور کسی کو نہ بتایا کہ تم کون ہو...

شپو: میرا یہی وعدہ تھا صاحب...

ظفر: میں شکر گزار ہوں... تم نے بہت ساتھ دیا... کوئی اور عورت ہوتی تو... لیکن تم نے وعدہ پورا کیا شفقت... میرا ساتھ دیا ان برسوں میں... میں نے تمہارے لیے کچھ بندوبست کیا ہے... اگر مجھے کچھ ہوتا ہے تو...

شپو: نہیں صاحب... اگر آپ کو کچھ ہوتا ہے تو میں اس گھر میں نہیں رہوں گی... میرا حق ختم ہو جائے گا آپ کے ساتھ... اس لیے... آپ اپنا خیال رکھیں... آپ کے بغیر (چلتی جاتی ہے) کیمرہ ظفر پر جو سگار یا سگریٹ پی رہا ہے)

CUT

(شیریں خان کا جھونپڑا جس میں زرگل کچھ دیر سے بیٹھی ہے)

شیریں: (ہنستا ہے) جب تم مجھے بھالو کہتا ہے تو مجھے بہت ہنسی آتا ہے... میں بائی تو ہوں آپاجی لیکن بھالو نہیں...

زرگل: نہیں... میرے بھائی کا نام بھالو نہیں... بالو... بالو... تمہیں دیکھتی ہوں تو وہ یاد آتا ہے... شان مجھے آج تک کالاش لے کر نہیں گیا شیریں... میں ترس گئی ہوں اپنے وطن کے لیے...

شیریں: پریشانی کا بات نہیں... آپ آپاجی ہو تو...

زرگل: تمہاری نوکری کا کیا ہوا؟

شیریں: بس ادھر اُدھر دیہاڑی کام ملتا ہے، پر پکا کام نہیں ملتا لیکن انشاء اللہ (سرگوشی میں) کسی کو بتانا نہیں۔ پر کوئی بندوبست ہو رہا ہے باہر جانے کا... کشتی پر... دعا کرنا آپاجی... میرا بہن تو اب شادی ہوا تو اپنے خاوند کے لیے دعا کرتا... بھائی

کے لیے نہیں۔ تم بہن ہو۔ دعا کرنا۔

CUT

(شان گھر میں داخل ہوتا ہے۔ کمرے میں آتا ہے)

شان: زرگل... زرگل... (ادھر اُدھر تلاش کرتا ہے۔ وہ نہیں ہے۔ برابر کے کمرے میں جاتا ہے تو بیٹے کے کھلونے پڑے ہیں اور وہ بھی وہاں نہیں ہے۔ ڈائیلاگ اوور لیپ ہوتے ہیں "مجھ سے میرا بچہ چھین لیا ہے... یہ تہذیب ہے تمہاری... ایسی جگہ... کہ تم کبھی اپنے بیٹے کو نہ دیکھ سکو... وعدہ زرگل کا" گھبرا کر باہر نکلتا ہے۔ کار میں بیٹھتا ہے اور تیزی سے باہر نکلتا ہے۔ سڑکوں پر دیکھتا جا رہا ہے۔ پارکوں میں... زرگل دکھائی نہیں دے رہی...)

CUT

(شہر سے باہر ایک ندی کے کنارے۔ کیمرہ زرگل پر زوم ان کر رہا ہے اور وہ ندی سے باتیں کر رہی ہے)

زرگل: بولو... چپ کیوں ہو؟ میرے نصیب میں کیا ہے؟... کیا کالاش کی ندی اور اسلام آباد کی ندی میں فرق ہے... دونوں میں پانی تو ایک جیسے ہوتے ہیں... میرے جنگل کے پھول بوٹے سوکھتے ہیں... کیوں سوکھتے ہیں؟... شان اب اتنا سرد برف جیسا کیوں ہے... اس میں آگ کیوں بجھ گئی... بولو... بولو... (ندی میں ایک سرسراہٹ سی ہوتی ہے۔ یہ افیکٹ موسیقی کے ذریعے تخلیق کیا جائے گا... اور اس میں ٹریجڈی کی ٹون ہے) ہاں تم بول سکتی ہو، پر بولتی نہیں... جب شان میرے دل میں آیا تھا... بہار کے پہلے پھول کی طرح... تو کیوں نہیں بولی تھی... بولو...

(شان اسے شہر میں تلاش کر رہا ہے۔ یکدم اس پر یہ ڈائیلاگ اوور لیپ ہوتے ہیں) ... شان میں کالاش کے لیے بہت زیادہ اداس... بہت... لے چلو... مجھے لے چلو... مجھے بالو یاد آتا... مجھے ندی یاد آتی...

شان: ابھی ان دنوں مصروفیت بہت ہے... اور... ابھی وہاں سردی بہت ہوگی۔ موسم بہار میں چلیں گے۔

زرگل: وہ بہت دور... میرے لیے کالاش میں ہر وقت بہار...

شان: سمجھتی نہیں ہو... ابھی ممکن نہیں... بس!

زرگل: ادھر کوئی ندی نہیں...

شان: ہے بابا... ادھر ہے... وہ... کیا نام ہے... لیہہ ندی!

(شان جیسے سمجھ جاتا ہے اور کار شہر کے باہر کی جانب موڑتا ہے اور رفتار تیز کرتا ہے۔ چند کٹس اور ہم پھر زرگل پر جاتے ہیں)

زرگل: تم اگر بولو نہیں تو میں کیا کروں... پتہ ہے کیا کروں... میں... میں شان نہیں۔ شیر چھینا... تو کیا کروں... میں تم میں آجاؤں ندی... تمہارے اندر... اور بہہ جاؤں اور بہتی بہتی کالاش چلی جاؤں... نہیں نہیں (یہ کہتی ہوئی وہ ندی میں اندر چلتی جا رہی ہے اور خطرناک حد تک جیسے کسی ٹرانس میں ہو۔ جب بالکل ڈوبنے یا بہہ جانے کے قریب ہے تو پس منظر میں شان کی کار رکتی ہے۔ وہ بھاگتا ہوا آتا ہے اور اسے تھام لیتا ہے)

CUT

(ڈاکٹر اور شان کمرے سے باہر آتے ہیں۔ رات کا وقت ہے۔ اس لیے لائٹنگ سے ڈرامائی ماحول تخلیق ہو سکتا ہے۔ کمرے کے باہر شپو، مہ وش اور ظفر بھی ہوں گے...)

ڈاکٹر: نہیں نہیں شان صاحب، کوئی ایسی فکر والی بات نہیں... انجکشن کی وجہ سے ذرا آرام سے سوتی رہیں گی... بخار بھی اتر جائے گا صبح تک... میں دوبارہ چیک کر لوں گا صبح آکر... (جاتا ہے)

شان: (سب کی طرف دیکھتا ہے) آپ بھی آرام کریں ڈیڈی... خواہ مخواہ آپ سب کو بھی ڈسٹرب کیا... آپ بھی شپو بی بی (ظفر اور شپو جاتے ہیں) مہ وش اس کے ساتھ کمرے کے اندر جانے لگتی ہے)... تم اپنے کمرے میں چلو مہ وش، میں آتا ہوں... (مہ وش قدرے ناگواری سے جاتی ہے۔ شان کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ کیمرہ زرگل پر زوم ان کر رہا ہے اور کالاش کی موسیقی یا تھیم سانگ۔ شان پر اثر ہو رہا ہے۔ اسے شاید احساس ہوتا ہے کہ اس نے زرگل کے ساتھ

کچھ زیادتی کی ہے۔ وہ اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے... اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہے... پھر اٹھ کر وہ چراغ پتھر کا یا دیا تلاش کرتا ہے جو زرگل کالاش سے لائی تھی اور اسے جلا کر اس کے سرہانے رکھتا ہے... باقی لائٹس بجھا جاتا ہے۔ اس دوران موسیقی چل رہی ہے)

شان: میں بہت شرمندہ ہوں زرگل... میں تمہاری طرف سے لاپرواہ ہو گیا... تمہاری محبت سے دور ہو کر دنیا میں الجھ گیا اور تم سے بُرا بولتا رہا... پتہ نہیں، مجھے کیا ہو گیا تھا... کیوں میں پتھر ہوتا جا رہا تھا... تم ٹھیک ہو جاؤ... اور کل نہیں تو پرسوں ہم تینوں... ہاں شیر بھی... ہم کالاش جائیں گے... وہاں بہار کا موسم ہے اور چراگاہوں میں گھاس کم ہے اور پھول زیادہ ہیں... میں اب بھی وہی شان ہوں... تمہیں دیکھ کر پگھل جانے والا... مجھے معاف کر دو... ہاں ہم کالاش جائیں گے... اور اپنی ندی سے باتیں کریں گے... وعدہ (کیمرہ چراغ پر جاتا ہے... رات گزرتی ہے۔ چراغ بجھ جاتا ہے۔ زرگل کی آنکھ کھلتی ہے۔ وہ اب بھی بخار میں ہے۔ شان وہیں بیٹھا بیٹھا سو چکا ہے۔ زرگل اپنے پہلو میں جیسے بچے کو تلاش کرتی ہے جو وہاں نہیں ہے۔ پریشان ہوتی ہے۔ اٹھتی ہے۔ آرام سے شان کے قریب سے گزرتی ہے۔ مہ وش کے کمرے میں جاتی ہے۔ آہٹ سے مہ وش کی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ پہلے ڈر جاتی ہے کہ پتہ نہیں کون ہے... پھر زرگل کو دیکھتی رہتی ہے۔ زرگل شیر خان کی Cot کی طرف جاتی ہے۔ وہ بھی سویا ہوا ہے۔ اسے دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھتی ہے کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا اور پھر اسے اٹھانے لگتی ہے تو مہ وش کی آواز آتی ہے جو بستر سے اٹھ کر اس کے سامنے آچکی ہے)

مہ وش: خبردار جو میرے بیٹے کو ہاتھ لگایا تو... میں ہاتھ توڑ دوں گی... جنگلی عورت (زرگل ایک نیم پاگل عورت کی طرح اس کی طرف دیکھتی ہے اور پھر "جنگلی عورت" پر React کرتی ہے اور بہت آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں ایک خاص وحشت ہے اور مہ وش ذرا ڈرتی ہے) کیا دیکھ رہی ہو میری طرف اور... اور کدھر آ رہی ہو... پیچھے ہٹو (وہ بدستور آگے

آ رہی ہے) تم تو... تم... میں کہتی ہوں خبردار جو میرے قریب آئیں تو... میں... میں شور مچادوں گی کہ یہ عورت... خبردار... (خود پیچھے ہٹتی جا رہی ہے) تم تو... پاگل ہو... نہیں نہیں... زرگل تم بے شک... اپنے بیٹے کو ہاتھ لگالو... مجھے کوئی اعتراض نہیں... لیکن پرے رہو (کسی صوفے یا کرسی سے ٹکرا کر پھر سنبھلتی ہے۔ زرگل اطمینان سے واپس جاتی ہے اور شیر کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔ مہ وش بالکل سناٹے کی حالت میں ڈری ہوئی، سہمی ہوئی وہیں کھڑی ہے۔ زرگل پھر اس کمرے میں جاتی ہے۔ شان کو ایک نظر دیکھتی ہے۔ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے بال درست کرتی ہے اور پھر جلتا ہوا چراغ بجھا کر اسے کسی پوٹلی وغیرہ میں رکھ کر باہر نکل جاتی ہے... گھر سے باہر... مہ وش یکدم ہوش میں آتی ہے اور کھڑکی سے دیکھتی ہے۔ زرگل مین گیٹ سے باہر جا رہی ہے۔ مہ وش باہر نکل کر اس کا پیچھا کرتی ہے۔ زرگل چلتی جا رہی ہے اور مہ وش اس کو نظر میں رکھتی ہوئی چل رہی ہے۔ شیریں کے جھونپڑے کے باہر رکتی ہے۔ مہ وش دیکھتی ہے کہ وہ نوجوان آتا ہے۔ زرگل اسے کچھ کہتی ہے، وہ سر ہلاتا ہے۔ شیر کو اٹھا لیتا ہے اور پھر ایک ٹیکسی روکتا ہے۔ دونوں اس میں بیٹھ کر چلے جاتے ہیں)

CUT

(شان کا کمرہ۔ شان جاگتا ہے۔ کمرے میں اندھیرا ہے۔ تشویش سے بستر کی جانب دیکھتا ہے۔ زرگل وہاں نہیں ہے۔)

شان: (سرگوشی میں آواز دیتا ہے، پھر بلند آواز میں) زرگل... زرگل کدھر ہو؟ زرگل... کہاں گئی ہو؟

مہ وش: (جو آچکی ہے، اسے سازشی انداز میں، سرگوشی میں) زرگل بھاگ گئی ہے شان...

شان: کیا بکواس کر رہی ہو...

مہ وش: بیٹے کو بھی ساتھ لے گئی ہے... اسی لڑکے کے ساتھ گئی ہے جس کے ساتھ اس کی دوستی تھی... وہ بھاگ گئی ہے شان!

CUT

کالاش

قسط نمبر 12

کردار:

۱- ذیشان
۲- زرگل
۳- مہ وش
۴- ظفر
۵- داؤد
۶- ثریا
۷- شپو بی بی
۸- پاشا
۹- انسپکٹر
۱۰- پٹھان
۱۱- بالو
۱۲- شاہ نام
۱۳- عورت
۱۴- کرنل ترمذی
۱۵- زبیدہ ترمذی
۱۶- مزمل خواجہ
۱۷- ثناءاللہ
۱۸- پرنس شجاع الدین

(قسط نمبر 11 کے منظر سے آغاز ہوتا ہے... وہ بھاگ گئی ہے شان... تک آتے ہیں اور پھر ٹیلپ وغیرہ دکھا کر اسی منظر کو آگے بڑھاتے ہیں)

شان: نہیں... نہیں یہ نہیں ہو سکتا...

مہ وش: اس کا بستر بھی خالی ہے اور شیر بھی نہیں ہے... پھر بھی یہ نہیں ہو سکتا... وہ بھاگ گئی ہے شان، اس لڑکے کے ساتھ جس کے ساتھ دن رات چہلیں کیا کرتی تھی۔

شان: تم... تم بکواس کرتی ہو...

مہ وش: وہ مجھے بتا کر گئی ہے شان... ہاں اور مجھے دھمکی دے کر گئی ہے کہ اگر میں نے کسی کو بتایا تو بہت برا ہوگا... ادھر سے اس نے شیر کو اٹھایا... اور پھر بھی میں نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ باہر نکلی تو وہ پٹھان لڑکا اس کا منتظر تھا۔ ایک ٹیکسی میں... دونوں اس میں بیٹھے اور چلے گئے... تمہارے بیٹے کے ساتھ!

شان: نہیں... زرگل ایسا نہیں کر سکتی...

مہ وش: محبت ہو تو ایسی ہو... اب بھی زرگل ایسا نہیں کر سکتی... بے شک، وہ اس وقت اس پٹھان لڑکے کے ساتھ...

شان: مہ وش اپنا منہ بند رکھو... مت کرو ایسی باتیں...

مہ وش: جہاں وہ رہتا تھا... ایک جھونپڑے میں... اپنی حیثیت کے شخص کے ساتھ گئی ہے... وہاں سے پتہ کیوں نہیں کرتے؟

(شان اسے گھورتا ہے اور پھر تیزی سے باہر نکل جاتا ہے۔ گھر کے باہر۔ گیٹ سے نکل کر ادھر جاتا ہے جدھر اس کا جھونپڑا ہے...)

CUT

(جھونپڑے کے باہر کھڑا ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔ ایک پٹھان آتا ہے بزرگ سا

اور بہت نرم طبیعت کا...)

خان: کسے ملنا ہے صاحب...

شان: یہ جھونپڑا کس کا ہے؟

خان: میرا ہے صاحب...

شان: تمہارا... تم... تم اس میں رہتے ہو؟

خان: نئیں بابا، یہ تو ہم نے کرائے پر دیا تھا... اس میں تو شیریں خان رہتا تھا...

شان: اور شیریں خان... کدھر ہے؟

خان: خدا مالوم... آج بہت سویرے سویرے آگیا... رات تھا یارا، سویرا کہاں تھا... کہنے لگا، کرایہ پورا کرو، میں جاتا ہوں اور اب نہیں آؤں گا... اس کے ساتھ کوئی لڑکی تھی... ٹیکسی میں... پھر چلا گیا...

شان: واپس نہیں آئے گا...

خان: لڑکی کے ساتھ گیا تو واپس کدھر آتا ہے... ویسے شیریں اچھا آدمی تھا پتہ نہیں لڑکی کے چکر میں کیوں آگیا... آپ جھونپڑا لے گا کرائے پر...؟ پر آپ کیوں لے گا آپ تو صاحب ہے... کار میں آیا ہے... تم شیریں کو جانتا ہے؟

(کیمرے شان کے چہرے پر)

CUT

(کٹ ظفر کے فکرمند چہرے پر...)

ظفر: نہیں، میری زندگی کا تجربہ بتاتا ہے کہ وہ ایسی نہیں تھی... یقین نہیں آتا...

شان: مجھے بھی نہیں آتا... لیکن... یہ حقیقت ہے کہ لڑکا یہ کہہ کر گیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا اور پھر دونوں ٹیکسی میں بیٹھ کر چلے گئے... ڈیڈی... ہمیں کچھ کرنا چاہیے...

ظفر: نہیں... ہم کچھ نہیں کر سکتے... معاملہ ایک مرتبہ پولیس کے علم میں آگیا تو سارا خاندان اس کی زد میں آجائے گا... اور اخباروں میں سکینڈلز... رشتے داروں کے طعنے... نہیں شان، ہمارے پاس فی الحال خاموشی اور انتظار کے علاوہ کوئی چارہ نہیں... آئی ایم ساری مائی بوائے...

شان: خاموش بیٹھے رہیں؟ انتظار کرتے رہیں؟ اور اگر اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تو... اگر زرگل واپس نہ آئی تو... اور ڈیڈی میرا بیٹا... میرا شیر مجھے نہ ملا تو... میں اپنے آپ کو مار لوں گا ڈیڈی... پلیز کچھ کریں... اتنی جائیداد ہے آپ کی... اتنا بڑا کاروبار ہے آپ کا... اتنے تعلقات ہیں آپ کے... لگا دیجئے نہ جائیداد کا کچھ حصہ... استعمال کریں ناں اپنے تعلقات...

ظفر: ذیشان... معاملہ... ایک لڑکی کا ہے... جو... ایک لڑکے کے ساتھ گئی ہے... ورنہ ... میں... میں اپنے اکلوتے پوتے کے لیے... اپنی نسل کے لیے کیا کچھ نہ کرتا... خاموش اور انتظار میرے بیٹے... میرے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی
(آنسو پونچھتا ہے)

CUT

(ایک کلینک بہت صاف ستھرا۔ ثریا اس میں اکیلی بیٹھی ہے جیسے انتظار کر رہی ہے۔ بہت نروس ہے۔ کبھی اٹھ کر ٹہلتی ہے۔ کبھی ناخن چباتی ہے اور بار بار دروازے کی طرف دیکھتی ہے۔ کچھ دیر بعد ایک لیڈی ڈاکٹر باہر آتی ہے جس کے ہاتھ میں کچھ رپورٹس وغیرہ ہیں۔ وہ ایک فکر مند چہرے سے ان کا مطالعہ کر رہی ہے۔ جب کہ ثریا نتائج جاننے کے لیے بے چین ہے۔ تب لیڈی سر اٹھاتی ہے اور ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلتی ہے۔ ثریا تھوڑی سی نروس اسے دیکھتی ہے۔ پھر مسکرانے کی کوشش کرتی ہے اور پھر ایک آنسو پونچھتی ہے اور سر ہلاتی ہے۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔)

CUT

(ثریا اپنے بیڈ روم میں بیٹھی ہے اور اس کے چہرے پر انہی جذبات کا تسلسل ہے جو کلینک میں تھے۔ پس منظر میں موسیقی وغیرہ... یاد رہے کہ اس منظر میں پہلے والی ثریا نہیں ہو گی جو نروس ہے اور ہائے ہائے کرتی رہتی ہے اور بے وقوف لگتی ہے۔ اس میں وہ خاص وقار اور ٹھہراؤ والی اور تقریباً نارمل ثریا ہو گی... داؤد دفتر سے واپس آتا ہے۔ ثریا کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔ وہ دیکھ رہی ہے کہ وہ ٹائی اتارتا ہے۔ اپنا ہینڈ بیگ کہیں رکھتا ہے۔ کچھ تلاش کرتا ہے اور پھر باتھ روم کی طرف

جانے لگتا ہے)

ثریا: داؤد... (وہ مڑ کر دیکھتا ہے) کبھی میری طرف بھی دیکھ لیا کرو... (وہ پھر جانے لگتا ہے) داؤد...

داؤد: (ناگواری سے) کیا ہے؟

ثریا: تم ان کرسیوں کی طرف دیکھتے ہو... پردوں کو، صوفوں کو، گلدانوں کو... آرائش کی چیزوں کو دیکھتے ہو... کیا میں ان جیسی بھی نہیں کہ تم مجھ پر نگاہ بھی نہیں ڈالتے؟

داؤد: کوئی رومانی ناول پڑھ رہی ہو؟

ثریا: نہیں... (وہ پھر جانے لگتا ہے) داؤد...

داؤد: What do you want?

ثریا: ... I want you Dawood....You

داؤد: (اس کے لہجے کے بالکل نارمل ہونے پر ذرا حیران ہے) کیا بات ہے، آج ہائے ہائے ڈیوڈ... اور پلیز ڈیوڈ... نہیں ہو رہی اور نہ ہی تم ایک ہسٹیریکل عورت کی طرح بے وجہ ہنس رہی ہو۔

ثریا: کیونکہ اب میں ایک ہسٹیریکل عورت نہیں ہوں... میرا ہسٹیریا ختم ہو چکا ہے داؤد... تمہاری Observation درست ہے...

داؤد: I am glad... (جانے لگتا ہے) اب اجازت ہے؟ میں ذرا فریش ہونا چاہتا ہوں... ڈنر کے لیے کیا ہے؟... نہیں... میں تو باہر جا رہا ہوں (پھر باتھ روم کے ناب پر ہاتھ رکھتا ہے تو ثریا کی آواز آتی ہے)

ثریا: داؤد... تم نے پوچھا نہیں کہ میں اب ایک ہسٹیریکل عورت کیوں نہیں ہوں؟

داؤد: (بیزار ہو کر) کیوں نہیں ہو؟

ثریا: اس لیے... کہ میں ماں بننے والی ہوں... I am pregnent...

داؤد: (اس کے ہاتھ میں کوئی چیز گرتی ہے یا اس کی انگلیاں لرزتی ہیں اور وہ بے یقینی سے واپس آتا ہے) یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ثریا: میں ہوں۔

داؤد: مجھے... نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... تم تو... بانجھ ہو... یا تھیں... اور... نہیں مجھے یقین نہیں آ رہا۔

ثریا: مجھے بھی نہیں آ رہا تھا۔ میں ابھی ابھی ڈاکٹر شرمین کے کلینک سے آ رہی ہوں ... (ایک رپورٹ داؤد کی طرف کرتی ہے۔ وہ لیتا ہے اور ایک نظر دیکھتا ہے) اب یقین آ گیا؟

داؤد: ہاں... لیکن ہو سکتا ہے... رپورٹس آگے پیچھے بھی تو ہو جاتی ہیں... غلط بھی ہو سکتی ہے...

ثریا: ہاں... لیکن میں... میں خود تو غلط نہیں ہو سکتی... اب میں تمہیں باقاعدہ کھٹی میٹھی چیزیں کھا کر دکھاؤں؟... (داؤد پر جیسے کوئی پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو) تم خوش نہیں ہو؟

داؤد: میں؟ ہاں کیوں نہیں...

ثریا: تم یہی چاہتے تھے ناں... یہی خواہش تھی تمہاری... تم نے دیکھ لیا میرے جینز میں کوئی پرابلم نہیں... اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا... اور تم نے مجھے اتنے برس You treated me like dirt ... ایک جانور کی طرح برتاؤ کیا تم نے میرے ساتھ... اور تم اب بھی خوش نہیں ہو، میں دیکھ سکتی ہوں...

داؤد: نہیں نہیں... میں تو I am overjoyed... یہی تو میں چاہتا تھا ثریا... یہی تو میری خواہش تھی...

ثریا: نہیں داؤد۔ یہ تمہاری خواہش نہیں تھی۔ یہ تمہارا بہانہ تھا... میرا کوئی قصور نہ تھا اور میں ایک پلّے کی طرح تمہارے قدموں میں لوٹتی رہی کیونکہ میں ... طلاق کا لفظ برداشت نہیں کر سکتی تھی... تم مجھے روندتے تھے... کونسا دن ہے ان دس بارہ برسوں میں جب تم نے مجھے بے عزت نہ کیا ہو... بے حیثیت نہ کیا ہو...

داؤد: غالباً خوشی کے موقع پر تو اس قسم کی باتیں نہیں کی جاتیں...

ثریا: نہیں... لیکن مجھے تو موقع ہی پہلی مرتبہ ملا ہے... تم Imagine نہیں کر سکتے کہ میں جب ہائے ہائے ڈیوڈ کہتی تھی، تمہیں خوش کرنے کے لئے۔ اپنے آپ کو

احمق ثابت کرتی تھی۔ تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لیے تو میں اپنے آپ کو کتنا نیچ محسوس کرتی تھی...

داؤد: آئی ایم سوری ثریا...

ثریا: کیا طلاق کی تلوار اب بھی میرے سر پر لٹکتی رہے گی داؤد؟

داؤد: نہیں نہیں... وہ تو...

ثریا: پہلے بال تمہارے کورٹ میں تھا... اب میرے میں ہے... اب یہ میری مرضی ہے کہ میں اسے کس طرح کھیلتی ہوں Tables have turned Dawood صورتحال بدل چکی ہے... اب فیصلہ میں نے کرنا ہے... میں نے... ثریا نے!

CUT

(داؤد پر کٹ ہوتا ہے۔ وہ اسی عورت کے ساتھ ہے)

داؤد: میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہا کہ یہ ... کیسے ہو گیا...

عورت: (ذرا تلخی سے) اور میری سمجھ میں تو بالکل نہیں آ رہا کہ اب میرا کیا ہو گا...

داؤد: نہیں نہیں، تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے ... میں معاملات سنبھال لوں گا...

عورت: نہیں داؤد... اب گیم تمہارے ہاتھ سے نکل چکی ہے... تمہیں یہی اعتراض تھا ناں کہ اس کے بچہ نہیں ہو رہا تو وہ اب Valid نہیں رہا... اب اسے... اور اس کی جائیداد کو کیسے چھوڑ دو گے؟

داؤد: یہ تم مجھ پر چھوڑ دو... میں ایک بیوروکریٹ ہوں اور ایک بیوروکریٹ ایک ناممکن اور ناقابل عمل صورتِ حال میں سے بھی نکل آتا ہے... کوئی نہ کوئی بندوبست تو کرنا پڑے گا... یہ فیملی ذرا سخت جان ہے لیکن ... بندوبست تو کرنا ہو گا۔

CUT

(شان، زرگل اور شیر کی جدائی میں بہت پریشان حالت میں... شہر میں ڈرائیو کر رہا ہے۔ پھر سمندر کے کنارے جاتا ہے۔ جہاں شاید ایک بار مہ وش گئی تھی ... یہاں پر زرگل کے چہرے کے کلوز اس پر... چند خوبصورت مکالمے ماضی

کے... انٹرکٹنگ کے ساتھ ... پھر سورج سمندر میں ڈوبتا ہے۔ سیریل کے تھیم سانگ کی موسیقی کے ساتھ)

CUT

(سیریل کے آغاز کی طرح مہ وش، شان کا انتظار کر رہی ہے۔ کھڑکی کے پردے میں سے دیکھتی ہے کہ اس کی کار گیٹ کے اندر آتی ہے یا وہ لیٹی رہتی ہے اور کمرے میں تاریکی ہے اور وہ جاگ رہی ہے اور کار کی لائٹس اس کے چہرے پر پڑتی ہے۔ شان اندر آتا ہے، مہ وش اٹھتی ہے، ڈریسنگ گاؤن پہنتی ہے)

شان: تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟...

مہ وش: ملازم تو سو چکے ہیں۔ میں کھانا گرم کر دوں۔

شان: مجھے بھوک نہیں ہے... (شیر کی خالی Cot کو دیکھتا ہے) تم سو جاؤ...

مہ وش: شان... اپنا اور اپنی صحت کا خیال رکھو۔ کیوں برباد کرتے ہو اپنے آپ کو... وہ تمہارے لائق نہیں تھی...

شان: ... شاید میں اس کے لائق نہ تھا...

مہ وش: تمہارا اور اس کا کیا مقابلہ شان... ایک جنگلی اور جاہل عورت جسے تم نے (گھر کی طرف اشارہ کرتی ہے) اس سلطنت کی ملکہ بنا دیا... سنو شان... میں سمجھتی ہوں کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے ... آئندہ زندگی میں اس نے تمہیں اور زیادہ دکھی کرنا تھا... شان ... یہ ایک ڈراؤنا خواب تھا، اسے بھول جاؤ... اور ... کبھی میرا خیال آیا... میں بھی تو تمہاری بیوی ہوں...

شان: میں نے کبھی انکار کیا ہے...

مہ وش: نہیں... لیکن مجھے دیکھ کر تمہارے چہرے پر وہ رونق نہیں آتی جو... زرگل کو دیکھنے سے آتی تھی۔

شان: یہ میرے بس کی بات نہیں۔

مہ وش: وہ جا چکی ہے۔ کسی ... کسی لفنگے کے ساتھ بھاگ گئی ہے، تب بھی تم... تم اس کو یاد کرتے ہو... اس برے کردار کی عورت کو...

شان: نہیں کہو... مہ وش اس کے بارے میں پلیز کچھ نہ کہو۔

مہ وش: کیوں نہ کہوں... اس نے میری زندگی تباہ کی... زہر گھول دیا میرے دن رات میں... اور سنو... وہ اپنا تحفہ بھی لے گئی جسے وہ تمہارا بیٹا کہتی تھی۔

شان: مہ وش... کیا کہہ رہی ہو۔ زبان کو قابو میں رکھو...

مہ وش: کیا پتہ... وہ تھی ہی ایسی... اچھا ہوا اسے بھی ساتھ لے گئی...

شان: تم... میرے بیٹے کے بارے میں بس...

مہ وش: مجھے وہ کبھی بھی اچھا نہیں لگا تھا... میں صرف اسے جلانا چاہتی تھی... اس کے دل میں آگ لگا کر اسے بھسم کرنا چاہتی تھی... اور یہی ہوا... تم کیا سمجھتے ہو سوتن کی اولاد اپنی اولاد کی جگہ لے سکتی ہے... کبھی نہیں... اور پھر کیا پتہ...

شان: بکواس نہیں کرو...

مہ وش: اب تو کچھ نہیں ہو سکتا، میں بکواس کروں یا نہ کروں... پتہ نہیں کہاں اور کس کے ساتھ وہ اس وقت گلچھرے اڑا رہی ہو گی (شان یا تو اسے تھپڑ مارتا ہے یا دھکا دیتا ہے) شان... تم بزدل کے بزدل ہی رہے... عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی... انکل ظفر ہمیشہ کہتے تھے، میرا یہ بیٹا چھوٹے دل کا ہے۔ ڈرپوک ہے۔ You have not grown up.

شان: منہ بند رکھو مہ وش... اسے زرگل کو تم نے... تم نے مجبور کیا ہے گھر چھوڑنے پر... میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی کہ وہ شیر کی پرورش نہیں کر سکتی... میں کرتی ہوں۔ اس کا بچہ اس سے چھین لیا... سب کچھ تم نے کیا...

مہ وش: اور میں نے ہی ایک عدد لڑکے کا بندوبست کیا جو اسے بھگا لے جائے؟

شان: (اس کی طرف بڑھتا ہے جیسے مار ڈالے گا) مجھے دھکیلو مت مہ وش، مجبور نہیں کرو ورنہ...

مہ وش: ورنہ کیا... میں ابھی تمہیں "بیٹھ جاؤ شان" کہوں تو تم دم ہلاتے ہوئے بیٹھ جاؤ گے ورنہ کیا...

شان: میں ... میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا مہ وش...

مہ وش: (ہنستی ہے) اچھا... چلو یہ بھی کر دیکھتے ہیں۔ تمہاری آسانی کے لیے تاکہ تم

میرا گلا گھونٹ سکو... آسانی سے... میں تمہارے پاس آجاتی ہوں (پاس آتی ہے) اور مزید آسانی کے لیے (اس کے ہاتھ پکڑتی ہے) گائڈ کر سکتی ہے کہ گلے پر ہاتھ کس طرح رکھتے ہیں (ہاتھ اپنے گلے پر رکھتی ہے) اب اتنا کچھ میں نے کیا ہے، ڈارلنگ گلا تو تم نے دبانا ہے ناں...

(شان ذرا سا گلا دباتا ہے اور پھر پریشان ہو کر اسے دیکھتا ہے اور کمرے سے نکل جاتا ہے۔ مہ وش ہنستی ہے)

CUT

نوٹ۔ اس منظر کے دوران داؤد برآمدے میں ان کی آوازیں سنتا ہے اور خاص طور پر جب شان کہتا ہے کہ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا مہ وش!

CUT

(یہاں زرگل کالاش واپس آتی ہے۔ اس کی Entry ایک شارپ کٹ سے شروع کی جا سکتی ہے اور وہ جیپ پر جا رہی ہے، بیٹے کے ساتھ یا پروڈیوسر جس منظر کو زیادہ ڈرامائی سمجھیں، وہاں سے شروع ہو سکتا ہے۔ زرگل خاموشی سے اپنی وادی کو دیکھ رہی ہے۔ اس کے چہرے پر گہرا غم ہے لیکن کبھی کبھی خوشی کی ایک لہر کسی جانے پہچانے منظر کو دیکھنے سے... کہیں کوئی کھیت۔ گاؤں، ندی، چشمہ اور وہ مسکراتی ہے۔ جیپ بمبوریت کے بازار میں جا کر رکتی ہے۔ بشارا فوراً یہ جانے بغیر کہ زرگل، اس میں سے اترے گی، آگے آکر سیاحوں سے اپنا تعارف کروا رہا ہے)

بشارا: سر... سر... بشارا خان ٹورسٹ گائڈ بمبوریت ویلی چترال سر... ایٹ یور سروس سر... ڈو یو وانٹ ہوٹل سر... گڈ فوڈ سر... نو پرابلم سر... ہیلو سر... گڈ مارننگ سر (یکدم زرگل سامنے آجاتی ہے) سر... میڈم... نو پرابلم... زرگل... نہیں... یہ تم تو نہیں... (آنکھیں ملتا ہے) خواب ہے... ندی سے باتیں کرنے والی زرگل تو نہیں... نہیں ناں...

زرگل: میں واپس آگئی ہوں بشارا... اپنی وادی میں... اپنے گھر... یہ میں ہوں...

بشارا: (سر ہلاتا ہے) نہیں... کیسے ہو سکتا ہے... اتنے سالوں بعد... یہ... یہ

زرگل: یہ... یہ میرا بیٹا ہے شیر خان... ہاں

بشارا: شیر خان (بہت خوش، اسے اٹھاتا ہے) شیر... میں چاچا بشارا... ٹورسٹ گائڈ بمبوریت ویلی... نو پرابلم... بالو روز کہتا، چلو بشارا مجھے اسلام آباد لے کر جاؤ... میں زرگل کو دیکھنے جانا... وہ بہت یاد کرتا تمہارا بھائی... اور میں بھی یاد کرتا... اور سب لوگ اور وادی کی گھاس اور ندی بھی یاد کرتی اپنی زرگل کو... ہیلو شیر... تم جنگل کا شیر... یا سرکس کا شیر...

زرگل: جنگل کا... کالاش کا...

بشارا: اور زرگل... ذیشان کدھر ہے... وہ نہیں آیا...

زرگل: نہیں...

بشارا: کیوں... (زرگل منہ پرے کر لیتی ہے کہ وہ آنسو نہ دیکھ لے... بشارا ادھر جاتا ہے...) نو پرابلم زرگل... ایسا ہونا تھا... میں نے کہا تھا، گھاس کا کیا ہے، پاؤں تلے دبتی ہی رہتی ہے... تم بھی گھاس تھیں اس کے لیے... لیکن نو پرابلم...

زرگل: گھر چلیں... بالو کو ملنا... ارمان شاہ کو... شاہ نام کو... ندی کو... گھر چلیں؟

بشارا: نہیں (ہاتھ کھڑا کر کے) تم ادھر ٹھہرو تھوڑا... تم نے نہیں ملنا... وہ تمہیں ملیں...

(اسے چھوڑ کر بھاگتا ہوا جاتا ہے۔ ایک مونتاژ جس میں وہ سب کو بتا رہا ہے کہ زرگل آگئی ہے۔ کچھ کچھ بودلک کے آنے کا منظر... لوگ ہاتھوں میں درختوں کی شاخیں اور پھول تھامے آرہے ہیں۔ لڑکیاں کھیت سے پتے بوٹے توڑ کر آرہی ہیں۔ سب خوش ہیں۔ آگے آگے بالو ہے۔ ارمان اور شاہ نام اور اظہار ہیں۔ وہ بلندیوں سے نیچے آتے ہیں اور زرگل کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ موسیقی پس منظر میں۔ کوئی اس کا بیٹا اٹھا لیتا ہے۔ کوئی پوٹلی جس میں کچھ کپڑے ہیں۔ بالو آکر ملتا ہے، ہاتھ ملاتا ہے اور سب اسے گاؤں میں لے جاتے ہیں۔ اس کا کمرہ وہیں پر۔ دروازے کو ہاتھ لگا کر دیکھتی ہے۔ اندر جاتی ہے۔ آوازیں باہر رہ جاتی ہیں۔ یکدم خاموشی۔ بیٹے کو بٹھاتی ہے۔ ان لکیروں کو دیکھتی ہے جو اس نے ذیشان کی یاد میں کھینچی تھیں۔ انہیں ہتھیلی سے مٹا دیتی ہے۔ پھر کھڑکی

کھول کر اس میں سے چراغ نکالتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اپنے ہار وغیرہ چھوڑ آئی ہے۔ کھڑکی کھول کر چراغ اس میں رکھتی ہے۔ ڈزالو... رات ہوتی ہے۔ ڈزالو۔ گاؤں میں اس کی خوشی میں رقص ہو رہا ہے۔ وہ بالو اور بشارا کے درمیان بیٹھی دیکھ رہی ہے۔ وہ دونوں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ ایک لڑکی آگے آکر اسے بھی شامل ہونے کو کہتی ہے لیکن زرگل مسکرا کر انکار کر دیتی ہے۔ کیمرہ زرگل پر... یہاں جو پہلا رقص ہوا تھا جس میں شان نے زرگل کو دیکھا تھا، اس کے حصے انٹرکٹ... موجودہ زرگل پژمردہ اور اداس اور پہلے کی شگفتہ اور پُرمسرت زرگل... اسے شان یاد آرہا ہے... کیمرہ رقص سے اٹھ کر اوپر تاریکی میں۔ جنگل کی طرف جاتا ہے۔ یکدم بودلک کا چہرہ کٹ ہوتا ہے جو زرگل کو دیکھ رہا ہے۔)

CUT

(خواجہ مزمل، کرنل صاحب کے گھر گھنٹی بجاتا ہے۔ ملازم نکلتا ہے۔)

خواجہ: ہاں بھئی کرنل صاحب ہیں؟

ملازم: جی ہیں...

خواجہ: ان سے بولو کہ...

ملازم: جی وہ تو قیلولہ فرما رہے ہیں۔

خواجہ: وہ جو کچھ بھی فرما رہے ہیں، ان سے بولو کہ ان کا ہونے والا داماد ان سے ملاقات کا خواہش مند ہے... (ملازم "جی بہتر" کہہ کر دروازہ بند کرنے لگتا ہے) اوئے ... ادھر آؤ... اس گھر کے ہونے والے داماد سے اس طرح کا سلوک کرتے ہیں؟... دروازہ کھولو اور ہمیں اندر بٹھاؤ... (ملازم فوراً تعمیل کرتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ خواجہ اٹھ کر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا ہے۔ کرنل صاحب آتے ہیں)

کرنل: آؤ بھئی مزمل... بہت دنوں کے بعد ہمارا خیال آیا... کیسے ہو...

خواجہ: میں بس ایسے ہی ہوں اور آپ سے ایک انتہائی اہم مسئلے پر گفتگو کرنے آیا ہوں...

کرنل: ہاں آں میں نے بھی آج ہی وہ خبر اخبار میں پڑھی ہے۔

خواجہ: (حیران ہو کر) کونسی خبر؟

کرنل: وہی کہ دیوسائی کے میدان میں صرف تین بھورے ریچھ باقی رہ گئے ہیں... اس مسئلے پر گفتگو کرنے آئے تھے ناں... لیکن پہلے چائے... زبیدہ... زبیدہ بیٹی... (زبیدہ داخل ہوتی ہے)

زبیدہ: ہائے خواجہ صاحب...

مزمل: ہائے... ادھر آؤ۔

زبیدہ: ٹھیں ناں خواجہ صاحب... ڈیڈی!

کرنل: چائے اور بہت سٹرانگ قسم کی... اور ساتھ میں کیک جو تم نے آج صبح بنایا تھا...

زبیدہ: کیک اچھا تھا ناں ڈیڈی... میں چائے بناتی ہوں۔ (زبیدہ جاتی ہے)

کرنل: ہاں... پاکستان میں وائلڈ لائف کی صورت حال ازحد تشویشناک ہے... بھورے ریچھ ختم ہو رہے ہیں۔ سنولیپرڈز کا وجود بھی خطرے میں ہے... مارخور بھی کم ہو رہے ہیں... اس سلسلے میں کیا کیا جائے مزمل؟

مزمل: اس سلسلے میں میری شادی کر دی جائے کرنل صاحب...

کرنل: کس کے ساتھ؟ میرا مطلب ہے...

مزمل: دیکھیں کرنل صاحب... میرا مقصد ریچھ یا سنولیپرڈز نہیں ہیں... زبیدہ ہے... میرے بال سفید ہو رہے ہیں سر... پلیز میری شادی کر دیجئے... گڈ بندوبست کر دیجئے...

کرنل: (سنجیدگی سے) تم جانتے ہو کہ اس معاملے میں تاخیر کس کی وجہ سے ہوئی ہے؟ تمہاری وجہ سے... منگنی کروانے کے بعد کیا تم نے ایک بار بھی مجھ سے شادی کے بارے میں پوچھا ہے...

مزمل: سر وہ تو آپ نے پوچھنا تھا...

کرنل: میں نے؟ عجیب احمق ہو۔ کیا لڑکی والے خود کہتے ہیں کہ جی ذرا ہم سے شادی کر لیجئے۔ پوچھنا تو تم نے تھا...

مزمل: (سوچتا ہے) ہاں... یہ تو میرے ذہن میں ہی نہیں آیا کہ... تو پھر سر... کب حاضر ہو جاؤں؟

کرنل: آگا پیچھا تو تمہارا ہے کوئی نہیں... جب مرضی ہو آجانا...

مزمل: شادی کے لیے ناں سر؟ (کرنل گھورتا ہے) ... تھینک یو سر ... میں ابھی جا کر بندوبست کرتا ہوں سر ... کل سر؟ ... نہیں کل تک تو کارڈ بھی پرنٹ نہیں ہوں گے ... اگلے جمعہ کو ... مبارک دن ہے ... میں چلتا ہوں سر ... (زبیدہ ٹرالی کے ساتھ آتی ہے)

زبیدہ: نہیں ناں خواجہ صاحب ... میرا Bake کیا ہوا کیک تو کھا کر جائیے ... (کیک دیتی ہے۔ مزمل کیک چکھتا ہے۔ ذرا منہ بناتا ہے) خواجہ صاحب تھوڑی سی غلطی ہو گئی تھی ... بس چینی ڈالنا بھول گئی تھی ...

مزمل: (کیک کا مزہ لے کر) پھر بھی گڈ بندوبست۔

CUT

مزمل: بالکل بھابی ... چٹ منگنی تو ہو گئی تھی پٹ بیاہ نہ ہو سکا ... اب ہو رہا ہے ... اور جناب دونوں بھابیوں کے لیے الگ الگ دعوت نامے (ایک دعوت نامہ نکال کر) مسز مہ وش شان اور ... مسز زرگل شان ...

مہ وش: (کارڈ پڑھ کر) مسز مہ وش ... میں حاضر ہو جاؤں گی لیکن (زرگل کا کارڈ آرام سے پھاڑتی ہے) مسز زرگل شان ... یہاں سے جا چکی ہیں ...

مزمل: جی؟ ... کہاں جا چکی ہیں؟

مہ وش: اب یہ نہ پوچھیے گا کہ کس کے ساتھ جا چکی ہیں ...

مزمل: بھابی ... پلیز ... میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا ... بھابی زرگل ... کیا یہاں نہیں ہیں ...؟

مہ وش: نہیں ... اور مزمل بھائی کسی کو بتایئے گا نہیں ... ہم تو شرمندگی کے مارے گھر سے باہر نہیں نکلتے ... پتہ نہیں کون تھا جس کے ساتھ ... بیٹے کو بھی ساتھ لے گئی ہے ...

مزمل: (بہت یقین کے ساتھ) یہ ... یہ ممکن نہیں ...

مہ وش: شان بھی پہلے یہی کہتا تھا ... یہ ممکن نہیں ... مزمل بھائی ... ایک ہفتہ پہلے رات کے اندھیرے میں بچہ لیا اور اس ... ایک لڑکا تھا محلے کا ... تو بس ٹیکسی میں بیٹھی اور اس کے ساتھ چلی گئی ... (ذرا رونی شکل بنا کر) شان بیچارہ اتنا اپ سیٹ

ہے ... بہت ترس آتا ہے شان کی حالت دیکھ کر۔

CUT

(جھیل کے کنارے یا کسی ویران راستے پر۔ مزمل اور شان چلتے جا رہے ہیں۔ مکالمے اوور لیپ بھی ہو سکتے ہیں)

شان: تم ہی بتاؤ مزمل مجھے بھی یقین کیوں نہیں آتا ... میں نے خود اسے کئی بار دیکھا، اس لڑکے کے ساتھ ... باتیں کرتے ... ہنستے ہوئے لیکن میرے ذہن میں کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ ... وہ ... اور لوگوں نے اسے اس لڑکے کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ کر جاتے دیکھا ... وہ لڑکا بھی غائب ہے ... اور اس کے باوجود ...

مزمل: ہاں اور اس کے باوجود یقین نہیں آتا۔ مجھے بھی نہیں آتا ...

شان: چھوڑو یار۔ کوئی اور بات کرو ... اپنی شادی کی بات کرو ... تم مجھے معلوم ہے بہت خوش ہو گے ... اور زبیدہ بھی ... تمہاری جانب دیکھتی ہے تو اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی آ جاتی ہے ...

مزمل: میں کرنل صاحب سے بات کرتا ہوں ... میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا ... تم جس حال میں ہو ...

شان: نہیں نہیں ... یار تھوڑا سا تو دل دکھتا ہے ناں اگر بیوی یوں چھوڑ جائے۔ پریشانی تو ہوتی ہے ناں لیکن دنیا کے کام تو چلتے رہتے ہیں۔ یہ شادی ضرور ہو گی ... اور خوب دھوم دھام سے ہو گی ...

مزمل: لیکن بھابی کے بغیر ...

شان: بھئی ایک بھابی تو ہے ناں ابھی ... فی الحال اس سے گزارہ کرو ...

مزمل: شان ... شاید ... شاید وہ کالاش واپس چلی گئی ہو ... شاید ...

شان: وہاں جانا ہوتا تو اکیلی جاتی ... وہ لڑکا ...

مزمل: چیک کرنے میں کیا حرج ہے ... میں چلا جاتا ہوں ...

شان: نہیں ... میں نے کل ثناءاللہ کو چترال فون کیا تھا ... میں اسے بتانا نہیں چاہتا تھا ... لیکن ... اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک دو روز میں کالاش جائے گا ... اور ... شاید ...

CUT

(ثنااللہ ایک جیپ پر۔ جیپ بمبوریت کے سنگ میل سے گزر کر آگے جا رہی ہے۔ کالاش تک کے دو تین کٹ)

CUT

(ثنااللہ پہاڑی پر چڑھ رہا ہے۔ گاؤں کی جانب)

CUT

(ثنا اللہ بالو کے گھر تک پہنچتا ہے۔ دستک دیتا ہے۔ کٹ کرتے ہیں تو اندر زر گل ہے جو خوفزدہ ہو کر اپنے بچے کو اٹھا لیتی ہے۔ دروازہ دھکیلنے لگتا ہے تو بالو آ جاتا ہے)

بالو: صاحب... کسے ملے گا...

ثنا: میرا نام ثنااللہ ہے... ذیشان کا دوست... تم کون ہو؟

بالو: بالو...

ثنا: زر گل کے بھائی (وہ سر ہلاتا ہے) میں تمہی سے ملنے آیا ہوں... ہم اندر بیٹھ سکتے ہیں (دروازہ پر ہاتھ رکھتا ہے)

بالو: بہت گندا مندا جنگلی گھر ہے صاحب... اندر اچھا نہیں... ادھر گھاس پر بیٹھتے ہیں... (دونوں یا تو بیٹھ جاتے ہیں یا گھر کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں)

ثنا: بالو... زر گل... بھابی زر گل ادھر ہے؟

بالو: ادھر... ادھر کیسے ہو گی... وہ تو اسلام آباد میں ہے اپنے گھر میں... ادھر کیسے ہو گی؟

ثنا: ادھر نہیں ہے؟

بالو: نہیں... ادھر کیسے ہو گی... نہیں ہے۔

(کٹ کر کے زر گل پر جاتے ہیں)

CUT

(شان کو ثنااللہ فون پر ساری رپورٹ دے چکا ہے۔ شان "تھینک یو ثنااللہ... آئی ایم سوری یار... خواہ مخواہ تمہیں تکلیف دی... اگر کبھی کوئی خبر ملے تو...

تھینک یو یار"... فون بند کر کے بستر پر لیٹ جاتا ہے۔ یہ اس کی آخری امید تھی جو ختم ہو گئی)

CUT

(ظفر دفتر سے واپس آتا ہے۔ گھر میں داخل ہوتا ہے۔ تھکا ہوا ہے۔ ٹائی کی گرہ کھولتا ہے۔ سامنے سے شپو بی بی آتی ہے اور بیگ یا کوٹ وغیرہ لے لیتی ہے)

ظفر: بس بوڑھے ہو گئے ہیں... (شپو مسکراتی ہے) ہاں میں تو ہو گیا ہوں شپو... (اپنے بیڈروم کی جانب جا رہا ہے) ذیشان کہاں ہے؟

شپو: دفتر سے واپس نہیں آئے ابھی تک...

ظفر: لیکن جب میں نکلا ہوں تو وہ Already جا چکا تھا... ابھی تک نہیں پہنچا۔

شپو: آپ جانتے ہیں زر گل کے جانے کے بعد... اور خاص طور پر بچے کی جدائی سے...

ظفر: ہاں آں خاص طور پر بچے کی جدائی سے... بہت اثر ہوتا ہے جدائی کا شپو... بہت دکھ ہوتا ہے... تمہارے جگر کا ایک ٹکڑا کٹ جائے اور پھر دکھائی نہ دے تو دکھ تو ہوتا ہے... (پسینہ پونچھتا ہے) آج گرمی بہت ہے۔

شپو: گرمی؟... میں آپ کے لیے پانی لاتی ہوں (وہ جاتی ہے۔ ظفر اپنے بیڈروم میں داخل ہوتا ہے اور ٹیبل پر رکھی شیر خان کی تصویر دیکھتا ہے۔ پھر پیار سے اس پر انگلیاں پھیرتا ہے۔ شپو پانی لے کر آتی ہے اور دیتی ہے)

شپو: ذیشان بھی آ گئے ہیں۔ میں نے آپ کا بتایا ہے... آپ بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں...

ظفر: سفر بہت کیا ہے... بہت سے صحرا... بہت سمندر عبور کیے ہیں۔ تھکنا تو تھا... تم نے بہت ساتھ دیا شپو... بہت ساتھ دیا (پانی پیتا ہے۔ تھوڑی سی گھبراہٹ محسوس کرتا ہے۔ اس منظر میں وہ اپنی مٹھیاں بھینچے گا۔ پسینہ پونچھے گا۔ پھر بازو اکڑا کر سیدھے کرے گا۔ سینے سے ذرا اوپر کندھوں پر مالش کے انداز میں ہتھیلی پھیرے گا) ہو سکتا ہے منزل آ گئی ہو... کیا پتہ ایک یہ والا موڑ مڑوں تو آگے منزل ہو... ذیشان نہیں آیا... تم پتہ کرو (شپو فکر مند ہے۔ وہ جاتی ہے تو ظفر

پھر شیر خان کی تصویر کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسے دیکھتا ہے۔ اس دوران ذیشان آچکا ہے)

شان: چھوڑیں ڈیڈی۔ اب تو صرف پرچھائیاں رہ گئی ہیں۔ ہم نے ان سے کیا لینا دینا۔

ظفر: (پلٹتا ہے اور تصویر رکھ دیتا ہے) لینا دینا تو ان کے ساتھ ہی تھا شان بیٹے... اکثر سوچتا ہوں بلکہ یہ سوچ تو ہمہ وقت ذہن کے پردے پر چلتی رہتی ہے کہ اتنی بڑی دنیا ہے۔ اس میں معلوم نہیں، کہاں کس کونے، کس شہر... کس ویرانے میں... میرا بچہ ہوگا... پتہ نہیں کس حال میں ہوگا... اور ہوگا بھی... دیر سے آئے ہو؟

شان: جی... گھر آنے کو جی نہیں چاہتا...

ظفر: تمہیں تو اپنی ماں کی پرچھائیں بھی یاد نہیں ہوگی... اتنے چھوٹے تھے... جب اس نے میرا ساتھ چھوڑا تو میرا جی بھی نہیں چاہتا تھا گھر لوٹنے کو... پھر تمہاری شکلوں کی کشش کھینچ لاتی تھی...

شان: میرے پاس تو شکل کی کشش بھی نہیں... (تصویر کے پاس جاتا ہے) صرف ایک پرچھائیں ہے... (اس دوران وہ باپ کو غور سے دیکھ رہا ہے کہ وہ مکمل طور پر نارمل نہیں ہے) آپ... کچھ تھکے ہوئے لگ رہے ہیں؟

ظفر: شیبو بھی یہی کہہ رہی تھی...

شان: آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ڈیڈی؟

ظفر: ہاں ہاں بالکل... بس ادھر (کندھے کو چھوتا ہے) شائد کوئی مَسل پُل ہو گیا ہے یا سردی لگ گئی ہے۔ درد ہو رہا ہے، بہت دھیما دھیما اور (مٹھی بھینچ کر دیوار پر مارتا ہے) جی چاہتا ہے کہ...

شان: میں ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں... یا پھر خود ہی لے آتا ہوں (جانے لگتا ہے)

ظفر: ٹھہرو... گھبرا جاتے ہو فوراً... کچھ بھی نہیں... سارے دن کی تھکاوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں... (ایک گہرا سانس لیتا ہے) میں بالکل ٹھیک ہوں... (مسکرا کر) بیماری اگر ہے تو جدائی کی ہے... شان... میرے ساتھ ایک وعدہ کرنا ہے تم نے... نہیں کوئی ناممکن فرمائش نہیں کروں گا... اپنے بیٹے کی تلاش جاری رکھنا

...اسے ایک بار... یہاں اس گھر کی چھت کے نیچے ضرور لانا... چاہے اس لمحے میں موجود ہوں... یا نہ ہوں...

شان: جی ڈیڈی... (قریب جاتا ہے) یہ آج آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

ظفر: ایسی باتیں کبھی نہ کبھی تو کرنی چاہئیں ناں... تو آج سہی... (ایک اور گہرا سانس لیتا ہے) ہاں اب میں بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں، صرف تھکاوٹ تھی... میں ذرا کپڑے بدل لوں...

شان: جی ڈیڈی... اور تھوڑا سا آرام بھی کر لیں... کھانے پر ملاقات ہوگی...

ظفر: اور شان... (وہ رکتا ہے) تھوڑی دیر کے لیے... بس یہیں کھڑے رہو (وہ حیران ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ظفر اسے محبت سے دیکھتا رہتا ہے) ہاں ملاقات ہوگی... خدا حافظ بیٹے (شان اسی حیرانی میں جاتا ہے۔ ظفر مٹھی بھینچ کر دیوار پر مکا مارتا ہے اور کیمرہ اس کے چہرے پر چلا جاتا ہے... چہرہ بالکل نارمل ہے)

CUT

(ڈائننگ روم۔ شیبو اور ایک اور ملازم میز پر کھانے کے برتن سجا رہے ہیں۔ شیبو فکرمند ہے۔ شان پہلے سے بیٹھا ہے اور سوچ میں گم ہے۔ ثریا آتی ہے)

ثریا: ہیلو شان... بھئی بہت چپ چپ... کیا بات ہے؟

شان: کچھ نہیں۔

مہ وش: (ایک ڈونگا دیکھتی ہے) چونکہ شیبو بی بی کو کریلے پسند ہیں، اس لیے آج پھر کریلے...

شیبو: آپ کے لیے تو مٹر قیمہ پکوایا ہے... آپ کریلے نہ کھائیں...

(داؤد آتا ہے)

ثریا: آؤ داؤد...

داؤد: وہ... میرا کھانا باہر ہے...

ثریا: آج بھی...

داؤد: ہاں آج بھی... اور بزنس ڈنر ہے...

ثریا: کس قسم کا بزنس ڈنر؟

داؤد: بزنس ڈنرز کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں ثریا...

ثریا: ابو نہیں آئے... شپو بی ابو کو بولو کہ ان کی اولاد ان کے بغیر کھانا نہیں کھائے گی...

شپو: میں بلا کر لاتی ہوں...

(وہ جاتی ہے... داؤد کھڑا ہے)

ثریا: آپ جائیں اپنے بزنس ڈنر پر... (وہ جانے لگتا ہے تو شپو آتی ہے۔ اس کا رنگ زرد ہے۔ پسینے میں چہرہ بھیگا ہوا۔ پہلے تو بول نہیں سکتی۔ سب لوگ اسے دیکھتے ہیں، پھر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں)

شان: شپو بی... کیا بات ہے...

شپو: ...صاحب... شان آپ چل کر دیکھیں۔

(سب لوگ ظفر کے بیڈ روم کی طرف رش کرتے ہیں۔ دروازہ کھلا ہے۔ ظفر کھلی آنکھوں کے ساتھ بستر یا صوفے پر مرا پڑا ہے۔ اس کے قریب شیر خان کی تصویر ہے۔ سب کاری ایکشن... پھر ثریا کی چیخ)

CUT

(کلینک کے باہر۔ سب لوگ یا صرف ثریا اور شان)

ڈاکٹر: کارڈی ایک اریسٹ یقیناً... سڈن ڈیتھ۔ یکدم ایک لمحے میں دل بند ہوا اور موت واقع ہو گئی۔ آپ کہتے ہیں کہ شام کو وہ مٹھیاں بھینچتے تھے اور کندھے کو سہلاتے تھے؟ وہ ہارٹ اٹیک تھا جسے وہ برداشت کرتے رہے... اگر اسی وقت آپ انہیں کلینک لے آتے تو... لیکن ان کی سانسیں تو پوری ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کی توفیق دے۔

CUT

(تمام لوگوں کے جدا جدا ری ایکشن ظفر کی موت کے حوالے سے... داؤد۔ ثریا۔ مہ وش۔ ذیشان وغیرہ۔ شپو بی کا ری ایکشن ان سب سے زیادہ ہوگا۔ وہ اپنے کوارٹر میں ہے اور بہت زیادہ اس پر اثر ہے۔ پھر ایک صندوق کھولتی ہے۔ اس میں مختلف کاغذ ہیں۔ ان میں سے ایک نکالتی ہے لیکن پہلے ارد گرد دیکھتی

ہے۔ یہ ایک سٹمپ پیپر طرز کا کاغذ ہے... کیمرہ زوم ان کرتا ہے۔ اس پر "نکاح نامہ" کے الفاظ رجسٹر کرتا ہے)

CUT

(ذیشان ڈرائنگ روم میں جسے افسوس کے لیے آنے والوں کے لیے فرنیچر سے خالی کیا گیا ہے۔ کارپٹ پر بیٹھا ہے۔ کچھ لوگ تعزیت کرتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ سب لوگ جو آتے ہیں صرف ذیشان کے پاس جا کر افسوس کرتے ہیں۔ ایک کونے میں بیٹھا ہوا داؤد دیکھتا ہے اور ناپسند کرتا ہے)

CUT

(زرگل بمبوریت کے بازار میں نکلتی ہے۔ یاد رہے کہ اب وہ شلوار قمیض پہنتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک شاپر ہے۔ پھر وہ ایک پہاڑی راستے پر چڑھتی ہوئی اپنے گھر کی جانب جا رہی ہے۔ شاہ نام ایک کھیت میں کام کر رہی ہے۔ اسے دیکھتی ہے تو اسے آواز دیتی ہے۔ پھر اس کے قریب پہنچ جاتی ہے)

شاہ نام: زرگل... کدھر ہے... کیوں دکھائی نہیں دیتی... کدھر...

زرگل: میں تو ادھر ہی ہوں شاہ نام... اپنے بیٹے شیر خان کے پاس... اپنے گھر میں... تم آؤ تو بیٹھ کر باتیں کریں۔ ہم دونوں باہر کی دنیا میں گئیں لیکن ہمارے نصیب اچھے نہ تھے... ہم واپس آگئیں۔

شاہ نام: میں نے بولا تھا، باہر وہ دنیا اچھا نہیں۔ او کے نہیں ہے...

زرگل: نہیں۔ پہلے تو بہت او کے تھا... پھر شان بدل گیا... وہ مجھ سے میرا بیٹا چھینتے تھے... میں آگئی...

شاہ نام: اب جاؤ گی؟

زرگل: جی بہت چاہتا ہے۔ شان کو دیکھنے کو دل ترستا ہے۔ جیسے سوکھی گھاس بارش کو ترستی ہے ایسے... پر شاہ نام میں جاؤں تو وہ میرے بیٹے کو چھین لیں گے... نہیں، نہیں جاؤں گی...

شاہ نام: میں نے سنا ہے کہ ادھر شان نے آدمی بھیجا... پتہ کرو زرگل کدھر... پر بالو نے کہا، ادھر نہیں۔ کیوں کہا؟

زرگل: شان کو میری تو پروا نہیں... مہ وش کی پرواہ ہے...

شاہ نام: مہ وش...

زرگل: ہے ایک... آدمی بھیجا تو اپنے بیٹے کے لئے، میرے لیے نہیں... میرے لیے بھیجے تو میں مرغِ زریں کی طرح اڑان کر کے جاؤں اس کے پاس... ہاں...

شاہ نام: کہاں گئی تھیں؟

زرگل: (شاپر دکھاتی ہے) دودھ کا ڈبہ... سوئیٹس ...اور چیونگم... شہر کا بچہ ہے تو یہ چیزیں مانگتا ہے۔ شاہ نام... میں اسلام آباد میں تھی تو کالاش یاد آتا تھا... اب ادھر ہوں تو اسلام آباد یاد آتا ہے۔

شاہ نام: اسلام آباد نہیں... ذیشان... سنو زرگل... وہ تمہارا خاوند ہے... بیٹا نہیں لے گا... تم جاؤ... ادھر کالاش میں تم ٹھیک نہیں... ادھر تم بیمار ہو... اچھا نہیں ہو...

زرگل: نہیں میں ٹھیک ہوں۔ یہ دیکھو گولیاں... ہاں میں بیمار نہیں صرف تھوڑا کمزور ہوں... نہیں تو اوکے ہوں... میں چلتی ہوں، شیر روئے گا...

شاہ نام: اوکے... میں آؤں گی۔

(شاہ نام اپنے کھیت کی طرف جاتی ہے اور زرگل پھر چلنے لگتی ہے۔ یہاں ان کی گفتگو کے حوالے سے اسلام آباد کے ایک دو کٹ آئیں گے۔ اس دوران کیمرہ اوپر جھاڑیوں میں جاتا ہے جہاں بودلک کا چہرہ دکھاتے ہیں۔ وہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ زرگل کو احساس ہوتا ہے کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ تیز تیز چلنے لگتی ہے۔ اپنے گھر میں داخل ہوتی ہے اور دروازہ بند کر لیتی ہے۔ کیمرہ باہر کسی جھاڑی میں پوشیدہ بودلک کو دکھاتا ہے جو مسکرا رہا ہے)

CUT

(ذیشان ابھی تک اپنے باپ کی موت کے صدمے سے سنبھل نہیں سکا۔ وہ گھر میں گھوم رہا ہے۔ رات ہو تو بہتر ہے۔ اپنے باپ کے کمرے میں شیر کی تصویر دیکھتے ہوئے۔ پھر اپنی سوچ میں گم ایک صوفے پر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے۔ شپو بی بی آتی ہے۔ کچھ دیر اسے دیکھتی ہے۔ پھر کھانستی ہے تو شان آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے)

شان: شپو بی بی آپ... آپ سوئی نہیں ابھی تک...

شپو: میں بہت دنوں سے نہیں سوئی شان... آپ... میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔ دراصل... میں، میں جا رہی تھی تو میں نے سوچا... آپ سے ملتی چلوں ...اگر آپ اجازت دیں تو...

شان: جا رہی تھیں... کہاں؟

شپو: میں نے صرف جانے کا فیصلہ کیا ہے... کہاں جانا ہے؟ اس کے بارے میں نہیں جانتی...

شان: لیکن کیوں شپو بی بی... ابو کی موت کے بعد کیا کسی نے کچھ کہا... کسی نے بدتمیزی کی... یہ کیا بات ہے کہ ابو چلے گئے ہیں تو آپ... آپ بھی جانا چاہتی ہیں...

شپو: میرا اب اس گھر پر کوئی حق نہیں رہا شان...

شان: کیوں نہیں رہا... یہ آپ کا اپنا گھر ہے... میں نے تو آنکھ کھولی تو ماں کو نہیں دیکھا، آپ کو دیکھا... حق کیوں نہیں ہے...

شپو: آپ بھی مجھے پیارے ہو بیٹوں کی طرح... ثریا... میری بہت لاڈلی بیٹی ہے... لیکن... اب میرے لیے یہاں اس گھر میں رہنا مناسب نہیں... ممکن نہیں...

شان: (ذرا دکھ سے) مجھ سے پیار ہے بیٹوں کی طرح... ثریا باجی لاڈلی بیٹی ہے اور اس کے باوجود آپ کا اس گھر میں رہنا مناسب نہیں... یہ... یہ منطق میری سمجھ میں تو نہیں آتی... (باہر کی طرف جاتا ہے) ثریا باجی... ثریا...

شپو: آپ کیا کر رہے ہیں شان صاحب؟

شان: میں ذرا آپ کی لاڈلی بیٹی کو بلا رہا ہوں۔ ثریا... ثریا باجی... تاکہ وہ بھی جان لے کہ آپ کے لیے اس گھر میں رہنا ممکن نہیں (ثریا داخل ہوتی ہے) "شان۔ کیا بات ہے... اتنی رات گئے...") ثریا باجی شپو بی بی کے لیے اب اس گھر میں رہنا ممکن نہیں اور وہ جا رہی ہیں...

ثریا: لیکن کیوں...

شان: اس لیے کہ یہ مجھے اپنا بیٹا سمجھتی ہیں اور تم ان کی لاڈلی بیٹی ہو... کیوں شپو بی بی۔

شپو: (بہت جذباتی ہو رہی ہے) تم سمجھ نہیں رہے... شان... شان... آپ... تم...

میں اب اس گھر میں کیسے رہ سکتی ہوں... کیسے رہ سکتی ہوں... میرا جو حق تھا... جو تم میرے بچے ہو لیکن میں نہیں رہ سکتی... مجھے جانا ہوگا... میں نے وعدہ کیا تھا ظفر سے... میں نے ظفر سے کہا تھا... تو میں...

ثریا: ابو سے وعدہ کیا تھا...

شان: کیا وعدہ کیا تھا شپو بی بی؟

شپو: کچھ نہیں۔ وہ تو... وہ میرے صاحب تھے... میں ملازمہ تھی۔

شان: کیا وعدہ کیا تھا شپو بی بی۔ بتائیں... کم از کم اپنے بیٹے کو تو بتادیں۔

شپو: نہیں... میں نے... میں تو...

ثریا: پلیز شپو بی بی... آپ کو... آپ کو ہم دونوں کی جان کی قسم... بتادیں... مجھے ہمیشہ سے کچھ شک سا رہا ہے... پلیز بتادیں۔

شپو: کچھ بھی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی میرے اور ظفر کے درمیان۔ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ بھی تھا قانون کے مطابق تھا۔

شان: قانون کے مطابق... کیا تھا شپو بی بی...

شپو: کچھ نہیں... میں جانا چاہتی ہوں۔

شان: (راستہ روک لیتا ہے) آپ نہیں جاسکتیں... کیا تھا قانون کے مطابق۔

ثریا: پلیز شپو بی بی۔

شپو: (جیب میں سے یا بیگ میں سے وہی کاغذ نکال کر بہت مجبوری کی حالت میں سامنے کرتی ہے اور شان اسے پڑھتا ہے۔ اس پر جھکی ثریا بھی دیکھتی ہے)

شان: شپو بی بی... شفقت نسیم... آپ... اور ابو... یہ کیسے ہو سکتا ہے...

ثریا: یہ... یہ تو نہیں ہو سکتا... ابو نے ہمیں کیوں نہ بتایا... یہ نہیں ہو سکتا...

شان: ہمارے ساتھ فریب ہوا ہے... آپ نے کیا شپو... بی بی

شپو: نہیں نہیں کوئی فریب نہیں... اسی لیے تو میں جا رہی تھی کہ تمہیں شک نہ ہو۔ کوئی فریب نہیں ہوا۔ میں جا رہی ہوں (شان راستہ روک لیتا ہے)

شان: تو پھر کیا ہوا شپو بی بی... کیا ہوا؟... ایسے تو آپ نہیں جائیں گی...

شپو: میں نے فریب نہیں کیا... میں... پتہ نہیں زندگی کے کن کن دکھوں کے کانٹے

پاؤں میں لیے یہاں تک پہنچی... اس گھر تک... اور مجھے اس میں پناہ ملی... اماں ملی... تمہاری امی اور تمہارے ابو نے... مجھے... ایک نئی زندگی دی... پھر... تمہاری امی... یکدم... پتہ نہیں کیا بیماری تھی... وہ چلی گئیں... تمہارے ابو... ظفر... بالکل بکھر گئے... کاروبار ختم ہو گیا... تم دونوں... پریشان حال... سیڑھیوں پر بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہتے... تو میں نے... میں نے انہیں سہارا دیا... اور... اور وہ اتنے شکر گزار ہوئے کہ... لیکن... یہ طے ہوا کہ ہم بتائیں گے نہیں... اولاد پسند نہیں کرتی، اس لیے آپ سے خفیہ رکھیں گے... کوئی فریب نہیں کیا شان... کرتی تو کیا ساری عمر ایک ملازمہ کی حیثیت سے گزار دیتی... نہیں... اسی لیے... میں جا رہی ہوں... تمہیں شک نہ ہو جائے اد... کسی شے کا... (جانے لگتی ہے تو شان پھر راستہ روک لیتا ہے)

شان: نہیں... یہ فریب ہے... ہم آپ کو ایسے تو نہیں جانے دیں گے شپو بی بی...

ثریا: نہیں... کبھی نہیں... آپ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے...

شان: کیسے جانے دیں... آپ تو... ہماری... ماں ہیں... ہاں... یہ تو فریب ہے ناں کہ ابو کے بعد آپ بھی چلی جائیں... آپ ہماری ماں ہیں اور چلی جائیں... ہم نہیں جانے دیں گے (دونوں راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شپو کی آنکھوں میں آنسو... یہاں مناسب ٹریٹ منٹ)

CUT

(زرگل کا گاؤں۔ بالو کہیں باہر سے آرہا ہے۔ گھر کے اندر جھانکتا ہے)

بالو: زرگل... زرگل... (اِدھر اُدھر تلاش کرتا ہے۔ بچہ سویا ہوا ہے۔ وہ باہر آکر دیکھتا ہے۔ ایک خاتون سے پوچھتا ہے) زمینی... زرگل کو کہیں دیکھا... پتہ نہیں کدھر ہے؟

خاتون: ادھر... جنگل میں گئی ہے۔

CUT

(زرگل ندی کے کنارے بیٹھی ہے... یہاں وہ تخیل میں ذیشان کے خیمے کو دیکھتی ہے۔ پرانے ایک دو منظر اس کی نظروں کے سامنے آتے ہیں۔ پھر ندی

کے ہنسنے کی آواز آتی ہے تو وہ چونکتی ہے اور ندی کی طرف دیکھتی ہے)

زرگل: اب تو تم خوش ہوناں؟ میرے نصیب کو جانتی تھیں اور مجھے نہیں بتایا... تم نے اچھا نہیں کیا... ندی تو نے مجھے برباد کر دیا... میں نے کبھی تیرے پانیوں کو آلودہ کیا تھا؟... کبھی تجھ سے نفرت کی تھی... بولو... ہنستی ہو اور جواب نہیں دیتی...

ندی: میں جانتی تھی... نصیب جانتی تھی لیکن اسے بدل نہیں سکتی تھی... یہ بھی نصیب تھا کہ میں تمہیں بتا نہیں سکتی تھی کہ تمہارے نصیب میں کیا ہے...

زرگل: تو پھر مجھ پر ہنستی کیوں ہو؟

ندی: نہیں... ہنستی نہیں... غور سے سنو، شاید دکھ سے آہیں بھرتی ہوں... غور سے سنو... میں تم پر اس لیے نہیں ہنس سکتی کہ... مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ... مجھ میں بھی جدائی بہت ہے... دکھ بہت ہے... شاید میں خود زرگل ہوں... اور تم ندی...

زرگل: (کھانستی ہے اور بیمار ہے...) تو میں کب سمندر میں ملوں گی... کب ایک ہوں گی اس کے ساتھ...

ندی: بہت جلد... یہ تو میں بتا سکتی ہوں... تم ملو گی اسے... اس میں ... سمندر میں ... بہار کے موسم میں... سنو ذرا غور سے سنو... ان زمانوں کا ایک کالاشی گیت جب تم بھی نہیں تھیں... سنو...

(گیت تحت اللفظ میں زرگل پر سپر ہوتا ہے)

بہار کا موسم ہے
تمہاری جدائی کے پھول کھلے ہیں... بہار کے موسم میں...
ہر پھول میں تیری شکل جیسے پانی میں چہرہ... تیرا...
اے مرے پھول تو میری طرف آجا...
پہاڑوں میں تمام ہرن واپس چلے گئے ہیں...
اور واپسی پر اپنی دھول چھوڑ گئے ہیں...

(آخری مصرعے کے بعد ڈزالو کرتے ہیں اور پرنس شجاع الرحمٰن اپنے کمرے میں بیٹھا ہے جہاں موم بتیاں جل رہی ہیں اور یہ پورا گیت دوبارہ اس پر سپر ہوتا

ہے۔ وہ اپنے بیٹے کو یاد کر رہا ہے... آخری دو مصرعے دوبارہ پڑھے جاتے ہیں یعنی پہاڑوں میں تمام ہرن...)

CUT

(بالو زرگل کو تلاش کر رہا ہے۔ شام ہو چکی ہے۔ وہ ندی کنارے پہنچتا ہے۔ دور سے دیکھتا ہے کہ وہ تقریباً ندی میں بہنے والی ہے۔ اسے شک گزرتا ہے کہ وہ مر چکی ہے، اس لیے بے تاب ہو کر بھاگتا ہے۔ پھر اسے چھوتا ہے تو وہ صرف بے ہوش ہے۔ اسے اٹھا کر گھر لے جاتا ہے... گھر کی جانب جا رہا ہے)

CUT

(گھر میں زرگل چارپائی پر پڑی ہے... آنکھیں کھولتی ہے۔ بالو خوش ہوتا ہے)

زرگل: بالو... میں... اپنے سمندر سے ملوں گی... ندی نے بتایا ہے... بہت جلد... بالو وہ (کھڑکی کی طرف اشارہ) چراغ جلا دو... بہت اندھیرا ہے... جلا دو (بالو اٹھ کر چراغ جلاتا ہے اور کھڑکی میں اسی جگہ رکھتا ہے جہاں زرگل رکھا کرتی تھی۔ چراغ کی ٹمٹماتی لو اور زرگل کے چہرے کے کٹ)

CUT

(شان ایک نیم اندھیرے کمرے میں ٹیبل لیمپ جلاتا ہے۔ پھر صوفے پر بیٹھ کر خیالوں میں گم ہو جاتا ہے۔ اس پر اب بھی باپ کی موت کا اثر ہے۔ ایک مڈل ایج شخص حنیف پاشا جو اسی کی فرم کا چیف اکاؤنٹنٹ ہے، کمرے میں داخل ہوتا ہے اور کھانس کر اپنی موجودگی کی اطلاع دیتا ہے)

حنیف: معاف کیجئے شان صاحب، میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا... اگر آپ... میرا خیال ہے آپ مجھے پہچانتے ہیں... حنیف پاشا... چیف اکاؤنٹنٹ...

شان: جی جی... پاشا صاحب... میں بس یونہی کہیں اور تھا اس لیے... پلیز تشریف رکھئے... پلیز...

حنیف: میں نے جو کچھ عرض کرنا ہے، وہ بہت مختصر ہے... براہ کرم سن لیجئے... آپ ظفر صاحب کی ڈیتھ کے بعد اب تک آفس میں نہیں آئے... اور سینکڑوں ایسے فیصلے ہیں جو صرف آپ کر سکتے ہیں... ہزاروں ایسے لیٹرز اور ڈرافٹس وغیرہ

ہیں جن پر صرف آپ سائن کر سکتے ہیں... آپ کے نہ آنے سے بزنس بری طرح Suffer کر رہا ہے شان صاحب!

شان: ہاں... بس جی نہیں چاہتا... میں کوشش کروں گا کہ چند روز تک۔

حنیف: چند روز تک بہت دیر ہو جائے گی...

شان: جی؟

حنیف: جی ہاں... ظفر صاحب صرف میرے ایمپلائر ہی نہیں تھے، دوست بھی تھے۔ میں صرف اس لیے حاضر ہوا ہوں... داؤد صاحب روزانہ آ رہے ہیں... اور فیصلے وہ کر رہے ہیں... اگر آپ... چند روز تک شاید دیر ہو جائے... مجھے بس یہی کہنا تھا... اجازت... خدا حافظ... (جاتا ہے۔ کیمرہ شان کے فکر مند چہرے پر اور یہیں سے ہم اس کے اس چہرے پر کٹ کریں گے جو دفتر میں ہے اور سامنے داؤد بیٹھا ہے۔)

داؤد: تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ذیشان۔ میں تمہارا بہنوئی ہی نہیں ہوں بڑا بھائی بھی ہوں... تم بے شک کبھی بھی دفتر نہ آؤ... کاروبار میں سنبھالوں گا...

I will take care of the business & you.. Don't you worry about it little brother.

CUT

(کالاش میں زرگل کے کمرے کا ایک منظر۔ وہ قدرے بیمار ہے اور جلتے ہوئے چراغ کو دیکھ رہی ہے۔ گیت کی آخری دو سطریں اس پر اوورلیپ ہوتی ہیں...

پہاڑوں پر تمام ہرن واپس چلے گئے ہیں
اور واپسی پر اپنی دھول چھوڑ گئے ہیں

CUT

(ذیشان اور مہ وش، خواجہ مزمل کی شادی پر جانے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ مہ وش بہت اچھے موڈ میں ہے اور گنگنا رہی ہے۔ شان کو اس کا گنگنانا برا لگ رہا ہے کیونکہ وہ ابھی تک دکھ کے بوجھ تلے ہے۔ بار بار اس کی طرف دیکھتا ہے کہ

یہ خاموش کیوں نہیں ہوتی...)

شان: تم بہت خوش لگ رہی ہو؟

مہ وش: میں؟... ہاں انسان شادی پر جا رہا ہو تو کیا چھما چھم روتا ہوا جائے... (پھر گنگناتی ہے)

شان: (تھوڑی دیر بعد) یہ تم بند نہیں کر سکتیں...

مہ وش: کیا ... گنگنانا... کیوں... اس میں کوئی حرج ہے؟ آفٹر آل تمہارے بیسٹ فرینڈ خواجہ مزمل صاحب کی شادی پر جا رہے ہیں... (پھر گنگناتی ہے اور اب شاید جان بوجھ کر اسے چھیڑنے کی غرض سے زیادہ بلند آواز میں گنگناتی ہے۔ کوئی خاص پاپولر گانا ہوگا تاکہ لوگ دھن سے پہچان جائیں... مثلاً وائٹل سائنز کا سانولی سلونی سی محبوبہ... یا... میں نہ مانوں ہار وغیرہ)

شان: میں ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں ان چیزوں کے لیے...

مہ وش: انسان ساری عمر تو سوگ نہیں منا سکتا شان ڈارلنگ... کبھی نہ کبھی تو زندگی اور خوشی کی جانب لوٹنا پڑتا ہے... یہ لپ سٹک کیسی لگ رہی ہے... میچ نہیں کر رہی، دوسری ٹرائی کرتی ہوں...

شان: (ٹائی کی ناٹ وغیرہ باندھتا ہے) مہ وش... پلیز تھوڑی دیر کے لیے یہ سلی ٹیون گنگنانا بند کر دو...

مہ وش: سلی ٹیون... کیا ہو گیا ہے تمہیں شان... میری ہر خوشی تمہیں سلی لگتی ہے... میں ... میں یہاں اس گھر میں گنگنا بھی نہیں سکتی... پہلے وہ ایک جنگلی عورت میرے سر پر سوار کر رکھی تھی... وہ مشکل سے دفع ہوئی ہے تو اب طرح طرح کے اعتراضات شروع ہو گئے ہیں... (پھر سیٹی وغیرہ بجانے لگتی ہے...)

شان: بند کرو، میں کہتا ہوں... (وہ اب مسکرا کر گنگناتی ہے)... مہ وش...

مہ وش: میرا خیال ہے تمہیں ظفر انکل کی ڈیتھ کا اتنا افسوس نہیں جتنا دکھ اس غلیظ اور گنوار عورت کے بھاگ جانے کا ہے... بے عزتی کی بات تو ہے ناں شان... اتنے امیر اور پڑھے لکھے خاوند کو چھوڑ کر وہ گئی کس کے ساتھ... (داؤد آتا ہے اور دروازے پر رک جاتا ہے)

شان: بکواس نہیں کرو مہ وش... (وہ بدستور سیٹی بجا رہی ہے) میں... میں بند کرو یہ ... میرے اعصاب پر... بند کرو (اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے)

مہ وش: پرے کرو اپنا ہاتھ... تمہیں شاید اس جنگلی عورت کو مارنے پیٹنے کی عادت ہے...

شان: اس کی بات مت کرو... مت کرو۔

مہ وش: کیوں؟! ابھی تک اس کے عشق میں مبتلا ہو... اس کے اور اس کے بچے کے... جو... پتہ نہیں کس کا تھا...

شان: میں... میں تمہیں سچ مچ مار ڈالوں گا کسی وقت... سچ مچ...

مہ وش: (مسکراتی ہے) وہ آفر اب بھی موجود ہے... کسی وقت... ابھی مار ڈالو... لاؤ اپنا ہاتھ... ہاں... میں خود اپنی گردن پر مناسب جگہ پر رکھتی ہوں... ہاں... تو اب صرف تمہیں دبانا ہے (اس کے چہرے کا کلوز... شان سچ مچ دبانے لگتا ہے... اس کی آنکھیں باہر آ جاتی ہیں۔ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے جدوجہد کرتی ہے لیکن وہ نہیں چھوڑتا... داؤد آکر چھڑاتا ہے)

داؤد: شان یہ کیا کر رہے ہو... ہوش کرو...

مہ وش: یہ... اپنی بیوی کا گلا دبانے کی کوشش کر رہے تھے... (کھانستی ہے) سارا میک اپ خراب کر دیا (پرس میں سے پف وغیرہ نکال کر میک اپ درست کرتی ہے)

داؤد: شان...

شان: نہیں بھائی جان... میں... ہم لوگ خواجہ کی شادی پر جا رہے تھے اور اس نے...

مہ وش: میں نے گنگنانا شروع کر دیا... اور... اور... ویسے تمہاری تمام تر بدتمیزی کے باوجود میں اب بھی تمہارے بیسٹ فرینڈ کی شادی پر جانے کو تیار ہوں...

CUT

(دونوں کار میں جا رہے ہیں۔ مہ وش اب بھی کبھی کبھی وہ دھن گنگناتی ہے۔ دونوں کے کلوز... یہ منظر ذرا طویل ہونا چاہیے تاکہ پچھلے منظر کا تاثر کم ہو جائے ... رات کا وقت ہے۔ سامنے سے آتی ٹریفک۔ پھر ذرا چڑھائی۔ نیم پہاڑی علاقہ... کار کھانستی ہے، رکتی ہے، چلتی ہے اور پھر کھڑی ہو جاتی ہے۔ پٹرول کی سوئی End پر ہے...)

مہ وش: سبحان اللہ... گھر سے نکلتے ہوئے فیول میٹر تک چیک نہیں کیا... پٹرول ختم ہو گیا ہے ناں؟

شان: ہاں...

مہ وش: اب کیا ہوگا؟

شان: ڈکی میں ایک خالی ڈبہ ہے... میں کہیں سے پٹرول لاتا ہوں... تم بیٹھو...

(شان کار سے نکلتا ہے... ڈکی کھول کر ڈبہ نکالتا ہے۔ چونکہ ہینڈ بریک نہیں لگائی... اس لیے کار ڈھلوان پر رینگنے لگتی ہے۔ شان شور مچاتا ہے۔ مہ وش کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے... وہ کہہ رہا ہے، ہینڈ بریک لگاؤ... مہ وش... اور مہ وش نروس ہو چکی ہے۔ اتنی دیر میں کار ڈھلوان پر تیز ہو کر نیچے کھائی میں جا گرتی ہے... دھماکہ... آگ... بربادی... شان کا چہرہ... اس پر آگ کی روشنی)

CUT

(ایک مونتاژ... ایمبولینس۔ سائرن۔ پولیس وغیرہ... پھر ایک پولیس سٹیشن... جہاں ذیشان بہت بری حالت میں بیٹھا ہے۔ قریب ہی خواجہ مزمل اچکن وغیرہ پہنے ہوئے۔ سامنے SHO رپورٹ وغیرہ لکھ رہا ہے)

شان: جی بس... یہی کچھ ہوا... میں اب گھر جانا چاہتا ہوں...

SHO: مجھے بہت افسوس ہے ذیشان صاحب... آپ کی بیگم... جی ہاں آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔

(داؤد داخل ہوتا ہے)

داؤد: یہ کیسے جا سکتے ہیں انسپکٹر صاحب... یہ ابھی ابھی اپنی بیوی کو قتل کر کے آئے ہیں... صرف کچھ دیر پہلے میرے سامنے انہوں نے اسے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی... میں گواہی دے سکتا ہوں...

CUT

کالاش

قسط نمبر13

کردار:

۱- زرگل
۲- ذیشان
۳- مہ وش
۴- خواجہ مزمل
۵- زبیدہ ترمذی
۶- کرنل ترمذی
۷- ظفر
۸- داؤد
۹- خاتون
۱۰- ثریا
۱۱- شیبو بی بی

(آغاز قسط نمبر 12 کے اختتام کے منظر سے ہوگا یعنی پٹرول ختم ہو جاتا ہے تو ذیشان باہر نکلتا ہے اور پھر پولیس سٹیشن میں داؤد کی آمد اور ''میں گواہی دے سکتا ہوں...'' تک... منظر وہاں سے جاری رہتا ہے۔)

شان: (بہت اپ سیٹ) داؤد بھائی... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں...

داؤد: تم میرے چھوٹے بھائی ہو شان اور میں... خدا گواہ ہے تم سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن مہ وش بھی تو مجھے عزیز تھی... تم نے اچھا نہیں کیا شان... اچھا نہیں کیا...

شان: کیا اچھا نہیں کیا...

خواجہ: داؤد بھائی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے... شان تو... آپ بھی جانتے ہیں اور میں تو بچپن سے اس کی عادتوں سے واقف ہوں۔ ڈرپوک شخص ہے... مکھی بھی نہیں مار سکتا...

داؤد: بیوی کو مارنا زیادہ آسان ہوتا ہے... خاص طور پر اگر وہ بانجھ ہو... جس بیچاری کا آگا پیچھا کوئی نہ ہو... اور جس بیوی سے محبت ہو، وہ چھوڑ کر چلی جائے...

SHO: ذیشان صاحب ... داؤد صاحب آپ کے بہنوئی ہیں ناں... صورتحال ذرا بدل گئی ہے... داؤد صاحب کے بیان کی روشنی میں... مجھے یقین ہے کہ آپ بے گناہ ہیں لیکن تھوڑی بہت تفتیش تو کرنی ہوگی...

خواجہ: لیکن انسپکٹر صاحب یہ تو زیادتی ہے... شان ایسا ہرگز نہیں ہے... ٹھیک ہے بیوی کے ساتھ اس کے تعلقات خوشگوار نہیں تھے اور ہم میں سے کون ہے جس کے ہیں... میری شادی کو ابھی چند گھنٹے گزرے ہیں اور میری بیوی ابھی سے مجھے عجیب نظروں سے گھورنے لگی ہے... آپ بے شک تفتیش کیجئے لیکن ابھی ذیشان کو گھر جانے دیں... اسے ابھی... کفن دفن کا بندوبست کرنا ہے۔

داؤد: گھر میں اور لوگ بھی ہیں، اس کی فکر نہ کریں...

شان: داؤد بھائی... آپ واقعی سنجیدہ ہیں... آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے جان بوجھ کر...

داؤد: ہاں... مہ وش کے گلے پر تمہاری انگلیوں کے نشان اب بھی موجود ہوں گے ...اگر میں اسے نہ چھڑاتا تو تم اسے گھر میں ہی ہلاک کر ڈالتے...

SHO: یہ کب ہوا؟

داؤد: حادثے سے پندرہ منٹ پہلے...

SHO: ویسے ہمیں بھی اس قسم کی اطلاع ملی ہے کہ کار جب بے قابو ہو کر نیچے جا رہی تھی تو وہ...ان کی بیگم چیخ و پکار کر رہی تھیں اور مدد کے لیے پکار رہی تھیں...

خواجہ: داؤد صاحب... (اس کے قریب جاتا ہے) آپ ایک جھوٹے اور مکار شخص ہیں...اور میرا جی چاہتا ہے کہ... میں آپ کو...

شان: (اٹھ کر اسے روکتا ہے) مزمل... کیا کر رہے ہو...

SHO: آپ ذرا تحمل سے کام لیں جناب... یہ پولیس سٹیشن ہے اور داؤد صاحب ایک اہم سرکاری افسر ہیں، ان کو دھمکیاں نہ دیں... ورنہ آپ کو بھی... ان کے ساتھ بٹھا لیا جائے گا... آپ ذرا ادھر آیئے شان صاحب... (شان کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔ شان اٹھتا ہے۔ SHO حوالات کا دروازہ کھولتا ہے۔ شان چپکے سے اندر جاتا ہے۔ دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ شان کا سلاخوں کے ساتھ کلوز)

CUT

(زر گل اپنے بیٹے کے ساتھ سو رہی ہے۔ آہٹ ہوتی ہے۔ اس کی آنکھ کھلتی ہے... آس پاس دیکھتی ہے۔ اٹھ کر کھڑکی کے باہر جھانکتی ہے۔ وہاں اندھیرے میں کوئی موجودگی ہے۔ یہ بودلک کا چہرہ ہے جو پوشیدہ ہے۔ کھڑکی بند کر کے لیٹ جاتی ہے)

CUT

(اسی رات کا تسلسل ہے۔ ثریا اپنے کمرے میں ٹہل رہی ہے۔ ڈزالو کر کے شپو بی بی کو دکھاتے ہیں جو آنسو پونچھ رہی ہے۔ پھر ثریا پر آتے ہیں جو کھڑکی سے

باہر دیکھتی ہے اور کمرے میں منتظر ہے۔ نیچے داؤد کی گاڑی گھر میں داخل ہوتی ہے۔ داؤد باہر نکلتا ہے۔ اوپر آتا ہے، کمرے میں داخل ہوتا ہے)

ثریا: بہت دیر لگا دی...

داؤد: (چونک کر) اوہ... تم ابھی تک جاگ رہی ہو...

ثریا: ہاں... میں ایک وفا شعار اور محبت کرنے والی بیوی کی طرح تمہارا انتظار کر رہی تھی... تم شان کو لینے گئے تھے...

داؤد: ہاں آں... وہ دراصل... ثریا پریشان نہ ہونا لیکن... شان ابھی گھر نہیں آسکے گا ...نہ نہ... پریشانی کی کوئی بات نہیں...

ثریا: کیوں گھر نہیں آئے گا شان! وہ خیریت سے تو ہے ناں... بہت اپ سیٹ ہو گا... بہت پریشان ہو گا... تم اسے ساتھ لے آتے...

داؤد: ثریا... میری بات ذرا تحمل سے سننا... پولیس کو شک ہے کہ شان نے جان بوجھ کر حادثہ کیا ہے...

ثریا: کیا مطلب؟

داؤد: اس نے مہ وش کو... قتل کیا ہے...

ثریا: (اب اس کی Tone مختلف ہو گی) پولیس کو شک ہے؟

داؤد: ہاں... لیکن تم فکر نہ کرو... میں نے شہر کے بہترین کریمنل لائرز کے ساتھ رابطہ کیا ہے... وہ چند دنوں میں ہی باہر آ جائے گا...

ثریا: میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں داؤد... شان تمہارے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہے... تم نے ہی اس کا خیال رکھنا تھا... میں واقعی تمہاری بے حد شکر گزار ہوں...

داؤد: یہ تو... میرا فرض تھا... (سونے کے لیے بستر پر بیٹھتا ہے) اب تم بھی آرام کرو...

ثریا: داؤد... مجھے حیرت ہے کہ میں نے تم جیسے مکار اور بے ایمان شخص کے ساتھ کیسے نصف سے زیادہ زندگی گزار دی... پولیس کو شک ہے... Indeed... مجھے ابھی خواجہ مزمل کا فون آیا تھا... جو کچھ تم نے پولیس سٹیشن میں شان کے خلاف

کہا، اس نے مجھے بتادیا ہے... ایک ایک لفظ... ہاں داؤد ایک ایک لفظ...

داؤد: وہ... میرے بھائیوں کی طرح ہے اور...

ثریا: اور تم اسے یوسف کی طرح کنویں میں ڈال آئے ہو... چاہتے ہو کہ وہ پھانسی پر لٹک جائے اور (گھر کی طرف اشارہ) یہ سب کچھ اور وہ سب کچھ... تمہارا ہو جائے...

داؤد: تم غلط سمجھ رہی ہو... اس نے واقعی مہ وش کو قتل کیا ہے اور میں... اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں...

ثریا: تم کیسے بیکار اور غیرت کے بغیر شخص ہو... تم (اس کے قریب جاتی ہے) کیسے سپاٹ چہرے سے جھوٹ بولتے ہو... میں ایک ایک لفظ جانتی ہوں جو تم نے میرے بھائی کو ملوث کرنے کے لیے کہا... اور میں تمہیں جانتی ہوں کہ تم اس کمینگی کے اہل ہو... لیکن یاد رکھو داؤد... میرا نام بھی ثریا نہیں، اگر میں تمہیں کیفر کردار تک نہ پہنچاؤں تو...

داؤد: تم نہ صرف بے وقوف ہو بلکہ... ایک خطرناک عورت بھی ہو... پرے ہٹو...

ثریا: ہٹالو... مجھے بھی اپنے راستے سے ہٹالو... (شپو بی بی آتی ہے) شپو اماں آپ بھی جانتی ہیں ناں کہ اس شخص نے آپ کے بیٹے شان کو قتل کے مقدمے میں پھنسا دیا ہے... جانتی ہیں ناں...

داؤد: تم آگے مت آؤ ثریا۔ مت آؤ... (اسے تھپڑ مارنے لگتا ہے تو وہ ہاتھ پکڑ لیتی ہے)

ثریا: نہ نہ داؤد صاحب... یہ پرانے زمانوں کی باتیں ہیں جب آپ مجھے بانجھ قرار دے کر طلاق کی دھمکیاں دیا کرتے تھے... سنو اور کان کھول کر سنو... اگر میرے بھائی کو کچھ ہوا تو... (ہاتھ اس کی گردن تک لے جاتی ہے) مجھے قسم ہے پیدا کرنے والے کی... انہی ہاتھوں سے... ہاں... مجھے قسم ہے...

داؤد: (ڈر چکا ہے) پرے ہٹ جاؤ میں کہتا ہوں... شپو بی بی... میں اس کمرے میں نہیں سوؤں گا... یہ... یہ اگر اس کا بھائی قتل کر سکتا ہے تو... یہ بھی کر سکتی ہے... پرے ہٹو (دھکیل کر باہر چلا جاتا ہے)

(ثریا، شپو کے گلے لگ کر رونے لگتی ہے)

CUT

(ایک جیپ کالاش سے چترال جا رہی ہے۔ جیپ میں دیگر مسافروں کے علاوہ زرگل اور اس کا بیٹا بھی سوار ہیں)

CUT

(چترال قلعہ کے باہر زرگل کھڑی ہے۔ پھر پھاٹک میں سے گزر کر اندر جاتی ہے۔ ایک محافظ آگے آتا ہے)

محافظ: آپ ادھر کدھر جاتا ہے...

زرگل: مجھے ملنا ہے شہزادہ شجاع الرحمٰن سے...

محافظ: شہزادہ صاحب... تو آپ کدھر سے آیا ہے (دور ثناءاللہ گزرتا ہے۔ اس کے پوائنٹ آف ویو سے زرگل کو باتیں کرتا دکھاتے ہیں۔ ثنا بہت حیران ہوتا ہے اور فوراً ان کے قریب آتا ہے)

ثنا: زرگل... یہ... تم ہو... میں ثناءاللہ ہوں، یاد ہے... تم کہاں تھیں؟

زرگل: کالاش میں...

ثنا: لیکن جب میں گیا ہوں... ذیشان نے مجھے فون کیا تھا کہ زرگل... غائب ہے... تو پتہ کرو... تو جب میں گیا ہوں تو بالو نے بتایا تھا کہ تم وہاں نہیں ہو...

زرگل: میں وہیں تھی... لیکن میں نہیں چاہتی تھی کہ شان... گھاس بھی تنگ آ جاتی ہے بار بار پاؤں تلے آتے آتے... یہ میرا بیٹا... شیر... (ثنا اسے پیار کرتا ہے) اور ہم دونوں شہزادہ صاحب سے ملنے آئے ہیں...

ثنا: تو آؤ ناں... آؤ ناں بھابی... چلو بھئی بھتیجے... آؤ آؤ... قاسم دروازہ کھولو... ہماری بھابی صاحبہ تشریف لائی ہیں بابا جان کو ملنے کے لئے!

CUT

(شہزادہ شجاع... اپنے کمرے میں بیٹھا ہے اور حسب معمول اس کا تاریخ دان دوست رحیم خان اس کے قریب مؤدب ہو کر بیٹھا ہوا ہے...)

شجاع: رحیم... رات پھر میں نے وہی خواب دیکھا...

رحیم: کونسا خواب میرے پرنس؟

شجاع: میں ایک لمبے کوہستانی سفر پر نکلا ہوں... اپنا کوہ پیمائی کا سامان اور خیمہ اٹھائے ہوئے... اور میں ایک ایسی وادی میں پہنچتا ہوں جہاں چہار سُو پھول ہیں۔ عجیب دل پذیر شکلوں کے... اور پرندے ہیں ایسے رنگوں کے جیسے آگ میں پک کر آئے ہوں... اور پانی کی آواز ہے اور میں وہاں شب بسری کے لیے خیمہ نصب کرنے لگتا ہوں... تب ان پھولوں اور پرندوں کے درمیان سلیم الرحمٰن چلتا ہوا آتا ہے اور آکر کہتا ہے، بابا آپ نے بہت انتظار کروایا... اب آپ میرے ساتھ اسی وادی میں قیام کریں...

رحیم: آپ کے واہمے ہیں میرے پرنس... پریشان خیال ہیں...

شجاع: میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں اس سفر پر جاؤں گا...

رحیم: میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا میرے پرنس...

شجاع: نہ... نہ... اس وادی میں صرف ایک شخص اتر سکتا ہے... یہ بھی میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ (ثنا اللہ اور زرگل آتے ہیں)

ثنا: بابا... یہ زرگل ہے (شجاع اسے غور سے دیکھتا ہے)

شجاع: ہاں... یہ زرگل ہے... میں اسے پہچانتا ہوں۔ اپنوں کو کون نہیں پہچانتا (اٹھ کر اسے گلے لگاتا ہے) آخری مرتبہ ملی تھی تو میرا دم نکال دیا تھا۔ ایسے چڑیلوں کی طرح یہاں آدھمکی تھی... اور پھر... ایسی گئی کہ پلٹ کر خبر ہی نہ لی... بیٹے تو ہوتے ہیں لیکن بیٹیوں کو تو ایسا نہیں ہونا چاہیے... اور یہ...

زرگل: یہ... شیر... میرا بیٹا...

شجاع: ہوں... شکل ملتی ہے... تم سے کم اور شان سے زیادہ... اس وقت میں سمجھتا تھا کہ شان غلطی کر رہا ہے تم سے شادی کر کے... لیکن اب معلوم ہوا کہ غلطی تم نے کی تھی... شان نے تمہاری قدر نہیں کی... مجھے سب اطلاع ہے... رحیم بیٹی کے لیے کچھ چائے پانی کا بندوبست کرو بھئی...

ثنا: بابا... زرگل، اب کالاش میں ہے اپنے بھائی کے پاس...

شجاع: مجھے یہ بھی اطلاع ہے... ثنا (اسے جانے کا اشارہ کرتا ہے۔ وہ چلا جاتا ہے۔ اب

کمرے میں وہ اکیلے ہیں) بیٹی... اب تم بات کر سکتی ہو...

زرگل: کونسی بات بابا...

شجاع: وہی جس کے لیے تم خاص طور پر میرے پاس آئی ہو...

زرگل: بابا... آپ شاید جانتے ہیں کہ شان کی ایک اور بیوی بھی تھی... وہ ٹھیک ہے... لیکن اس نے میرے بیٹے کو چھین لیا۔ مجھے جنگلی عورت کہا... شان نے بھی کہا... تو میں آگئی... بابا... میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی... پتہ نہیں کیا ہو جائے... تو... شیر... اس کا آپ نے خیال رکھنا ہے...

شجاع: (شیر کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے)... ایسے خیال رکھنا ہے جیسے... جیسے میں سلیم الرحمٰن کا رکھتا تھا...

زرگل: مہربانی بابا... بہت مہربانی... مجھ میں دکھ بہت ہے بابا... درد ہے زندگی کی پوروں تک... اب مجھے تسلی ہے...

شجاع: دیکھو زرگل... یہ میں نے تمہاری تسلی کے لیے کہا ہے... ویسے تم فکرمند کیوں ہوتی ہو... تم کم از کم اس کی شادی کر کے پھر اتنے بڑے پوتے پوتیاں دیکھ کر... پھر مرو گی... یا شاید پھر بھی نہ مرو...

زرگل: مہربانی بابا... (اٹھ کر شجاع کے گلے لگتی ہے اور روتی ہے)... مجھ میں دکھ بہت ہے بابا... درد ہے زندگی کی پوروں تک... مہربانی بابا...

CUT

(وکیل کا دفتر۔ وکیل بہت اعلیٰ پائے کا ہے۔ خواجہ اور وکیل عثمانی دفتر میں داخل ہوتے ہیں)

خواجہ: عثمانی صاحب آپ نے تو یقین دہانی کروائی تھی کہ ہمارا کیس بہت مضبوط ہے... اور...

عثمانی: دیکھیں خواجہ صاحب، قتل کا کیس چاہے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو، ملزم کی ضمانت مشکل سے ہوتی ہے۔

خواجہ: شان بہت نرم طبیعت کا... بہت آسائشوں کا عادی نوجوان ہے عثمانی صاحب... مجھے تو حیرت ہے کہ وہ کس طرح اتنے دنوں سے حوالات میں ہے اور اس کے

لبوں پر شکایت کا ایک لفظ نہیں آیا...

عثمانی: میرا خیال تھا کہ ضمانت ہو جائے گی... لیکن I am sorry... میں اب ہائی کورٹ میں اپیل کرتا ہوں...

خواجہ: ... میں پہلے تو زیادہ فکر مند نہیں تھا... لیکن آج جب ہماری Bail Application Reject ہوئی ہے تو... میرے اندر کچھ وسوسے جاگے ہیں... کیا پوزیشن ہے عثمانی صاحب...

عثمانی: ایک تو داؤد صاحب کا بیان بے حد Damaging ہے اور صرف اسی کی بنیاد پر Conviction ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کی تفتیش کے مطابق ذیشان صاحب کے گھریلو ملازموں نے بھی اقرار کیا ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات بے حد کشیدہ تھے اور... ذیشان اکثر اپنی بیوی کو قتل کرنے کی دھمکی دیا کرتے تھے... پوزیشن کچھ اچھی نہیں ہے خواجہ صاحب...

CUT

(حوالات میں... ذیشان اور شپو اور ثریا)

شپو: (رو رہی ہے) میں کتنے برے نصیبوں والی ہوں... ساری عمر ترستی رہی کہ تمہیں بیٹا کہوں۔ ثریا کے سر پر پیار دوں اور اب... اب وہ وقت آیا ہے تو مجھے یہ وقت دیکھنا پڑ رہا ہے...

شان: اچھا وقت نہیں رہا تو یہ وقت بھی نہیں رہے گا شپو اماں... آپ پلیز نہ روئیں... نہ روئیں پلیز... میرا رب تو جانتا ہے ناں کہ میں بے گناہ ہوں تو وہ کچھ نہ کچھ تو کرے گا ناں... شپو اماں میں بہت جلد ادھر (سلاخوں کے پار) آپ کے پاس ہوں گا...

شپو: میں تیری شکل صاف دیکھنا چاہتی ہوں بیٹے... یہ جو سلاخیں اسے چھپاتی ہیں۔ جیسے ٹکڑوں میں بانٹتی ہیں، مجھے اچھی نہیں لگتیں... میں دن رات تیرے لیے دعا کرتی ہوں... میرا رب فضل کرے گا۔

ثریا: لیکن کچھ نہ کچھ تو ہمیں بھی کرنا ہے ذیشان... کیا کرنا ہے، یہی سمجھ میں نہیں آتا...

شان: کل حنیف صاحب آئے تھے ملاقات کے لیے... وہ کہہ رہے تھے کہ داؤد بھائی نے Predated چیک ایشو کر کے جتنے مشترکہ اکاؤنٹس تھے، ان میں سے تمام رقوم نکلوالی ہیں اور روزانہ بے شمار فائلیں اور کاغذات اپنے ساتھ لے جاتے ہیں...

ثریا: فائلیں اور کاغذات وہ گھر تو نہیں لاتے... پتہ نہیں کہاں لے جاتے ہیں... اور مجھ سے بہتر داؤد کو کون جانتا ہے... اور میں جانتی ہوں شان کہ وہ ڈیڈی کے کاروبار پر قابض ہونا چاہتا ہے۔

شان: ہو جائے قابض... ثریا باجی... میں تو تنگ آ گیا ہوں ان جھگڑوں سے... ان جھمیلوں سے... اس بھاگ دوڑ سے... شاید مجھے یہاں... جیل کے اندر سکون مل جائے...

ثریا: تم بکواس نہیں کرو چھوٹے بھائی... تم ذرا دیکھتے جاؤ کہ یہ جھگڑے اور جھمیلے کس طرح ختم ہوتے ہیں۔ تم دیکھتے جاؤ۔

CUT

(ظفر کا دفتر۔ داؤد ایک مالک اور طاقتور شخص کی حیثیت اور یقین کے ساتھ اندر آ رہا ہے... جہاں شان بیٹھا کرتا تھا۔ اس کمرے کے باہر سے گزرتا ہے تو اپنے خیال میں ایک خالی کرسی کی جانب دیکھتا ہے لیکن وہاں ثریا براجمان ہے اور کاغذات پر دستخط کر رہی ہے... ایک کلرک کو روکتا ہے)

داؤد: صدیق... ادھر آؤ... یہ بیگم صاحبہ ادھر کیا کر رہی ہیں؟

صدیق: پتہ نہیں داؤد صاحب... صبح سویرے آ گئی تھیں... کہنے لگیں ظفر صاحب کی ڈیتھ کے بعد جتنے چیک ایشو ہوئے ہیں، ان کی رسیدیں لائیں اور تمام فائلیں چیک کروائیں... ہم تو صبح سے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں سر...

(داؤد زیر لب کوئی گالی وغیرہ دیتا ہے اور پھر ٹائی درست کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ ثریا عینک پہنے کاغذات پر دستخط وغیرہ کر رہی ہے۔ داؤد کھانس کر اپنی موجودگی کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ اوپر دیکھتی ہے۔ اسے صرف بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہے اور پھر فائلوں پر جھکتی ہے۔ دو تین کاغذات پر دستخط کرنے کے

بعد پھر سر اٹھاتی ہے)

ثریا: آج آپ اپنے دفتر نہیں گئے؟

داؤد: نہیں...

ثریا: کبھی سرکار کا کام بھی کر دیا کیجیے جو آپ کو تنخواہ دیتی ہے...

داؤد: اور یہاں کا کام کون کرے گا... انکل ظفر کے اتنے بڑے بزنس کو کون سنبھالے گا؟

ثریا: میں...

داؤد: (بھونچکا رہ جاتا ہے) تم...

ثریا: ہاں میں... ثریا ظفر... ظفر صاحب کی بیٹی جو ان کے کاروبار کی جائز وارث ہے ...ذیشان کے ساتھ... تو میں ہی بزنس سنبھالوں گی فی الحال اور کون سنبھالے گا داؤد... اور داؤد... جائنٹ اکاؤنٹس میں سے تمام کی تمام رقم کیوں نکلوا لی گئی ہے... اور وہ رقم کہاں ہے؟

داؤد: ثریا...

ثریا: جی...

داؤد: گویا مجھے تمہیں حساب دینا پڑے گا... تمہارے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا...

ثریا: And why not?

داؤد: تمہیں شاید علم نہیں بے وقوف عورت کہ میں ظفر انکل کا پارٹنر بھی تھا... اور ظاہر ہے اب بھی ہوں... اس بزنس کو وسیع کرنے میں میرا بھی ہاتھ ہے اور ...اگر میں چاہوں تو یہ کاروبار... مکمل طور پر Collapse کر سکتا ہوں...

ثریا: میں اب بھی یہ جاننا چاہتی ہوں کہ جائنٹ اکاؤنٹس میں سے تمام رقوم کیوں نکلوائی گئیں اور وہ رقوم کہاں ہیں... میں اس لیے جاننا چاہتی ہوں کہ... میں ایک بے وقوف عورت ہوں...

CUT

(زر گل ایک کھیت میں چارہ کاٹ رہی ہے۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ کچھ فاصلے پر شاہ نام ہے... وہ اس کی جانب فکر مندی سے دیکھ رہی ہے۔ زر گل

کھانستی ہے۔ سانس درست کرتی ہے اور پھر درانتی سے چارہ کاٹنے لگتی ہے)

شاہ نام: زر گل... تمہیں بالو نے بھی نہیں کہا... تمہیں میں نے بھی کہا کہ چارہ نہیں کاٹو... تم ٹھیک نہیں...

زر گل: میں ٹھیک ہوں...

شاہ نام: نہیں... تم ایسی مچھلی جو پانی سے جدا... تم زندہ نہیں... ٹھیک نہیں...

زر گل: تو میں کیا کروں شاہ نام... واپس چلی جاؤں اس کے پاس... اپنے بیٹے کو ان کے حوالے کر دوں؟ اپنی گود خالی کر دوں... اور پھر ذیشان مجھے جنگلی عورت بولے ...واپس کیسے جاؤں...

شاہ نام: تم بہت تیز بولو... سمجھ میں نہیں آتا... آہستہ آہستہ بولو... تمہارا جی چاہتا کہ ذیشان ہو... جی چاہتا...؟

زر گل: (ٹھنڈی سانس بھرتی ہے) میرا جی شاہ نام... کیا بتاؤں کہ میرا جی کیا کیا کچھ چاہتا ہے... جیسے ... جیسے چشمے سے پانی خود بخود نکلتا ہے۔ ایسے ذیشان کے لیے میرے دل کے چشمے سے محبت نکلتی ہے... میں روک نہیں سکتی... یہ محبت رکتی نہیں شاہ نام... لیکن... میں نے واپس نہیں جانا... (چارہ کاٹنے لگتی ہے اور ذرا گرتی ہے)

شاہ نام: میں لے جاؤں... چھوڑو...

زر گل: نہیں... میں بالکل ٹھیک ہوں... شاہ نام میرا جی کیا کیا کچھ چاہتا ہے (چارہ اٹھاتی ہے اور اوپر اپنے گاؤں کی جانب چلنے لگتی ہے۔ جنگل میں چل رہی ہے۔ دو تین کٹ... پھر اسے اس موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ تھوڑی سی خوفزدہ ہو کر ارد گرد دیکھتی ہے۔ پھر چلنے لگتی ہے... راستے میں قربان گاہ ہے... وہ وہاں سے گزرتی ہے... ٹھہرتی ہے اور چاروں طرف دیکھتی ہے... کیمرہ آس پاس کے درختوں وغیرہ پر گھومتا ہوا رکتا ہے تو بودلک پر رکتا ہے جو قربان گاہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ زر گل اسے دیکھتی ہے۔ یہیں وہ ایسی سحر میں گرفتار ہوتی ہے جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر بے بس ہوتا ہے اور بے اختیار اس کی طرف بڑھتی ہے۔ بودلک ہاتھ پھیلائے اس یقین کے ساتھ کھڑا ہے کہ وہ

خود بخود اس کی آغوش میں آئے گی... زر گل آگے بڑھ رہی ہے۔ جونہی بودلک کے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر آتے ہیں، وہ جیسے ہوش میں آجاتی ہے اور چونک کر پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ اب بودلک آگے بڑھتا ہے... ایک ایک قدم... اور زر گل پیچھے ہٹ رہی ہے... جب قربان گاہ کی دیوار آتی ہے اور پیچھے ہٹ جانے کے لیے کوئی جگہ نہیں اور بودلک بالکل قریب آچکا ہے تو زر گل بولتی ہے)...

زر گل: نہیں بودلک نہیں... رک جاؤ اور یہیں رک جاؤ (بودلک بے حد حیران ہے کیونکہ اسے تو خدا سمجھا جاتا ہے اور وہ حکم دے کر لڑکیوں کو اپنے پاس بلاتا ہے) تم نے میرا بہت پیچھا کیا... ہر جھاڑی میں پوشیدہ... تم تھے... رات کی سیاہی میں گم... تم تھے... اور چاندنی راتوں میں ہر سایہ تم تھے... تم تھے جو میرا پیچھا کرتے تھے... کیوں بودلک... کیوں؟... رک جاؤ (زر گل کے ہاتھ میں جو درانتی ہے، اسے سیدھا کر دیتی ہے) اگر تم رکتے نہیں تو میں تمہیں روک لوں گی... میں پرانی رسموں اور رواجوں سے ڈرنے والی زر گل نہیں... تم خدا ہو تو کسی اور کے... میرے نہیں ہو... میں باہر کی دنیا دیکھ آئی ہوں... اور اس کی روشنی میں تمہیں دیکھتی ہوں تو تم... کچھ بھی نہیں ہو... رک جاؤ (درانتی تقریباً اس کی گردن تک لے جاتی ہے) میں انتقام لے سکتی ہوں... ان بے بس اور رواجوں سے بندھی لڑکیوں کا... جو تمہارا شکار ہوئیں... (بودلک پیچھے ہٹ رہا ہے) ہاں... مجھ میں اتنی طاقت ہے... جاؤ... اور بودلک... اگر اب میری زندگی میں... کسی جھاڑی میں پوشیدہ... تم ہوئے... رات کی سیاہی میں گم... تم ہوئے... تو (درانتی بالکل اسے قتل کرنے اس کی گردن کاٹنے کے انداز میں آگے کرتی ہے)... چلے جاؤ (بودلک... سر جھکاتا ہے اور چلا جاتا ہے... تھیم موسیقی ابھرتی ہے۔ زر گل کا بگ کلوز... آنسو... جو پونچھتی ہے... اپنا چارہ اٹھاتی ہے اور گاؤں کی جانب چلنے لگتی ہے)

CUT

(پرنس شجاع قلعے کے مختلف حصوں میں ایک خاص سوچ میں گم، دریا کو دیکھتا

ہے۔ سیر کرتا ہوا)

CUT

(پرنس اپنے کمرے میں۔ اس کے سامنے بیٹے کی تصویر... اور وہ اس سے باتیں کر رہا ہے)

پرنس: سلیم الرحمٰن... وہ سب کچھ نقش ہے... (سینے پر ہاتھ مار کر) یہاں... آخری منظر کُھدا ہوا ہے میرے سینے میں... رحیم الدین کہتا ہے کہ کوئی بہانہ بن جاتا ہے ورنہ نصیب کی تند و تیز ندی میں ہم سب بے اختیار بہتے چلے جاتے ہیں... یہ میرے نصیب میں ہی کیوں تھا سلیم الرحمٰن... تم... تم... اور لوگوں نے مجھے موردِ الزام ٹھہرایا... باپ کو... کہ میں تمہاری موت کا ذمہ دار تھا... نہیں نہیں... موت نہیں... جب تم اس برفانی دراڑ میں گرے ہو تو زندہ تھے... میں آگے آگے چل رہا تھا اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو... تم اب بھی زندہ ہو... ہاں... ہاں... وہیں ہو جہاں میں تمہیں چھوڑ کر آیا تھا... اور سلیم الرحمٰن میں آؤں گا... آؤں گا... تم سے ملنے... لیکن اس سے پیشتر کچھ کام میں نے کرنے ہیں... لیکن میں آؤں گا تمہارے پاس... (اس منظر کے دوران مہر فاطمہ آچکی ہے اور اپنے باپ کی باتیں سن کر متاثر ہو چکی ہے)

مہر: بابا... (وہ نہیں سنتا۔ قریب جاتی ہے) بابا...

شجاع: اوہ مہر... (ہنستا ہے) ہم دونوں باپ بیٹی کیسے الگ الگ ہوئے ہیں... کیسے تنہا ہوئے ہیں... کم از کم تمہارے لیے یہ رویہ صحت مند نہیں ہے مہر افروز...

مہر: میں اب قلعے کے اندر آچکی ہوں بابا... اور باہر نہیں جانا چاہتی۔

شجاع: کبھی نہ کبھی تمہیں باہر جانا ہوگا... کسی نہ کسی کے ساتھ تمہیں... گھر بسانا ہوگا...

مہر: نہیں بابا... آپ جانتے ہیں کہ... بس مجھے اپنے قریب رہنے دیجیے، مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔

شجاع: ثناءاللہ کی بھی نہیں...

مہر: نہیں۔

شجاع: وہ بہت گہرے جذبات رکھتا ہے تمہارے لیے... پچھلے پانچ برس سے... تم اسے

مسلسل انکار کر رہی ہو...

مہر: میں اس موضوع پر بات کرنا پسند نہیں کرتی...

شجاع: (غصے میں) اپنے بابا سے بھی نہیں... (مہر قدرے خوفزدہ ہوتی ہے) میری بات غور سے سنو... میں قدرے مخبوط الحواس تو ہو چکا ہوں لیکن... لیکن میری Sense of timing ابھی پرفیکٹ ہے۔ ثنااللہ نے پچھلے دو برس سے تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا...

مہر: I don't care

شجاع: سنو... اور ظاہر ہے اس نے تم سے شادی کی درخواست بھی نہیں کی... ان دو برسوں میں... مہر افروز... یہ جان لو بیٹی کہ... ثنااللہ آخری چانس ہے... اس کے بعد کوئی نہیں آئے گا... کوئی بھی نہیں... کیا کرو گی؟

مہر: آپ کے ساتھ...

شجاع: میرے ساتھ... میں کتنے روز ہوں یہاں؟ اور میرے بعد اس ویرانے قلعے میں تنہا رہو گی... ایک ایک... روح کی طرح... برفباری کے موسموں میں... سردیوں کی شاموں میں... بارشوں میں... یہاں ان وسیع اور بلند چھتوں والے کمروں میں تنہا پھرو گی... (اس پر اثر ہو رہا ہے)

مہر: I Don't care

شجاع: You do care my darling... تم اب خوفزدہ ہو... تنہائی سے... مستقبل سے۔ میرا مشورہ ہے... مشورہ نہیں خواہش ہے کہ تم اس بار ثنااللہ کو انکار نہ کرنا... (وہ کمرے سے جانے لگتی ہے...) آج شام مرر ہال میں اکٹھے کھانا کھائیں گے... انکار نہ کرنا (وہ باہر جاتی ہے تو رحیم الدین چپکے سے اندر آجاتا ہے) ہاں میرے دوست تم نے درست مشورہ دیا تھا کہ مجھے خود اس معاملے میں دخل دینا چاہیے... مہر اور ثنا کے معاملے میں... شکریہ رحیم الدین۔

CUT

(شام دکھانے سے پہلے۔ دریا اور چترال کا کوئی منظر جس پر ڈزالو ہو سکے...)

CUT

(مہر افروز ایک شمع کی روشنی میں اپنے آپ کو ایک پرانے قدِ آدم آئینے میں دیکھ رہی ہے... جیسے ماضی میں اپنے آپ کو Admire کرتی تھی ویسے... اور پھر قریب ہو کر آئینہ دیکھتی ہے۔ اسے آنکھوں کے گرد دو تین جھریاں نظر آتی ہیں... چہرے پر بھی تھکن کے آثار ہیں۔ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ فاصلے پر اپنے آپ کو دیکھتی ہے اور پھر بہت متکبر ہو جاتی ہے)

CUT

(منظر مکمل تاریکی سے شروع ہوتا ہے۔ موسیقی کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر ماچس کی رگڑ اور ایک موم بتی روشن ہوتی ہے۔ شجاع ایک ایک کر کے برآمدے میں، کمرہ میں جہاں جہاں ممکن ہو موم بتیاں جلاتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ روشنی ہو جاتی ہے۔ پس منظر میں رحیم الدین کھڑا ہے۔ یہ مکالمے موم بتیاں جلانے کے دوران ادا کیے جائیں گے)

شجاع: اسے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا تھا رحیم الدین... شام ہونے سے پہلے وہ قلعے کی تمام روشنیاں جلا دیتا... سیڑھیوں میں تاریکی ہوتی تو کہتا بابا پہلے آپ جا کر روشنی جلا دیں، پھر آؤں گا... وہاں اس برفانی دراڑ کے اندر بھی تو تاریکی ہو گی... اسے ڈر آتا ہو گا رحیم الدین... کوئی طریقہ، کوئی راستہ ایسا ہو کہ میں وہاں بھی ایک شمع روشن کر دوں... اور پھر اس کی شکل دیکھوں... پیارے بیٹے کی بھولتی ہوئی شکل... (مڑتا ہے تو ثنااللہ کھڑا ہے اور اس پر بھی موم بتیوں کی روشنی ہے) آؤ ثنااللہ... کب سے کھڑے ہو؟

ثنا: جب سے آپ مجھے یاد کر رہے ہیں...

شجاع: ہاں... تم ہی تو وہ بیٹے ہو جسے میں یاد کر رہا تھا... بیٹھو... مصروفیت کچھ زیادہ ہو گئی ہے ثنااللہ...

ثنا: ہاں بابا... اسلام آباد، کراچی، پشاور، چترال... ایک چکر ہے پاؤں میں... صرف شہزادگی تو گھر کا خرچ نہیں چلا سکتی... (اس دوران مہر فاطمہ آتی ہے اور انہیں گفتگو میں محو پا کر رک جاتی ہے)

شجاع: نہیں نہیں ماشاءاللہ بہت اچھا کاروبار ہے ہمارا... اور... بیٹھو بیٹھو... بہت دنوں

سے ہم اکٹھے نہیں بیٹھے تھے تو... اور تم سے ایک ضروری بات بھی کہنا تھی...
ثنا... میں مختصر بات کروں گا... میری خواہش ہے کہ... تم مہر افروز کے ساتھ شادی کر لو...

ثنا: (مسکراتا ہے) مہر آپ جانتے ہیں بابا... ہمیشہ انکار کرتی ہے۔

شجاع: اب نہیں کرے گی... تم... پوچھو تو سہی۔

ثنا: شاید اب میں انکار کر دوں... (مہر کا کلوز۔ شجاع کا ری ایکشن) بابا ہر شخص کی انا ہوتی ہے اور اس نے مجھے، میری انا کو بہت مجروح کیا... نہیں... اب میں اسے نہیں پوچھوں گا...

شجاع: ثنا... میں ... میں جانتا ہوں کہ اس کا رویہ بہت ... نامناسب تھا لیکن... اگر میں تم سے درخواست کروں تب بھی تم...

ثنا: شاید تب بھی نہیں...

شجاع: ثنا اگر میں... تمہارا بابا... درخواست کرے تو (یہاں مہر سامنے آتی ہے)

مہر: آپ کیوں منتیں کر رہے ہیں بابا... کوئی ضرورت نہیں درخواستیں پیش کرنے کی... میں اتنی گری پڑی شے ہوں کہ... آپ کو... کوئی ضرورت نہیں (روتی ہے اور پھر کمرے سے نکلتی ہے) سب کے ری ایکشن۔ شجاع، ثنا کی طرف دیکھتا ہے۔ ثنا کچھ سوچتا ہے اور اس کے پیچھے جاتا ہے۔ مہر فاطمہ کسی راہداری میں یا قدیم کمرے میں رو رہی ہے۔ ثنا قریب جاتا ہے۔)

ثنا: مہر... پلیز آپ روئیں نہیں...

مہر: آپ چلے جائیں یہاں سے...

ثنا: آپ Promise کریں کہ آپ روئیں گی نہیں تو میں چلا جاؤں گا... میں آپ کے آنسو نہیں دیکھ سکتا...

مہر: اور کیوں کروائی ہیں منتیں میرے بابا سے... میں... میں... میرے بابا تم سے درخواست کریں... میرے لیے...

ثنا: اور میں نے جو درخواستیں کی ہیں آج تک... منتیں کی ہیں تمہاری... ان کی کوئی حیثیت نہیں... ان کا خیال کبھی آیا... اور مہر... میں بھی کنارے پر پہنچ چکا

ہوں، اس لیے نہیں کہ بابا نے کہا تھا بلکہ اس لیے کہ... میں... میں تمہیں... مہر... مجھ سے شادی کر لو...

(مہر اٹھتی ہے۔ موسیقی کے ساتھ۔ آنسو پونچھتی ہے... اس کی جانب دیکھتی ہے اور ایک بہت ہی ضعیف سی مسکراہٹ)

CUT یا ڈزالو

(ڈائننگ ٹیبل پر سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ رحیم الدین، شجاع الرحمٰن، مہر فاطمہ اور ثنا اللہ... مہر اور ثنا ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ہیں۔ شجاع انہیں دیکھتا ہے اور اسے طمانیت ہوتی ہے)

CUT

(کمرہ خالی ہے۔ صرف شمعیں جل رہی ہیں۔ ٹیبل پر صرف شجاع۔ رحیم الدین حسب معمول ایک جانب صوفے پر یا کرسی پر بیٹھا ہے)

شجاع: بہت دنوں کے بعد میری زندگی میں خوشی کی ایک شام آئی ہے...

رحیم: آپ کو مبارک ہو میرے پرنس... یہ قلعہ پھر سے آباد ہو گا...

شجاع: شادی کے انتظامات تم نے کرنے ہیں رحیم الدین... (سگار پی رہا ہے)

رحیم: شایان شان طریقے سے ہوں گے میرے پرنس...

شجاع: کھانے سے پہلے میں نے تم سے کہا تھا... کہ میرا پرانا خیمہ... میرا رُک سیک اور کوہ پیمائی کا سامان لے کر آؤ...

رحیم: میں لے آیا تھا... لیکن... (سامان، پہلے خیمہ۔ رُک سیک اور آئس ریکس وغیرہ آگے رکھتا ہے)

شجاع: میں کچھ پرانی یادیں تازہ کرنا چاہتا تھا... دیکھتا ہوں کہ میں اب اس بوجھ کو اٹھا بھی سکتا ہوں یا نہیں (اٹھاتا ہے) ہاں... ذرا مشکل ہو گا... لیکن (بیٹے کی تصویر اٹھاتا ہے) ملاقات کے لیے مشکل تو ہوتی ہے... (ہاتھ میں ہائکنگ سٹک پکڑتا ہے) میں چلتا ہوں رحیم الدین۔

رحیم: (یکدم گھبرا جاتا ہے) کہاں میرے پرنس...

شجاع: مجھے... اپنے بیٹے سے... سلیم الرحمٰن سے ملنے جانا ہے... وہ میرا منتظر ہے...

ترچ میر کی چوٹی کے قریب ایک برفانی دراڑ میں... (اب یہاں سے وہ ایک ایک شمع پھونک مار کر بجھاتا جائے گا اور مکالمے بولتا چلا جائے گا) وہ میرا منتظر ہے... میں جانتا ہوں... وہ زندہ ہے... اور ہاں ایک ماچس اور چند شمعیں... وہ برفانی دراڑ کے اندھیرے میں بیٹھا ہو گا... اسے ہمیشہ اندھیرے سے ڈر لگتا تھا... میں شمع جلاؤں گا تو وہ کہے، بابا، آپ آگئے... اور میں کہوں گا... ہاں اب میں ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس آگیا ہوں بیٹے...

رحیم: میں میں آپ کو جانے نہیں دوں گا میرے پرنس...

شجاع: خبردار... میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوئے تو... ہٹ جاؤ...

رحیم: نہیں میرے پرنس...

شجاع: اپنے پرنس کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہو... ہٹ جاؤ رحیم الدین... تم جانتے ہو کہ میں اب رکوں گا نہیں... میرا بیٹا میرا انتظار کر رہا ہے... میں نے جانا ہے... سفر طویل ہے... مجھے جانے دو (آخری موم بتی بجھاتا ہے تو پھر پہلے کی طرح مکمل تاریکی ہو جاتی ہے)... میرا پیچھا نہ کرنا رحیم الدین... پیچھا نہ کرنا (موسیقی بلند ہو جاتی ہے اور صرف اندھیرا ہے)

CUT

(شہر کی ایک رات کا منظر۔ کاریں، لائٹس وغیرہ... یہ Late night ہے۔)

CUT

(ثریا اپنے بیڈ روم میں سو رہی ہے۔ لائٹس آف ہیں۔ ایک ہاتھ ایک کھڑکی کی چٹخنی چڑھاتا ہے۔ پھر ثریا کا کلوز سوتے ہوئے۔ وہی ہاتھ ایک کھڑکی بند کرتا ہے اور چٹخنی چڑھاتا ہے۔ کوئی اس کمرے میں ہے اور دبے پاؤں چلتا ہے۔ کوئی دروازہ، غسل خانے کا شاید ذرا کھلا ہے۔ اسے بھی بند کیا جاتا ہے۔ پھر کیمرہ گیس ہیٹر پر کلوز ہوتا ہے۔ ہاتھ گیس ہیٹر کو آن کرتا ہے اور سرسراہٹ کی آواز جیسے گیس نکل رہی ہے۔ ہاتھ میں ماچس ہے لیکن گیس جلاتا نہیں۔ قدم کمرے سے باہر جاتے ہیں۔ باہر والے دروازے کو ایک شخص بند کر رہا ہے۔ وہ شخص پلٹتا ہے تو سامنے نیم تاریکی میں شیپو بی بی کھڑی ہوئی ہے۔ یہ شخص داؤد ہے)

داؤد: شیپو بی بی تم... رات کے اس پہر یہاں کیا کر رہی ہو؟

شیپو: میں آپ سے بھی تو یہی سوال پوچھ سکتی ہوں...

داؤد: (ہنستا ہے) میں... میں اپنی بیگم کے کمرے سے باہر آ رہا ہوں... میں ثریا کا خاوند ہوں۔ اگر آپ حقیقت کے بارے میں لاعلم ہیں تو...

شیپو: میں جانتی ہوں کہ آپ دونوں الگ الگ کمروں میں سوتے ہیں...

داؤد: (ناگواری سے) بے شک تم نے ایک عجیب و غریب ڈرامہ رچا رکھا ہے کہ کسی طرح ظفر انکل نے تمہارے ساتھ پتہ نہیں کیسے نکاح پڑھوا لیا تھا لیکن اس کے باوجود میری نظر میں تم ایک عام گھریلو ملازمہ ہو... اس لیے اپنی حیثیت یاد رکھو (شیپو آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے لگتی ہے) کہاں جا رہی ہو؟

شیپو: ثریا بیٹی نے مجھے بلایا ہے۔

داؤد: لیکن وہ تو سوئی ہوئی ہے۔

شیپو: تو پھر آپ اس کے کمرے میں کیا کر رہے تھے... یہ بُو... کس چیز کی ہے... (اسے دھکیل کر دروازہ کھولتی ہے اور اندر جاتی ہے۔ اندر جاتے ہی کھانسنے لگتی ہے۔ ثریا کے کلوز جیسے مر چکی ہے۔ شیپو... ہیٹر تک جاتی ہے، اسے آف کرتی ہے۔ دو تین کھڑکیاں کھولتی ہے اور پھر ثریا کے پاس جاتی ہے...)

شیپو: ثریا بیٹی (اس کے رخساروں کو تھپکتی ہے۔ وہ جاگتی ہے اور وہ بھی کھانسنے لگتی ہے۔ اس دوران داؤد بھی اندر آ جاتا ہے)

داؤد: کیا ہوا شیپو بی بی... ثریا... یہ یہاں بُو کیسی ہے... اوہ مائی گاڈ... ثریا تم ہیٹر جلا کر سوئی تھیں... لگتا ہے کہ گیس پیچھے سے بند ہوئی اور پھر کچھ دیر بعد دوبارہ آ گئی... شکر ہے شیپو بی بی آ گئیں...

شیپو: ہاں شکر ہے میں آ گئی داؤد صاحب... (پانی لا کر ثریا کو دیتی ہے) بیٹی اب تم کیسی ہو...

ثریا: بس گلے میں خراشیں ہیں اور (اٹھ کر کھڑکی کے قریب جا کر سانس لیتی ہے) اب بہتر ہوں... لیکن میں تو ہیٹر بند کر کے سوئی تھی...

داؤد: تو پھر یہ کیسے ہوا؟

شبو: یہ ایسے ہوا کہ تم ثریا کے کمرے میں چوری چھپے آئے۔ تمام کھڑکیاں مضبوطی سے بند کیں۔ گیس آن کی اور پھر جب تم بیڈ روم کا دروازہ بند کر رہے تھے تو میں نے تمہیں دیکھ لیا... یہ ایسے ہوا ثریا...

ثریا: داؤد...

داؤد: یہ جھوٹ بولتی ہے... (اس کی طرف بڑھتا ہے)

ثریا: داؤد... یہ میری ماں ہے، اس کے قریب نہ جانا...

داؤد: میں تو... یونہی ادھر سے گزر رہا تھا... بلکہ میں نے ہی دراصل تمہاری جان بچائی ہے۔

شبو: اس نے متعدد بار ذیشان کی جان... بچانے کی بھی کوشش کی تھی ثریا... جس روز اس کا حادثہ ہوا ہے، بریکیں فیل ہو جانے کی وجہ سے... اس دوپہر... داؤد... بہت دیر گیراج میں رہا تھا... میں اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں... اور میں ابھی اور اسی وقت پولیس کو رپورٹ کرنے جا رہی ہوں...

داؤد: تو جاؤ... تمہاری بات کا کون اعتبار کرے گا...

ثریا: میں بھی تو ساتھ جاؤں گی داؤد... تم نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے اور شبو اماں اس کی گواہ ہیں... کیوں اماں (وہ سر ہلاتی ہے) ... تو چلیں؟

داؤد: بے وقوف عورت...

ثریا: ہٹ جاؤ داؤد... مجھ میں تمہیں دھکیل کر نکل جانے کے لیے بہت طاقت ہے... (اسے دھکیل کر دروازے کی طرف جاتی ہے اور پھر پلٹتی ہے) ہاں... ایک Deal ہو سکتا ہے...

داؤد: کس قسم کا Deal؟

ثریا: ہم کاروباری لوگ ہیں... تو ذرا کاروبار ہو جائے... تم پر بھی اتنا ہی سنگین مقدمہ بن سکتا ہے جتنا کہ ذیشان پر... تم نے بنا دیا ہے تو Deal یہ ہے کہ تم... اس کے خلاف بیان نہیں دو گے... مقدمے کو Pursue نہیں کرو گے...

داؤد: تم مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟

ثریا: ہاں... ورنہ... جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ میرا نام بھی ثریا نہیں اگر... تم اپنی بقیہ

زندگی جیل میں...

داؤد: میں سوچتا ہوں اس بارے میں...

ثریا: نہیں یہ ڈیل ابھی ہو گا... یا کبھی نہیں... بولو داؤد... تمہیں تو ہائی لیول کے فیصلے فوری طور پر کرنے کی عادت ہے... منظور... یا نا منظور...

داؤد: ...اور کسی کو اس... اس حادثے کی خبر نہ ہو گی۔

شبو: نہ اس حادثے کی اور نہ ان کی... جو ماضی میں ہوئے...

داؤد: ٹھیک ہے... مجھے منظور ہے... لیکن...

ثریا: لیکن کیا داؤد؟

داؤد: کچھ نہیں... مجھے منظور ہے۔

CUT

(حوالات کے دروازے کھل رہے ہیں اور آخر میں ذیشان کا چہرہ۔ داڑھی اور بال وغیرہ بڑھے ہوئے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا باہر آ جاتا ہے) کھلی فضا میں سانس لیتا ہے اور اس پر کالاش کے ڈھول کی آواز سپر ہوتی ہے)

CUT

(کالاش میں۔ زرگل بستر پر لیٹی ہوئی۔ قدرے بیمار ہے۔ کھانس رہی ہے۔ دور ڈھول کی وہ آواز جس پر رقص ہوتا ہے جو ذیشان پر سپر ہوتی ہے۔ زرگل سنتی ہے۔ قریب ہی بیٹا لیٹا ہوا ہے۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ پھر آہستہ سے کھلتا ہے۔ شاہ نام داخل ہوتی ہے۔ وہ بہت خوبصورت شادی کے لباس میں ہے)

شاہ نام: یہ تو اوکے نہیں ہے... تم میری شادی میں نہیں آؤ تو، یہ بالکل اوکے نہیں زرگل... ادھر سارا گاؤں... لیکن تم نہیں... کیوں؟

زرگل: میری طبیعت اچھی نہیں شاہ نام... بہت تھکن ہے... جیسے ہرن چوکڑیاں بھرتا بھرتا تھک جاتا ہے۔ میں بھی تھک گئی ہوں۔

شاہ نام: کیوں؟... ابھی اتنا سفر نہیں کیا کہ تھک جاؤ... اٹھو... تمہارے بغیر نہیں جاؤں گی... تم چلو... سب ناچتے ہیں خوشی میں... آؤ زرگل... آؤ

زرگل: ایسے ڈھول بجتا تھا جب شان ادھر آیا تھا... ارمان شاہ کے ہوٹل کے پاس...

ندی کنارے اس نے خیمہ لگایا تھا... وہ خیمہ میرے دل میں لگ گیا... ادھر...

شاہ: یاد آتا ہے ناں...

زرگل: ہاں... بہت... ایسے... جیسے پرندہ اپنے اخروٹ کے درخت کو یاد کرتا ہے... جیسے بوٹے پانی کو یاد کرتے ہیں۔ ایسے... ایسے وہ یاد آتا ہے...

شاہ: زرگل تم جاؤ اسلام آباد... شیر ادھر چھوڑ جاؤ... جاؤ اور ملو شان کو...

زرگل: ہاں... یہ میں نے نہیں سوچا تھا کہ اگر میں شیر کو ادھر چھوڑ دوں تو... وہ اسے نہیں چھین سکتے... اس کا خیال کون رکھے گا؟

شاہ: میں...

زرگل: ہاں شاہ نام... میں سوچتی ہوں... ہاں میں کراچی جانا چاہتی ہوں۔ اپنے ذیشان سے ملنے... اپنی ٹھنڈ اور اپنی ہریاول سے ملنے...

شاہ: لیکن ابھی تم چلو... میری شادی میں... آؤ... آؤ زرگل (اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے۔ زرگل ہاتھ تھامتی ہے) لیکن اس لباس میں نہیں... اپنے لباس میں!

CUT

(ایک شارپ کٹ۔ جیسا رقص ذیشان کے زمانے میں ہوا تھا۔ وہ جب اس نے زرگل کو پہلی بار دیکھا تھا۔ ڈھول کی آواز... (زرگل رقص میں شامل نہیں صرف دیکھ رہی ہے۔ شاہ نام بھی رقص میں شامل ہے اور اس کا دولہا بھی... جو چترالی ٹوپی اور لمبے چوغے میں ہے... زرگل کے زاویئے سے رقص دکھا رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ ڈھول کی تھاپ وغیرہ ختم ہو جاتی ہے اور دھیمی موسیقی شروع ہو جاتی ہے۔ زرگل کو شان کے ساتھ پہلی ملاقات یاد آتی ہے۔ زرگل رقص کر رہی ہے... پھر کٹ کرتے ہیں کہ وہ بیٹھی دیکھ رہی ہے۔ شاہ نام آتی ہے، اسے ہاتھ سے پکڑ کر رقص کے دائرے میں لے جاتی ہے۔ زرگل آہستہ آہستہ اپنے آپ میں گم حرکت کرتی ہے اور یہاں بھی شان کے چہرے کے منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں... یکدم گر جاتی ہے... سب لوگ اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ اس کی آنکھیں بند ہیں۔ بالو، بشارا، شاہ نام وغیرہ کے فکر مند چہرے...)

CUT

(ذیشان کا گھر۔ ثریا اور شپو بی بی۔ دروازہ آہستہ سے کھلتا ہے اور شان داخل ہوتا ہے۔ وہ حوالات سے سیدھا ادھر آ رہا ہے۔ پریشان حال اور خاموش۔ شپو آگے جاتی ہے اور اسے گلے لگا لیتی ہے۔ پھر ثریا آگے بڑھ کر ایک محبت کرنے والی بڑی بہن کی طرح اسے پیار کرتی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔)

ثریا: ویلکم ہوم چھوٹے بھائی... تمہارے بغیر یہاں رونق نہیں تھی۔ تھکے ہوئے ہو بہت... بیٹھ جاؤ... ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے...

شان: آپ جانتی تھیں کہ آج میں آؤں گا۔

ثریا: ہاں... میرے خون میں دستک ہو رہی تھی... میں جانتی تھی کہ تم آج آؤ گے... کیوں شپو اماں؟

شپو: ہاں شان... آج صبح سے ہی اس نے گھر کی صفائی شروع کرا دی... تمہارا کمرہ خاص طور پر تیار کیا... بے شک جا کر دیکھ لو... بستر کے ساتھ تپائی پر تمہارے لیے دودھ کا گلاس بھی رکھا ہے... (آبدیدہ ہو کر) بہت بے رونقی تھی تمہارے بغیر شان بیٹے... اب اس گھر میں پھر سے رونقیں ہوں گی... پھر سے چہل پہل ہو گی... انشاء اللہ... تم نے بہت دنوں سے گھر کا کھانا نہیں کھایا... میں نے تمہارے لیے کوفتے پکائے ہیں... میں لاتی ہوں...

(شپو جاتی ہے)

شان: یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ثریا آپا... میرا مطلب ہے میں جس شکنجے میں جکڑا ہوا تھا، اس کی گرفت ڈھیلی کیسے پڑ گئی...

ثریا: صیاد اپنے دام میں خود ہی آ گیا تھا... چھوٹے بھائی...

شان: تھینک یو ثریا آپا...

ثریا: (اپنی نشست سے اٹھ کر اس کے قریب جاتی ہے) You are still a silly boy Shan. بہنوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں... تم بہت ہی سلی ہو... (اسے آبدیدہ ہو کر گلے لگا لیتی ہے)

CUT

(شان اپنے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ تھکا ہوا... سب سے پہلے اسے خالی

Cot نظر آتی ہے... پھر ایک کونے میں زرگل اور کالاش کی خاص پٹیاں لٹکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ انہیں ہاتھ میں لے کر دیکھتا ہے۔ پھر سونگھتا ہے۔ بستر پر دراز ہوتا ہے تو ڈھول کی آواز سپر ہوتی ہے اور خوشگوار ماضی کے کچھ منظر)

CUT

(خواجہ مزمل کی ورکشاپ۔ خواجہ حسب سابق یا تو کسی کار کے نیچے گھسا ہوگا اور یا اس کے بونٹ میں سر دے کر اس کی مرمت وغیرہ کر رہا ہوگا... زبیدہ خواجہ یعنی اس کی بیگم نہایت زرق برق لباس میں کار کے قریب کھڑی اس کے ساتھ گفتگو کرنے کی کوشش کر رہی ہے)

زبیدہ: خواجہ صاحب... خواجہ صاحب... ایک زمانہ تھا آپ ہر وقت میری طرف دیکھتے رہتے تھے اور اب میں اتنی دیر سے کھڑی ہوں اور آپ کو پرواہی نہیں ہے...

کیا ہو گیا ہے خواجہ صاحب؟

خواجہ: بیاہ ہو گیا ہے اور کیا ہو گیا ہے...

زبیدہ: نہیں ناں خواجہ صاحب...

خواجہ: ہائے.. نہیں ناں اب بھی کہتی ہو تو خواجہ صاحب لدھڑ ہو جاتے ہیں تمہارے لیے..

زبیدہ: خواجہ صاحب...

خواجہ: ایک تو اتنے ادب و آداب سے نہ بولا کرو... بے شمار دن ہو گئے ہیں ہماری شادی کو... ڈارلنگ مزمل وغیرہ کیوں نہیں کہتیں؟

زبیدہ: نہیں ناں خواجہ صاحب۔

خواجہ: چلو... ہر سوال کا جواب نہیں ناں خواجہ صاحب...

زبیدہ: کھانے پر نہیں چلنا؟

خواجہ: کونسے کھانے پر؟

زبیدہ: شادی کے کھانے پر...

خواجہ: واہ! دوبارہ ہو رہی ہے؟ گڈ بندوبست!

زبیدہ: نہیں ناں... وہ اکبر صاحب نے نہیں بلایا ہوا ہمیں... ہماری شادی کی خوشی میں کھانے پر...

خواجہ: میں ذرا اس کی فین بیلٹ چیک کر لوں... پھر چلتے ہیں... اور ہاں تم آج صبح سویرے کہہ رہی تھیں کہ کوئی خاص خبر ہے جو مجھے سنانی ہے...

زبیدہ: ہاں... ہے ناں (شرما کر) آپ بانٹ سے باہر آئیں تو سنائیں...

خواجہ: بانٹ کے اندر رہ کر نہیں سنی جا سکتی؟

زبیدہ: نہیں ناں...

خواجہ: (بانٹ سے باہر سر نکالتا ہے) جی... شروع کیجیے خبرنامہ...

زبیدہ: وہ جی... مجھے شرم آ رہی ہے...

خواجہ: کوئی شرمندہ ہونے والی خبر ہے؟

زبیدہ: نہیں ناں... وہ سمجھا کریں ناں خواجہ صاحب... دراصل... ایک بے بی آ رہا ہے...

خواجہ: بے بی آ رہا ہے... کہاں ہے... میرا مطلب ہے کتنے بجے... بے بی... یعنی... زبیدہ... کیا یہ سچ ہے... (وہ سر ہلاتی ہے) اگر یہ سچ ہے تو ... گڈ بندوبست (بیہوش ہو جاتا ہے۔ زبیدہ سنبھالتی ہے)

زبیدہ: چھوٹے... اوئے چھوٹے، جلدی سے پانی لاؤ، چھینٹے مارنے کے لیے... جلدی کرو...

چھوٹا: بیگم صاحبہ پانی تو نہیں ہے... موبل آئل لے آؤں؟

زبیدہ: لے آؤ...

خواجہ: (اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے) اوئے چھوٹے دفع ہو جا یہاں سے۔ موبل آئل کا بچہ... چل... جی تو بیگم صاحبہ ذرا خاص خاص خبروں کا خلاصہ تو بیان کر دیں...

زبیدہ: نہیں ناں خواجہ صاحب...

(ذیشان ورکشاپ میں داخل ہوتا ہے۔ دونوں ادھر متوجہ ہوتے ہیں۔ اس کی جانب بڑھتے ہیں)

خواجہ: ذیشان...

شان: بھابی آپ کیسی ہیں؟... اور تم خواجہ... گھبراؤ نہیں... جیل توڑ کر نہیں بھاگا... مقدمہ ختم ہو گیا ہے... اور خواجہ تھینک یو یار... (اسے گلے لگاتا ہے) بہت

مہربانی تمہاری...

خواجہ: اویں مہربانی... ذلیل کرتے ہو دوستوں کو... میں نے تو اپنی شادی پر خوش ہونا بھی Delay کر رکھا تھا... اس لمحے تک کے لیے... جب تم میرے سامنے آزاد کھڑے ہو گے... میں اب خوش ہو لوں... شادی کے لئے، تمہارے لیے اور... گڈ بندوبست کے لیے... کیوں زبیدہ؟... یاہو (ایک چیخ سی بلند کرتا ہے اور اس سے لپٹ جاتا ہے... اس دوران شان اوپر فلیٹ کی طرف دیکھ رہا ہے)

شان: اوپر کوئی رہتا ہے؟

خواجہ: نہیں... کوئی نہیں رہتا۔

(شان الگ ہو کر فلیٹ میں جاتا ہے۔ وہاں زرگل کی کوئی نشانی۔ پھر کھڑکی کھول کر باہر دیکھتا ہے)

CUT

(جیسے شان جب کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے تو اس کی نظر وہاں تک پہنچتی ہے جہاں زرگل ہے۔ رات کا وقت۔ زرگل ایک کونے میں بیٹھی ہوئی ہے۔ شاہ نام اس کی مینڈھیاں گوندھ رہی ہے)

زرگل: (آئینہ دیکھ رہی ہے اور اپنے بالوں میں وہ کلپ لگا رہی ہے جو شان نے اسے دیا تھا۔) میں نے ایک لمبے سفر پر جانا ہے... میرا سنگھار کرو۔ مینڈھیاں گوندھو۔ مجھے سفر کے لیے تیار کرو... میں نے اپنے خوابوں کے گرد گھاس نہیں اگنے دی شاہ نام...

شاہ: ... پر ابھی تم ٹھیک نہیں... ابھی نہ جاؤ...

زرگل: نہیں... مجھے جانا ہے... کل سویرے... ابھی گھاس پر شبنم ہو گی... ابھی اخروٹ کے درختوں میں پرندے جاگ رہے ہوں گے... میں نے جانا ہے... تم شیر کا خیال رکھنا... اسے ساتھ لے گئی تو وہ... اسے چھین لیں گے...

شاہ: تم نہ جاؤ...

زرگل: نہیں... شان کے بغیر میرا دل کٹتا ہے۔ دم رکتا ہے... میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں شاہ نام، اس کا نام زبان پر آتا ہے تو رنگین تتلیاں بادل بن کر مجھ پر سایہ

کرتی ہیں... ندی کی تہہ میں جو رنگین پتھر ہیں، وہ پرندے بن کر اڑنے لگتے ہیں... میں نے جانا ہے... لیکن اتنا اندھیرا کیوں ہے... سفر کا راستہ دکھائی نہیں دیتا (اٹھتی ہے... اور کھڑکی کھولتی ہے اور پھر دیا جلاتی ہے۔ اس کی روشنی میں زرگل کا چہرہ... تھیم موسیقی... یہاں زرگل Hallucinate کر سکتی ہے یعنی وہ سپاٹ جہاں شان کا خیمہ نصب تھا۔ جہاں وہ پہلی بار ملے تھے۔ کیونکہ یہ زرگل کا آخری منظر ہے اور یہاں اگر مناسب ہو تو تھیم میوزک یا پھر نظم کے آخری مصرعے:

پہاڑوں پر تمام ہرن واپس چلے گئے ہیں
اور واپسی پر اپنی دھول چھوڑ گئے ہیں

CUT

(ثریا اپنے بیڈ روم میں۔ اخبار کی سرخیاں دیکھ رہی ہے۔ پھر ایک خبر پر نظر رکتی ہے۔ اسے غور سے دیکھتی ہے اور ایک اداس طریقے سے مسکراتی ہے۔ داؤد آتا ہے۔ اس میں وہ وقار یا دبدبہ نہیں ہے بلکہ ایک شرمندہ اور خجالت آمیز شخص۔)

ثریا: مبارک ہو داؤد... تمہارا نتیجہ نکل آیا ہے۔ ماشاءاللہ فرسٹ آئے ہو...

داؤد: کونسے نتیجے کی بات کر رہی ہو ثریا...

ثریا: جو بہرطور نکلنا تھا... ان سرکاری افسروں کی فہرست ہے جنہیں حکومت نے شدید کرپشن کے چارجز پر ملازمت سے نکال دیا ہے... اور تم... تم داؤد سرفہرست ہو... مبارک ہو۔

داؤد: میں ایک محکمانہ سازش کا شکار ہوا ہوں... میں اس فیصلے کے خلاف رٹ دائر کروں گا...

ثریا: واقعی... نہیں... تم کسی بھی عدالت میں نہیں جاؤ گے...

داؤد: کیوں، میں کیوں نہیں جا سکتا عدالت میں... میں نے کیا کیا ہے جو اس ملک کا تقریباً ہر سرکاری افسر نہیں کرتا... کون ہے جو پہلا پتھر مارے گا... یہ ایک روٹین ایکسرسائز ہے اور میں... میں اس کا شکار صرف اس لیے ہوا ہوں کہ حال ہی میں میں پارٹیز پر نہیں گیا۔ فنکشن اٹینڈ نہیں کیے اور حاضریاں نہیں دیں...

ثریا: ادھر کیسے آ گئے؟

داؤد: ادھر؟... میں اپنے گھر میں نہیں آ سکتا؟

ثریا: تم اتنے عرصے سے یہاں ہو کہ بھول گئے ہو... کہ یہ تمہارا نہیں ظفر خان صاحب... اس کی آل اولاد کا گھر ہے... تمہارا نہیں ہے...

داؤد: بے وقوف عورت...

ثریا: نہ نہ داؤد... یہ وہ ہائے ہائے داؤد کہنے والی عورت نہیں ہے۔ زبان سنبھال کر بات کرو اور... یہاں سے چلے جاؤ... کیا تمہارا ضمیر اگر کوئی ایک ذرہ اس کا باقی بچا ہے تو... اجازت دے گا کہ تم... اور ذیشان... جسے تم نے ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسا کر پھانسی لگوانے کی کوشش کی... ایک ہی چھت تلے زندگی بسر کریں...

داؤد: تم میری بیوی ہو... اور . میرے بچے کی ماں بننے والی ہو۔

ثریا: اور میں اپنے بچے کو تمہارے سائے سے بھی بچانا چاہتی ہوں... پتہ نہیں وہ عورت ... میں جانتی ہوں اس کے بارے میں... وہ تمہیں میری دولت کے بغیر قبول کرے گی یا نہیں... لیکن میں تمہیں اب قبول نہیں کر سکتی... اس دروازے سے نکل جاؤ۔ جیسے یہ میری زندگی ہے جس میں سے تم نکل رہے ہو... ہمیشہ کے لئے! (داؤد جاتا ہے۔ وہ آبدیدہ ہے۔)

CUT

(شان کی کار گھر میں داخل ہو رہی ہے۔ گیٹ کے باہر ایک لڑکا یعنی شیریں خان انتظار کر رہا ہے)

شیریں: سلام صاحب...

شان: وعلیکم السلام... جی فرمائیں۔

شیریں: فرمائیں کیا صاحب۔ یہ آپ کا چوکیدار مجھ کو اندر نہیں آنے دیتا صاحب...

شان: کس سے ملنا ہے؟

شیریں: زر گل سے...

شان: زر گل سے... تم کون ہو؟

شیریں: میرا نام شیریں خان ہے صاحب... تو زر گل ادھر رہتا تھا اور... میرا خیال ہے

آپ کا بیگم تھا اور ایک روز میرے پاس آ گیا تو...

شان: (نہیں چاہتا کہ چوکیدار وغیرہ یہ بات سنیں)... دیکھو... تم میرے ساتھ آؤ...

CUT

(شان اور شیریں۔ بیڈ روم میں داخل ہوتے ہیں)

شان: ہاں... تو تم زر گل کو کیسے جانتے ہو...

شیریں: وہ ادھر تھا ناں صاحب... اور ہمارے علاقے کا تھا... تو مجھ کو چھوٹا موٹا کام بولتا تھا تو ہم کرتا تھا...

شان: تم وہی پٹھان لڑکے ہو... جو... ادھر جھونپڑے میں رہتا تھا اور...

شیریں: ہاں تو ادھر ہی رہتا تھا ناں...

شان: اور تم (اٹھتا ہے) تم نے اسے ورغلایا اور... کہاں ہے زر گل... کدھر لے گئے تھے اسے؟

شیریں: جی... یہ کیا بولتا ہے صاحب... ہم زر گل کو لے جائے گا... وہ امارا بہن تھا صاحب... ایک دن آیا۔ بولا کہ شیریں بھائی یہ امارا بچہ چھینتا ہے تو ہم کالاش جاتا ہے... تو ہم نے اسے ٹیکسی پر بٹھایا، پھر گاڑی پر سوار کیا... اور اس کے بعد نہیں معلوم...

شان: لیکن تم کہاں گئے اس کے بعد... تم بھی تو غائب ہو گئے... کہاں تھے؟

شیریں: وہ صاحب... غربت تو قانون کو نہیں دیکھتا ہے۔ اسی روز ہمارا بندوبست تھا... وہ لانچ پر ہم کو دبئی لے جاتا تھا تو ہم لانچ پر ادھر سمگل ہو گیا۔ اسی لیے کسی کو بتایا نہیں... اب اللہ کا فضل ہے اور چھٹی پر آیا ہے... تو صاحب یہ (ایک بیگ میں سے کچھ کھلونے اور کچھ کپڑے نکالتا ہے) اپنی بہن زر گل کے لیے لایا... اور یہ... کھلونا ماموں کی طرف سے... شیر خان کے لیے... یہ لایا صاحب... اور چوکیدار ہم کو اندر نہیں آنے دیتا... زر گل بہن کدھر ہے صاحب؟... کالاش سے واپس نہیں آیا؟ (کیمرہ شان پر... جو پہلی بار احساس کرتا ہے کہ زر گل کسی کے ساتھ فرار نہیں ہوئی تھی اور اب کالاش میں ہی ہے)

CUT

(پشاور یا اسلام آباد ایئرپورٹ دکھاتے ہیں۔ شان، لباس بے ترتیب، داڑھی بڑھی ہوئی فلائٹ جانے کا منتظر... مختلف اعلان ہو رہے ہیں۔ پھر ایک اعلان ہوتا ہے۔ "خواتین و حضرات متوجہ ہوں۔ ہماری پرواز جو چترال جا رہی تھی ،لواری ٹاپ پر موسم کی خرابی کے باعث منسوخ کر دی گئی ہے۔اس سلسلے میں مسافروں کو جو زحمت ہوئی ہے،اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔" شان از حد پریشان۔ایئرپورٹ سے باہر آتا ہے۔ ٹیکسی پر سوار ہو کر ویگن سٹینڈ پر پہنچتا ہے اور چترال جانے والی ایک ویگن میں سوار ہو جاتا ہے... ویگن کے مختلف منظر۔ ڈزالولواری ٹاپ ... پھر رات گئے چترال کے سنسان بازار میں ویگن داخل ہو رہی ہے۔ شان اترتا ہے اور ثنااللہ سے ملنے کے لیے قلعے کی جانب چلنے لگتا ہے)

(ان مناظر میں اگر بارش اور طوفان کا تاثر ہو تو بہتر ہے)

CUT

(ڈائننگ روم میں کینڈل سٹینڈ پر شمعیں روشن ہیں۔ رحیم الدین حسب سابق ایک کونے میں بیٹھا ہے۔ ثنااللہ میز کے Head پر بیٹھا ہے اور کھانا لگ رہا ہے۔ ایک جانب سے شان داخل ہوتا ہے)

شان: چترال کی مہمان نوازی کا تقاضا تو یہ ہے کہ بہت دیر سے پہنچنے والے مسافر کو بھی کھانا کھلا دیا جائے... کیوں ثنا؟

ثنا: شان... جانِ من شان... تم... تم یہاں... یہ (قریب آتا ہے) واقعی تم ہو... مجھے یقین نہیں آرہا... (ملازموں سے مخاطب ہوتا ہے) اور صاحب کے لیے بھی کھانا لگاؤ... لیکن پہلے غسل خانے میں پانی لگاؤ... اور رہائش کے لیے...

شان: مہمان سے پوچھ تو لو کہ وہ کتنی دیر کے لیے آیا ہے... میں زیادہ دیر نہیں ٹھہروں گا۔

ثنا: بل شٹ... تم ... تم بیٹھو تو سہی... یہ کیا حالت بنا رکھی ہے جان من... تم مسکرائے ہو تو میں نے تمہیں پہچانا ہے ورنہ... بیٹھو ناں (سنجیدہ ہو کر) شان، خیریت تو ہے ناں؟

شان: ہاں خیریت ہی ہے (آس پاس نگاہ ڈالتا ہے) بہت ویرانی اور خاموشی ہے اس... قلعے میں... لگتا ہے... اور تم کیسے ہو (وہ کندھے اچکا کر مسکراتا ہے) اور باباجان شجاع الرحمٰن (ثنا چپ رہتا ہے) وہ کہیں گئے ہوئے ہیں؟ اور کب آئیں گے...

ثنا: ترچ میر گاؤں کے باسیوں نے ہمیں آکر بتایا تھا کہ ایک شب جب بارش زوروں پر تھی، وہ اوپر گئے تھے پہاڑوں کے اندر... واپس نہیں آئے... اپنے بیٹے کو ملنے گئے ہیں...

شان: I See.... اور... مجھے بہت افسوس ہے ثنا...

ثنا: جاتے ہوئے ایک ایک شمع گل کر کے گئے اور ہمیں اندھیرے میں چھوڑ گئے... زرگل سے وہ بہت پیار کرتے تھے... اور اس کے ... بیٹے شیر سے بھی... (یکدم ذرا ہوشیار ہوتا ہے) چچا رحیم الدین ذرا مہر کو تو اطلاع کیجئے کہ آج تو ذرا جلدی نیچے آجائے... شان آیا ہے... (رحیم جاتا ہے)

شان: مہر فاطمہ اب بھی ویسی ہی ہیں... خوبصورت اور بہت مغرور...

ثنا: ہاں... ویسی ہی ہیں... تم ذرا کپڑے تو بدل لو...

شان: ثنا میں واقعی چند لمحوں کے لیے آیا ہوں... صرف تم سے ملنے... میں ٹھہروں گا نہیں... (اٹھتا ہے) میں ٹھہر نہیں سکتا...

ثنا: مہر کہا کرتی تھی کہ اس قلعے کی دیواریں اتنی بلند ہیں کہ اگر کوئی ایک بار اندر آجائے تو باہر نہیں جا سکتا... تم بھی نہیں جاسکتے... میری مرضی کے بغیر... (مہر فاطمہ آتی ہے) شان... اپنی بھابی سے ملو...

شان: بھابی سے... کیوں؟... میرا مطلب ہے کیسے... اور... اچھا اچھا... السلام علیکم...

ثنا: ہماری شادی بہت خاموشی سے ہوئی، اس لیے تمہیں بلا نہیں سکے۔ تم نے بھی تو نہیں بلایا تھا...

مہر: آپ... غالباً جہاز سے تو نہیں آئے...

شان: نہیں... فلائٹ کینسل ہو گئی تھی اور مجھے پہنچنا تھا...

مہر: بابا آپ کو بہت یاد کیا کرتے تھے... آپ... آیا کیجئے ہمارے پاس... چچا

رحیم الدین آپ نے راہداری میں تمام شمعیں جلادی ہیں ناں... جیسے بابا سر شام جلایا کرتے تھے... آپ کچھ کھائیں تو سہی...

شان: ثنا مجھے ابھی... اسی وقت کالاش جانا ہے... مجھے ابھی جانا ہے...

ثنا: ابھی... اس موسم میں اور رات کے وقت... تم آرام سے کھانا کھاؤ... صبح سویرے میں خود تمہارے ساتھ چلوں گا جان من... جہاں اتنے دن غفلت برتی ہے، ایک دن اور سہی... (سلاد آگے کرتا ہے) سلاد...

CUT

(رات کا وقت۔ شان بستر پر کروٹیں بدل رہا ہے۔ زر گل کے Image ... بہت بے چین ہے۔ بالآخر اٹھتا ہے۔ راہداری میں شمعیں روشن ہیں... ان کے پاس رکتا ہے اور پھر نیچے اترتا ہے)

CUT

(ثنا سویا ہوا ہے۔ اس کے کانوں میں جیپ کے سٹارٹ ہونے کی آواز آتی ہے۔ بستر سے اٹھ کر نیچے دیکھتا ہے۔ شان کی جیپ قلعے کے پھاٹک سے باہر جا رہی ہے)

CUT

(بمبوریت کا راستہ۔ سنگ میل جس پر "بمبوریت ... کلو میٹر" درج ہے۔ صبح کا وقت۔ جیپ وادی میں داخل ہوتی ہے۔ تقریباً پہلی قسط والے مناظر۔ شان اپنے آس پاس دیکھ رہا ہے۔ جیپ بازاروں میں سے گزر کر ارمان شاہ کے ہوٹل کے قریب رکتی ہے۔ وہ اترتا ہے۔ وہ ایک راستے پر چل رہا ہے جس پر اور لوگ بھی ہیں۔ وہ بشارا کے قریب سے گزرتا ہے۔ بشارا اب ایک سنجیدہ اور کامیاب ہوٹل والا ہے۔ مونچھیں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ شان کو دیکھ کر رکتا ہے کہ اس شخص کو کہیں دیکھا ہوا ہے۔ پھر پیچھے جاتا ہے)

بشارا: صاحب... Excuse me Sir... سر (شان رک کر پیچھے دیکھتا ہے) سر... آپ، آپ ذیشان صاحب... تو نہیں ہیں... صاحب Do you remember صاحب بشارا خان ٹورسٹ گائڈ بمبوریت ویلی چترال... نو پرابلم ... پہچانا سر؟

شان: بشارا... تم... تم کتنے بدل گئے ہو...

بشارا: زمانہ بہت ہو گیا سر... ندی میں پانی بہت بہہ گیا... گھاس بہت اونچا ہو گیا سر...

شان: گائڈ کا کام تو ٹھیک جا رہا ہے؟

بشارا: اب تو ہوٹل بنایا ہے سر... نو پرابلم... یس سر... میرے ہوٹل کا نام ہے "نو پرابلم" ابھی بازار میں آیا تھا ایک کلائنٹ کو لینے تو آپ کو دیکھا... کیسے آیا سر؟

شان: تم نہیں جانتے کہ بمبوریت میں اگر میں آیا ہوں... تو کیوں آیا ہوں...

بشارا: اچھا کیا سر... لیکن بہت دن کے بعد آیا... خوابوں کے گرد بہت گھاس اگ آئی ہے سر... (ارمان خان کے ہوٹل کے قریب جہاں اس نے خیمہ نصب کیا تھا) یاد ہے سر؟

شان: ہاں... ادھر میں نے خیمہ لگایا تھا... ادھر... اور ادھر بالو مجھے ڈراتا تھا... اور یہ ندی (قریب بیٹھتا ہے) کیا اب بھی باتیں کرتی ہے... بولو... تم تو نصیب جانتی ہو... جانتی ہو تو بولو... (سنتا ہے) نہیں تم کچھ نہیں جانتیں...

بشارا: صاحب... ناشتہ کرے گا... ناشتہ نو پرابلم...

شان: بشارا... تم جانتے ہو کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں... میں... زر گل سے ملنے... اسے لینے کے لیے آیا ہوں... وہ کیسی ہے؟

بشارا: ٹھیک ہے صاحب... ٹھیک ہے... وہ تو اسلام آباد جاتی تھی آپ کے پاس... ہم نے بہت روکا... تو... ادھر اوپر گاؤں میں چلتے ہیں زر گل کے گھر... چلیں؟

(دونوں پہاڑی راستے پر چلتے ہیں۔ مختلف منظر۔ یہاں شان خوش ہے کہ زر گل کو ملنے جا رہا ہے۔ اس لیے موسیقی سے خوشی کا تاثر ملے گا۔ بالو یا زر گل کا گھر۔ بشارا دستک دیتا ہے۔ اندر سے بالو آتا ہے... شان کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے)

بالو: صاحب... آپ... آپ کدھر آگیا؟

شان: بالو... میں جو آیا ہوں تو بہت... مٹی میں مل کے آیا ہوں... شرمندہ ہو کر... اور بہت پچھتاوے لے کر... زر گل کو لینے...

بالو: زر گل... (پیچھے دیکھتا ہے) شیر... ادھر آؤ... ادھر... دیکھو تمہارا ابا ہے۔ آؤ بچہ (شیر آتا ہے۔ چار سال کا بچہ... شان بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور اسے گلے لگاتا ہے۔ پیار کرتا ہے۔ پھر اٹھا لیتا ہے)

شان: زرگل کدھر ہے...

بالو: وہ جنگل میں گئی ہے...

شان: کب آئے گی؟

بالو: آپ خود ہو آؤ... وہ دیر میں آئے گی... بشارا جانتا ہے کہ کدھر ہے... بشارا...

بشارا: آؤ صاحب... نو پرابلم...

(شان نے شیر کو اٹھایا ہوا ہے اور وہ خوشی خوشی چل رہا ہے۔ مختلف شاٹس یہاں دکھائیں کہ یہ دونوں جا رہے ہیں۔ بالآخر قبرستان کے قریب پہنچتے ہیں۔ اس کے درمیان میں سے گزر رہے ہیں اور وہاں ایک مقام پر بشارا رکتا ہے... ایک اوپن ایئر تابوت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ شان سمجھ نہیں پاتا۔ وہ آگے بڑھتا ہے...)

بشارا: خوابوں کے گرد بہت گھاس اُگ آئی ہے... بہت پھول کھل گیا ہے صاحب...

(تابوت کے اندر زرگل کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ اس کا لباس شادی کا ابھی تک ویسا ہے... اس کی مینڈھیاں موجود ہیں اور اس کی کھوپڑی کے عین اوپر وہ کلپ ہے جو شان نے دیا تھا اور اس میں سے گھاس اُگی ہوئی ہے اور چند پھول کھلے ہوئے ہیں... سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں والا منظر ہے)

CUT